

ربیع مخموم مخمائه شوق

دیوان ذوق
نہجہ

طبع لطیف اُستاد دوران حساقانی زمان

ملک لشعرا شج ابراریم ذوق

باضافہ غزلیات مزید

باہتمام کیسری داس پیپر پرنٹنگ

مطبع نشی نوکیش و واقع لکھنؤ طبع ہوا



ردیف الالف

<p>ہوا احمد بخدا میں دل جو مصروفِ رتم میرا رہے نام محمد لب پہ یاربِ اول و آخر محبتِ الہیتِ مصطفیٰ کی نذرِ برحق ہے دکھائی مجھ کو راہِ شریعِ اصحابِ ہمیر نے کہیں شاہِ نجف کے عشق میں دل میرا ڈوبا تھا رہ گیا دانہ انسان مریعِ امید بخش میں</p>	<p>الف احمد کا سا بن گیا گو یا قلم میرا لٹ جائے بوقتِ نزع جب سینہ میں غم میرا کہ روشن ہو گیا دل مثلِ قندیل حرم میرا چراغِ راہ ہے اکرامِ اصحابِ گرم میرا کہ ہے ڈیرِ نجف ہو کر چکنا چورِ یم میرا غمِ زلِ بنی سے دانہ ہر اشکِ غم میرا</p>
---	---

شہِ بغداد کا خطِ غلامی ذوق رکھتا ہوں

نہ کیوں دل اس خطِ بغداد سے ہو جامِ جم میرا

<p>ہوا یہ سینہ کیسے خارِ زارِ دشتِ غم میرا صراطِ عشق پر از بکے ہے ثابتِ دم میرا مری خواری کے رتبہ کا کمالِ اوج تو دیکھو</p>	<p>کہ آیا پانچونِ آغشتہ ہو کر لب پہ دم میرا دمِ شمشیرِ قاتلِ پر بھی خون جاتا ہے جم میرا کہ ہے چرخِ رمل بھی سایہِ نجفِ دُوم میرا</p>
---	---

اک غبارِ ناتوان ہے کارِ دانِ مور کا
ہو زمینِ شعرِ مینِ عالمِ زمینِ شور کا
ویدہ حسرت سے حلقہ جو ہر سالور کا
بال بھی باندھے جو تہِ تونزلفِ حور کا
جیسے مرجھا یا ہوا دانہ کوئی انگور کا
گرمیِ مرہم سے اُڑ جائے اثر کا نور کا
لب پہ رکھ کر پھونکیے پیدا ہونا لہِ صور کا
تھکے ہو چکا یا زبانِ دار پر مضمون کا
تین دن چائے اگر تعویذِ میری گور کا
منہ سے گر حراج کے سُن پائے نام انگور کا
وہ قسمت ہو اسی روزِ مینِ گھڑ بنور کا
بیشتر ہوتا ہے پیدا دانِ شجر کا فور کا
استخوان سے ہومے دستہ ترے سا طور کا
لکھ دیا تھا کو کین بھی نام اک مزدور کا
سچ لکھا ہے دھوانِ میرے چراغِ گور کا
چشمِ اضمی بن گیا روزِ ہر اکِ ناسور کا
جمع ہو جب تک نہ رنگِ سرخِ روے حور کا
کام لے منقار سے فریادِ فمِ صور کا

تیرے کوچہ میں تنِ لاغر ترے رنجور کا
باندھو مینِ مضمونِ چو اپنی شورِ بختی کا کوئی
میں ہوں وہ پنجرِ حبکو دیکھتا ہے وقتِ بچ
اس نزاکت سے نظر کرتا ہے وہ رشکِ سی
دل کا یہ احوال ہے غم سے ترے اے سرت
تھکے دل وہ ہوں کہ میرے داغِ سوزانِ کللیے
گر ترے فریادِ یوں کو نامہ پچیدہ دون
حق تو یوں نہ یہ انانیتِ عجب غماز ہے
عشق کے مکتب میں ہو فریادِ سب تیز دہن
زخمِ سراپے وہ ایدادِ دستِ خونِ رونے لگے
بھانکتے تھے وہ ہیں جس روزِ دیوار سے
دفن ہے جس جا پہ لکھتے سر و مہری کا تری
تو ہو بعد از مرگ بھی گراے محبت و شکر
عشق نے ڈالی تھی جب قصہِ محبت کی بنا
لے بے جنتِ ابتلاک بھی شاخِ ابو حلیج
دیکھنا زہرِ آبِ پیکانِ محبت کا اثر
کھینچے مانی اُس پری کی کیونکہ قصہِ کفر
تیرے قاسمِ جوہرِ باقیامتِ سرور پر

ذوقِ راہِ عشقِ وہ کوچہ ہے جسکی خاک میں

ہے دُر تاجِ سلیمانِ بیضہِ بیضہِ سور کا

پر ضعف سے ہاتھ نہیں تھم سکتا

لکھے اُسے خط میں تم اٹھ نہیں سکتا

<p>وہ ہوں میں آتشیں گل تازہ نخل شمع کلفت کا نشان بے نشانی گرد کھانے زور دے جانے دیوان ریگ روان ہے جانے اب شک فرگاہ وہ ہوں میں آہونے حسی زبیدہ دامن ہستی سے جھپکتی آنکھ شب ہوں حلقہ زنجیر کیا میری کہوں میں سو بہن سے دین قطع آرزوے دل امری اسرہ حالی گر جو جس آراے دل سردی چھو لاکام نمی میں ہے والے تنگ جان پکا ہوا روشن چراغ کعبہ زاج جس کے شعلہ سے نہو بے و قمر ترک سجدہ اہلیس سے آدم وہ ہوں میں گیسوے موج محیط اعظم وحشت میری صورت کے معنی میں لغت فیہ میں روحی وہ ہوں میں رہ نور و شوق میرے ساتھ جا لیتا</p>	<p>نہیں ہے کوئی لکھن غیر مقرر من ستم میرا جھپک سے دیدہ صراف کے نقش دم میرا اکدورت بارے دیکھو صاب رنج و غم میرا کہ ہے ایک کوچہ رم جاوہ دشت عدم میرا طلسم خواب بندی تھا نزلت الم میرا لب ہر زخم پر ہے چون لب شمشیر دم میرا عجب کیا شیر برین ہوا اگر شیر علم میرا تھنا کے جام سے یک قطرہ زہر اب غم میرا اسی آتش کار کھتا ہے شر رنگ صنم میرا ندو کی سرکشی سے رتبہ کب ہوتا ہے کم میرا کہ ہے گھیرے ہوئے روئے زمین کج و غم میرا حد و ثلے نباتات نبات کرتا ہے قدم میرا برنگ سایہ مرغ ہو نقش قدم میرا</p>
---	--

نہیں ہے کوئی لکھن غیر مقرر من ستم میرا

<p>تخیل نے مرے بازو کا طلسم تازہ کیفیت نیکون ہو کاسے سرفوق رشک جام جم میرا</p>	
<p>ہے مرا رخ نظر پر واند شمع طور کا دل نہ اٹکائے کہیں اللہ بے مقدم کا لون صریح خاصہ سے میں کام بیک صورت کا خون دل چنایا ہے کھانا مجھے سینہ دور کا نچھ کو شربت میں مزا آئی ہے انور کا مہر اک شعلہ سا ہے سو بھی چراغ دور کا</p>	<p>شوق نظر ہے جسے اس رخ پر نور کا اے صنم کیا پوچھنا ہے حال اس رنجور کا گر کہوں صغنون اپنے نالہ پر شور کا لطیف جاتا ہے سر و نالہ پر شور کا ترجیع میں بھی دھیان تھا اس شمس مجبور کا وادعی ظلمت میں اپنی دخل کب ہے نور کا</p>

اپنا آئینہ مراویہ دھڑا پڑا بنا چرخ پر جا کے وہ خورشید جانا تاب بنا	تو اگر اپنے کو دیکھے تو مری آنکھ ہے دیکھ آہ کے ساتھ جو نکلا شر آتش دل
جب کیا عشق کے دریائے تلاطم اسے دوق تو کہیں موج بنی اور کہیں گرداب بنا	
اگر پایا تو کھوج اپنا نہ پایا فرشتہ اُسکا ہمسایا نہ پایا تو پہنے یان نہ کچھ کھویا نہ پایا خدا جانے کہ پایا یا نہ پایا فلک تو نے کیا اپنا نہ پایا کہیں جب کا نشان پایا نہ پایا کہ اس بازار میں سودا نہ پایا عبار راہ بھی عفتا نہ پایا کبھی کج فہم کو سیدھا نہ پایا وزا قابو تر پہنے کا نہ پایا سُکھ جاتے مگر سنا نہ پایا کبھی پہنے تجھے تنہا نہ پایا نشان پر صبر و طاقت کا نہ پایا خدائی میں اگر ڈھونڈھا نہ پایا گولے کے سوا سایا نہ پایا کہ اپنا حوصلہ اتنا نہ پایا وہن پایا لب گویا نہ پایا	اُسے پہنے بہت ڈھونڈھا نہ پایا جس انسان کو سگ دنیا نہ پایا مقدری پر گرسود و زیاں ہے لحد میں بھی ترے مضطر نے آرام کیا تھا یا نہ تھا سب ہمہ گزرا سراغ عمر رفتہ ہاتھ کیا آئے کہ کیا سیر دل فلک فنا کی رہ گم گشتگی میں ہم نے اپنا ریاضت کا مثال شیش کثروں نہ غیر ترے بسمل نے ہے احاطہ سے فلک کے ہم تو کب کے جہان دیکھا کسی کے ساتھ دیکھا چراغ داغ لیکر دل میں ڈھونڈھا وہ از خود رفتہ ہوں جب کو خودی نے مرے مجنون کی تربت پر جنون نے کیا پہنے سلام اسے عشق تجھ کو کہ کیا ہمارے رجم دل ہمارا

نقشبند نے درج کیا ہے
نقشبند نے درج کیا ہے
نقشبند نے درج کیا ہے
نقشبند نے درج کیا ہے

کیا اُنھے سربستِ غم اُٹھ نہیں سکتا صد حیف کہ مجنون کا قدم اُٹھ نہیں سکتا سر زیرِ گرانِ بارِ الم اُٹھ نہیں سکتا جون حرفِ سیر کا غم اُٹھ نہیں سکتا سر میرِ اترے سر کی قسم اُٹھ نہیں سکتا پر پردہ رخسارِ صبر اُٹھ نہیں سکتا اے راہِ رو ملکِ عدم اُٹھ نہیں سکتا	بیارِ ترا صورتِ نقویرِ نہالی آتی ہے صد اے جسِ ناقہ لیلیٰ جون دانہ روئیدہ تیرے سنگِ ہمارا ہر داغِ سحابی مرا اس دامنِ تر سے اتنا ہوں تری تیغ کا شرمندہ احسان پردہ در کعبہ سے اُٹھانا تو ہے آسان کیوں اتنا گرانار ہے جو رختِ سفر سے
---	--

دنیا کا زرواں کیا جمع تو کیا ذوق
 کچھ فائدہ ہے ستِ کرم اُٹھ نہیں سکتا

آہ کیا مریمِ خیمِ دل بیتاب بنا نامِ منظور ہے تو فیض کے اسباب بنا بچے اشک کے دریا سے مری سوزِ دل دل بیتاب کو ہم سے میں ٹھہرانہ سکے جو چینِ گرنجھے نے عیشِ ہولی کی تلخ چشمِ محمور کا ہوں کس کی میں کشتہ یارب تیرہ روزی نے مری مہر جہاں تاب کا لون مٹسے کھینا ہوں کہیں اُس سے کیا میں بھلا سرمہ چشمِ عزیزان نہ بنائیں اے چرخ آیتِ مجدہ ہے حقِ بین مرے ہر جوہر تیغ حالِ کارِ حق جو ہے ہندوئے خدا ترس تو کیا اپنے جلسوں میں بلاتے ہیں مجھے میرے حسب	آب سے بیشتر تیز کے تیزاب بنا پل بنا جاہِ بنا مسجد و تالاب بنا اگرچہ دے شعلہ جوالہ کو گراں بنا شعلہ خود دیکھتے ہی تجھ کو وہ سیاب بنا کہوں جس دن سے خاک کا تڑپ ہر آب بنا کہ مری خاک سے بھی جالم نے تاب بنا دیا جو قت اڑا کر ملکِ شب تاب بنا کہ جواب بھرتا ہوں اس طرح سے بیتاب بنا کیا بنا خاکِ غبارِ دل احباب بنا ہے غم تیغِ فقط کیا خیمِ محراب بنا تیرے مجنوں کے لیے دج کو قصاب بنا میں ہوں اک شمع پئے محفلِ حباب بنا
---	---

<p> تم وقت پہ آہونچے نہیں ہوئی چکا تھا اک بار تو غارت دل دین ہی چکا تھا اسے دل وہ ابھی چین چین ہوئی چکا تھا آسودہ یہ دل زیر زمین ہوئی چکا تھا جانے کا ارادہ تو کہیں ہوئی چکا تھا مکتوب میر لوح حسین ہوئی چکا تھا غم سفر جان حسین ہوئی چکا تھا دشمن کا سخن ذہن نشین ہوئی چکا تھا منظور نظر ایک حسین ہوئی چکا تھا میں سر دے بخشہ کین ہوئی چکا تھا کیا جل کے جگر خاک کین ہوئی چکا تھا </p>	<p> میں تجربہ کرنے کے قرین ہوئی چکا تھا اب جان پہ آفت ہے جاتے ہو دوبارہ یہ ہم اُسے کیوں تو نے کیا بھڑکے بخلاف ہوتا جو نہ پویدہ زمین تیری مگی بین آنے سے مرے ٹھہر گئے آب و گرد نہ جو خط میں لکھا اُس سے وہ اس لکھے پہ بے درقہ مرگ توقف رہا ورنہ کیا ہوتا جو سمجھاتے اُسے جا کے مرے دست کیا دیکھتے ہم یوسف کفان کو کہ اپنا کیا گرم تپش ہوتا تڑپ کر ترے آگے سینہ جو کیا جاک تو دان کچھ بھی نہ پایا </p>
---	--

جو کچھ کہ ہوا ہم سے وہ کس طرح نہ ہوتا
 حکم ازلی ذوق بوہن ہوئی چکا تھا

<p> کام جنت میں ہے کیا ہے گنہگار و نکا دیکھے اک جام تو ہے یار ابھی یار و نکا خرم گل کی جگہ ڈھیر ہو انگار و نکا ہو سکا جب نہ مدا دترے بیار و نکا اگر تماشہ تجھے منظور ہو تو آرد و نکا منہ کھلا رہتا ہے اس واسطے سو فار و نکا جیلتا ہے محبت کے گرفتار و نکا جان نثاری ہے اگر شیوہ غلغوار و نکا </p>	<p> ہم بین اور سایہ ترے کوچہ کی دیوار و نکا محبت گرچہ دل آزار ہے میخوار و نکا اتنا تو سورہ فغان ہو کہ چین میں بسمل چرخ پر بیٹھ رہا جان بچا کیسے ہونار گین حلق پریدہ کی جہاز خونبار ہیں کیا نہ اترے تیر مژدہ تشنہ خون کیوں دہر تار میں سودا ہوں گرفتار و نکا دینکے جان بوسہ لعل نشین پرسم بھی </p>
--	--

<p>کبھی تو اور کبھی تسبیح را با غم سوا تیرے خط مشکین کے کوئی وہ بولے دیکھ کر تصویر بوسف نہ مارا رونے پورا ہاتھ قاتل عرے طالع کی وہ گردش ہے جس سے</p>	<p>خمرض خالی دل تشیدانہ پایا مغرب نسخہ سوداۃ پایا سنا جیسا اسے ویسا نہ پایا ستم من بھی تجھے پورا نہ پایا فلک نے بھی قرار اصلا نہ پایا</p>
<p>نظر اس کا کمان عالم میں آذوق کمین ایسا نہ پائے گا نہ پایا</p>	
<p>نام یون پتی میں بالاتر ہمارا ہو گیا میرے نالوں سے جو پانی سنگ را ہو گیا ذکر دنیا نفس مردہ کو ہوا آب حیات وانت یون کچھ پہنی میں ات اُس پارہ کے ہر حباب بھر کی کھل جانے گی تارسی آنکھ شیخ نے افطار یون کے تر نوالے کھائے خوب ایک دم بھی ہلکے جینا ہجر میں تھا ناگوار ہے مقام زندگی زیر دم شمشیر مرگ رشتک سے اُس لف کے کیا شک ہے یکسر خون دل پہ زخموں کی ترقی سے ہوئی اوراک بہار ظلمت عصیان سے میرے بنگیا شب بے حشر دی شہادت نشہ کی سرخی سے چشم یار سے</p>	<p>بسطرح پانی کتوین کی تین تارا ہو گیا گوہ کے چشمو کا آنسو ہر شرار ہو گیا مر کے یہ سیلاب بھر زندہ دوبارا ہو گیا میں نے جانا ماہ تابان پارہ یارا ہو گیا عکس اقلن گریخ روشن تھا را ہو گیا ہے مگر وزدن کی گرمی سے چورا ہو گیا برائید وصل میں برسوں گوارا ہو گیا ہو گیا بسطرح کوئی دم گزارا ہو گیا بلکہ جلکے سوختہ غنیر بھی سارا ہو گیا آگے تھا صد برگ یہ گل اب ہزارا ہو گیا آفتاب اک نیز سے پر دم دار تارا ہو گیا خون رہا اپنا نہ نہان آشکارا ہو گیا</p>
<p>ذوق اس بحر جہانین کشتی عمر روان جس جگہ پر جا لگی وہ ہی کسارا ہو گیا</p>	

<p>ہو چکا پہلے ہی میں گشتہ کسی کی آن کا اے زلیخا چھوڑ دامن یوسف کنعان کا دیکھ پھر سلمان اس فرعون بے سامان کا</p>	<p>اے اجل تخلف مت کر کیا کرے گی آنکھ ہو سکے آلودہ دامن پاک دامن کس طرح نفس بے مقدور کو قدرت ہو گئے تھوڑی سی بھی</p>
<p>دیکھنا اے ذوق ہونگے آج پھر لاکھوں کے خون پھر جابا اُس نے لعل لب پہ لاکھا پان کا</p>	
<p>جو آپ ہی مر رہا ہوا سگو گراما تو کیا مارا منہنگ وار دہاؤ شیر نر مارا تو کیا مارا اگر پارے کو اے اکیر گر مارا تو کیا مارا تری زلفوں نے مشکین باندھ کر مارا تو کیا مارا جوانے ہاتھ میرے ہاتھ پر مارا تو کیا مارا اتنی پھر جودل پر تاک کر مارا تو کیا مارا کسی نے قہقہے سے تجنیبہ مارا تو کیا مارا جو غوطہ آب میں تونے گہرا مارا تو کیا مارا ادھر مارا تو کیا مارا ادھر مارا تو کیا مارا اگر تیشہ سہ کسار پر مارا تو کیا مارا اگر لاکھوں برس سجد میں سر مارا تو کیا مارا</p>	<p>کسی سبکیس کو اے بیدار مارا تو کیا مارا بڑے موذی کو مارا نفس تارا کو گراما مارا نہ مارا آچکھو خاک ہو اکسیر بن جانا خطا تو دل کی تھی قاتل بہت سی مار کھانگی سنیں وہ قول کا تچا ہمیشہ قول دے دیکر تفنگ و تیر تو ظاہر نہ تھا کچھ پاس قاتل کے ہنسی کے ساتھ یاں رونائے شل قفل مینا مرے آنسو ہمیشہ بین بربنگ لعل غرق خون جگر زخمی ہے اور دل لوٹتا ہے منے کیا جانے دل سنگین خسرو پر بھی ضرب کو کہن پہنچی گیا شیطان مارا ایک سجد کیے نہ کرنے میں</p>
<p>دل بد خواہ میں تھا مارنا چشم بد بین میں فلک پر ذوق تیرا گہرا مارا تو کیا مارا</p>	
<p>چشمک ہے برق کی کہ تبسم شرار کا کیا کیا چراغ ہنستا ہے میرے مزار کا پردہ جو در میان نمودل کے غبار کا</p>	<p>ہنگامہ گرم ہستی ناپائیدار کا میں جو شہید ہوں لب خندان یار کا ہو مارا دل نہ یار سے پوشیدہ یار کا</p>

<p>بے بسیا ہی نہ چلا کام ظلم کا ہے ذوق روسیا ہی سر و سامان ہے یہ کار و نکلا</p>	
<p>اے فلک اگر تجھے اونچا نہ سائی دیتا آسمان آنکھ کے تل میں ہے دکھائی دیتا ایک تیرا نہ مجھے درِ جسدائی دیتا داد یہ تیری ہے اے آلہ پائی دیتا خوٹے کیا کیا ہے ترا دستِ خنائی دیتا ہے ان آنکھوں سے ہی مجھ کو بھجائی دیتا مگر قفس سے مجھے صیادِ ربائی دیتا خاک ساری سے نہ جاروبِ صفائی دیتا بوسہ لبِ بنین بے چشم نمائی دیتا اگر حریصوں کو خدا ساری خدائی دیتا</p>	<p>نالہ اس زور سے کیوں میرا دوائی دیتا دیکھ چھوٹوں کو بے اللہ بڑائی دیتا لاکھ دیتا فلک آزار گوارہ ہے مگر دے دعا دادی پر خارِ جنوں کی ہر کام پتھر مہر کو خونِ شفقتی میں مسج موشِ لشک گر دین کے نظر سے اکل میں وہ ہون صید کہ پھر دام میں چھپتا جا کون گھر آئینہ کے آتا اگر وہ دل میں خوگر ناز ہوں کس کا کہ مجھے ساغر سے منہ سے بس کرتے نہ ہر گز یہ خدا کے نبیہ</p>
<p>دل نہ کر جلدی کہ جلدی کام ہے شیطان پس نہ کر جامہ بھی وہ آئے اگر قرآن تو ہماری جان لیکن کیا بھروسہ جان کا ایک پٹلا تھا سراپا حسرت و حرمان کا ماہی دریا سے خون جو ہر ترے پیکان کا پرفرشتوں سے نہو جو کام ہے انسان کا یومِ راحت بھی ہے حقین کے دن بھران کا</p>	<p>دیکھ کر دیکھتا ہے ذوق کہ وہ پردہ نشین دیدہ روزنِ دل سے ہے دکھائی دیتا</p>
<p>ہونا عاشقِ سحر اگر اس دشمنِ ایمان کا مچوٹ ہی جائز کلام اُس ہزنِ ایمان کا تو ہماری زندگی پر زندگی کی کیا امید جو دل پر آرزو سے نکلا نالہ عشق میں بن گیا جوشِ محبت سے ہمارے سینہ میں جو فرشتے کرتے ہیں کر سکتا ہے انسان بھی یہ تب غم کی ہے شدت اس تم سے بیار کو</p>	

دل یہ کہتا ہے کہ ناچرخِ رُحل جاؤ رنگا
 تن اگر راہ نہ پاؤ گنا تو کل سب اؤنگا
 کتنا وحشت سے ہے یہ جانہ پری میسر
 عقل سے کمد و کلائے نہ میان اپنی کرتا
 اے صدم در پہ نہیں در میں جا بیٹھو نہ
 کتا پیر اس گل ہے یہ نزاآت سے نسیم
 سنتے ہو زاہد و ناصح جو میں بھجائے مجھے
 دل یہ کہتا ہے کہ تو ساتھ نہ چل چھوڑ
 مدرسہ میں بھی اگر جاؤ گنا تو جاتے کتاب
 کو چہ یار میں جاؤ گنا تو مشا خورشید
 دل کہے ہے کہ مجھے روزانہ مینہ سے ٹال
 سر دھوئے فلک اُٹل نہ یا لاکہ بن آگ
 آنکھ سے اشک نہ تھک جاؤ گنا کر اگر یہ بھال
 قیس و فریاد کو تباؤ گنا کچھ عشق کی راہ
 گر شہزادہ میں پروانہ دم گرمی شو ورا
 ہوں وہ شقائق شہادت کرتے ہاتھ تھکا

بلکہ میں تو رکے اُسکو بھی نکل جاؤ رنگا
 کو چہ یار میں میں سر ہی کے بل جاؤ رنگا
 دیکھ کہڑا ہوں پُرانا ابھی چل جاؤ رنگا
 میں ہوں دیوانہ ابھی گم سے نکل جاؤ رنگا
 کچھ میں بچتے تہ نہیں ہوں کہ نہیں جاؤ رنگا
 ہاتھ مجھ کو نہ لگاتا کہ نکل جاؤ رنگا
 کیا بل دیوینگے یہ اور میں بدل جاؤ رنگا
 جا کے میں واں ترے قابو سے نکل جاؤ رنگا
 شیشہ پاؤں نے زیرِ نعل جاؤ رنگا
 پاس آداب سے میں سر ہی کے بل جاؤ رنگا
 در نہ بھول ہونگے میں آنکھ سے نکل جاؤ رنگا
 نکل سر سارہ کی طرف سے نکل جاؤ رنگا
 میں نہیں وہ کہ نہ بھالے سے نکل جاؤ رنگا
 ابھی میں گریخت و شست و غسل جاؤ رنگا
 سمجھا اتنا بھی نہ کہنت کہ غسل جاؤ رنگا
 پاس کو بان نہ شمشیر جہل جاؤ رنگا

چندش برب صفت بلکہ دیوان میں سے ذوق

لچہ نہ ہاتھ آئے تو میں ہاتھ تو دل جاؤ رنگا

اس سے نوادر آگ وہ سید رہو گنا
 سینے میں ہوا ہوس کے بھی تھا ابلہ مگر
 سو بار مر کے عاشقِ جاں باختہ ترا
 اب آہ آتشین سے بھی دل بسہ دیو گیا
 شتر کا نام سنتے ہی منہ زرد ہو گیا
 مرنے کو بھی کہڑا رہا شش مر دیو گیا

<p>آنکھ میں آگے ٹھہرے دم انتظار کا ہلکا نہیں نگاہ کو مرگان کے خار کا شربتِ بے باغِ غمِ برین کے انار کا سب شوق اڑے اڑے بے قرار کا ہلکا ہو کر گیا ہے مجھے انتظار کا آجائے وہ یہ خط ہے کسی خاکسار کا دیکھا ہوا ستارہ جو صبح ہمار کا کرنی ہے قصائی کی اوچھل شکار کا ہو گا درخت گورہ پیری پسنار کا ہو گا کہ اب ستارہ ہے صبح ہمار کا</p>	<p>آفتاب گرے آؤ کہ سینے سے چمکے اب سہ پاؤں کو نشان اُسے کیا خطر پوچھے سب کیا ہوا تھا کہ نہ سرشک پوچھے گا تیرے پاس کہوتر سے پیشتر سے جن کو تین ہی مری آنکھ سوتا رہا قاصد انھوں لٹا نہ کوئی نہ تبار سے دیکھ اپنے درویش نو عایش کے تھل ہے دلی داو گھاتیں نہ کہنے چشم باریا بھینس کی دلی آگ نہیں زیر خاک بھی اُس دستانہ ناک پہ ہر قطرہ غبار</p>
---	--

اسے ذوق گرین ہوش کو دنیا سے دور بھا
 اس نیکد میں کام نہیں ہو شیار کا

<p>جلد ہے دیکھو وہ دامن سنبھال کے کیسا جو مانگا تو کما آنکھیں نکال کے کیسا ہجوم کرے میں مرگان کے ہاتھ کیسا ستارہ کھلا ہے نیچے ہل کے کیسا اٹھتا ہے قلعہ یہ بعد انفضال کے کیسا بے ڈرنے میں آنکھیں نکال کے کیسا</p>	<p>حذر ہے خون سے دل پامال کے کیسا بغل سے لینگے دل کو نکال کر وہ صبح نہیں ہے پوکی اگر چشم باز کر داس کے نمود خال کی دیکھو تو زیر ابرو یار ہماری بخش پہ ہنگامہ کیوں ہے اقبال شبِ فراق میں اُس حسین کے ہنر پر</p>
---	---

ہزار دم ہیں اُسے یاد تو ہے دیکھا ذوق
 گیا وہ غیر کے گھر مجھ کو مال کے کیسا

<p>نہ وہ پتھر ہے پھسلنا کہ پھسل جاؤنگا</p>	<p>میں کہاں سنب دریا سے ٹل جاؤنگا</p>
--	---------------------------------------

	<p>کرین جدیگا کس کس کے بیچ ہم اے ذوق کہ ہونے والے ہیں سب ہمے غریب جدا</p>	
<p>ورنہ ایمان گیا ہی تھا خدانے رکھا اُس پہ تنوید جو نقشِ کعب پانے رکھا استخوان کو مرے باقی نہ ہانے رکھا ایک تنکا بھی نہ تھا بادِ صبا نے رکھا پانہ بخیر تری زلفِ دوتا نے رکھا دستِ نرگس کا نہیں میرے سر ہانے رکھا گور سے آگے قدم دیکھو عصا نے رکھا خوب دھوکے میں سے تارِ قبا نے رکھا گھر میں مہمان جسے اہلِ صفائے رکھا نامِ مجنون مرا اُس ہوشِ ربانے رکھا ایک ناکام اُسے آبِ بقائے رکھا کہ رہا گور پہ قرآنِ سر ہانے رکھا</p>		<p>شکر پر دے ہی میں اُس بت کو جیا رکھا رہا پامال رہِ عشق میں تربت کا نشان تلخ کامی کارِ با بعدِ فنا بھی یہ اثر آشیانِ باغینِ ڈھونڈھا جھوسے جا کر دل جو دیوانہ نہ تھا میرا تو بھر کیوں لگو آنکھیں دیدارِ طلب گور سے آئی ہیں نکل بے نادِ اقف رہ پہلے ہے دلبر موجود نا تو انہیں نہ تن زار مرا دیکھ سکا نہ رکھے خوبیِ درشتی سے غرضِ اُمنہ دار کیا تماشا ہے کہ دیوانہ بنا کر اپنا شربتِ مرگ سے محروم نہ رہتا کبھی خضر نہ گیا مر کے بھی اُس مصحفِ رضا کا شوق</p>
	<p>بے نشان پہلے فنا سے ہوتا ہو تجکو بقا ورنہ ہے کسا نشانِ ذوقِ فنا نے رکھا</p>	
<p>سر پہ شیطان کے اک اور بھی شیطان چڑھا اس کے قابو پہ چڑھا تو میا نادان چڑھا دینگے افلاک پہ ہم خاکِ بیا بان چڑھا لیکے خنجرِ مری چھاتی پہ وہیں آن چڑھا باؤ کے گھوڑے پہ وہ دشمنِ ایمان چڑھا</p>		<p>نشہ دولت کا بڑا طوار کو جس آن چڑھا عشق کے ڈھب پہ نہ کوئی بجز انسان چڑھا چڑھ گیا جبکہ زمین تو سنِ وحشت اپنا ہمنے دیکھا مہ نو کو تو اُس برو کا خیا دیکھئے ملت و دین کتنے کرے گا برباد</p>

مجنون بھی دشت گرد تھا مانسہ گرد باد	جب خاک اڑائی مہنے تو وہ گرد ہو گیا
اُس صید تیر حوزہ کو تو نے کیا نہ ذبح	آخر ترپ ترپ کے پدین سر ہو گیا
وان رخ شگفتگی سے گل وردین گیا	یاں غم سے روے زرد گل زندہ ہو گیا

پیرِ مغان کے پاس وہ دارو ہے جس کا ذوق
نامرد مرد و جوان سر دہو گیا

یا نبی طیب دے ہے مہین کیا بکھا ہوا	ہے دل ہی زندگی سے ہمارا بکھا ہوا
کتنے تھے آفتاب قیامت جسے سودہ	نکلا چراغ داغ دل اپنا بکھا ہوا
چشمِ غضب سے نیم نگہ میرے واسطے	ایک نیچے ہے زہر مین گویا بکھا ہوا
پھر دل میں آہ سرد ہوئی میرے شعلہ زن	لو پھر بھڑک اٹھا یہ فستیل بکھا ہوا
پہلے نشانہ کرتا وہ بندوق کا بچھے	پر تھا مرے نصیب میں توڑا بکھا ہوا
جلگرا کر بکھا بھی دل سوختہ مگر	تو پھر جلے گا جیسے کہ کو لا بکھا ہوا

ہم آپ جل بجے مگر اس دلی آگ کو
اسینے میں بنے ذوق جو پایا بکھا ہوا

جدا ہوں یار سے ہم اور نون رقیب جدا	ہے اپنا اپنا مقدر جدا نصیب جدا
تری گلی سے نخلتے ہی اپنا دم نکلا	رہے ہے کیونکہ گلستان سے غنہ جدا
دکھا دے جلوہ جو مسجد میں وہ بُتِ کافر	تو چنچ اٹھے موزن جدا خطیب جدا
جدا نہ درد جدائی ہو گر مرے اعضا	حروفِ درد کی صورت ہوں طیب جدا
ہے اور علم و ادب مکتبِ محبت میں	کہ ہے وہاں کا معلم جدا ادیب جدا
ہجومِ اشک کے ہمراہ کیوں نہونا لہ	کہ فوج سے نہیں رہتا کبھی نقیب جدا
فراقِ غلہ سے گندم ہے سینہ چاک اتک	اُسی ہونہ وطن سے کوئی غریب جدا
کیا حبیب کو مجھ سے جدا فلک نے اگر	نہ کر سکا مرے دل سے غم حبیب جدا

اسے دل مجروح لے تو غسل کرا چھا ہوا
 داغ اودھتا زہ ہوا گر زخم اودھتا چھا ہوا
 آج مدت میں بجا راجت ترا چھا ہوا
 ہو گیا مجنون جو کانٹا سوکھکرا چھا ہوا
 بھر دیا نون اسے دلو جو کرا چھا ہوا
 واقعی مجھ سے بھی یہ شوریدہ سرا چھا ہوا
 ہو گئی مضمونین وقت شعر پرا چھا ہوا
 یہ زور صدقہ دیا تو نے اودھتا چھا ہوا
 زخم پر قسمت سے میری کار گرا چھا ہوا
 واہ واجذب نجبت کا اثر اچھا ہوا
 اب تو دامن بھی ہوا لو ہو سے ترا چھا ہوا
 دیرست کر ساتھ تیرے ہم سفر اچھا ہوا
 آجھے جانیں کہ یہ صاحب نظر اچھا ہوا
 تو ہی اچھا ہے مجھے معلوم گرا چھا ہوا

ہو سچا آب تیغ قاتل تا بسر اچھا ہوا
 لیکن بالکل نہ میں اسے چارہ گرا چھا ہوا
 کم ہوا اس آب خنجر کی اتنی آبر و
 آریہ گادشت میں لینے ترے نانے کے کام
 روز کشتا تھا مزا مجھ کو چکھا دے عشق کا
 سکے مجنون نے مرے شو جنون کو یون کہا
 بندھ گیا اس موکر کا جب کہ مضمون کم
 مجھ کو صدمت کر اگر سے بد مزہ تیرا مزاج
 ہاتھ تو ہلکا بڑا تھا یا ر کی شمشیر کا
 کھنچ گیا میری طرف سے اور اس دیکہ کا دل
 قتل کرتا ہے ترا بسمل سے یہ کشتا کہ نو
 نامہ بر جاتا ہے جا جلدی ملی جان جنون
 آئینہ خانے میں عالم کے سمجھ لے یہ مثال
 ہے برا تو ہی اگر آ یا لطف تجھ کو برا

ذوق کے مرنے کی سن کر پہلے تو کچھ رک گئے

پھر کہا تو یہ کیا نسخہ پھر کرا چھا ہوا

نہ آیا آج بھی گرتو تو اسے ظالم غضب آیا
 بہار میں خوب نونیں گئے اگر وہ غیب آیا
 وہیں اس کا عدم ہے اور وہیں نہ کتب آیا
 ہوا خوش اس قدر کہ گیا کہ اس کے گھر طلب آیا
 گھوٹک میرے اور زخم گھوٹک کے تا طلب آیا

خلاف وعدہ سے میں تیرے کل تو جان لیا
 جس میں کہتے ہیں پھر موسم عیش نہ طلب آیا
 عجب حیرت میں رہن جب نظر وہ خال لیا
 وہ سب ناز لے کر مجھ سے میرے شیشہ دلو
 غویہ نشہ کامی بارے آب خنجر قاتل

مصحف نوح پترے سنگ سنہرا تیرا کشتہ دست خا بستہ پہلوان ہاتھ لئے جب بڑی آنکھ تری کوئی مرے دے سوا بواہوس جگتے ہن گرد ام میں آہو کی طرح دیکھو قسمت کا لکھا آئے ہے حا خط سوا بار سنگ سرمہ کو سیہ تاب تھی وہ تیغ نگاہ غمرہ یار کو دی سوپ منع دل جان اشک آئے نہیں مژگان پر کہ یار کج بھی	واہ کیا خوب ہے سنا منتر سر آن چڑھا کبھی دو چھول تو لا کر تو مری جان چڑھا خروج مژگان کے نہ سہر پر سر سیدان چڑھا جلہ جلد اپنی کمان پر ترے قربان چڑھا دھمیان پر میرا نہ مضمون کسی عنوان چڑھا گردش خیم لے بردی ہے غنچہ سال چڑھا چور تھا بر نظر اپنی یہ نگہ بان چڑھا پانی سو نیرے دیا باندھ کے طوفان چڑھا
---	---

حضرت عشق کی درگاہ میں اکراے و وق دل و دین دیتے ہیں سب گرو مسلمان چڑھا
--

نیچو جب مول وہ بانگہ جوان لینے گا تیر چٹکی میں لیا اس نے پے تیاں عدد نام میرا سن کے مجنون کو جانی آگئی بھکھو ہر شب بھر کی ہونے لگی جون روز خوش ہے جو غنچو نکا چٹکنا انگلیوں کی سی چٹک جسے کی اس میکد میں سمیت دست سبو لکے آئینہ جو دیکھی حسن کی اپنے ہمار تیر ہو کر لے گا عشاق پر تیغ نگاہ حسن سے ہوتا دل بن بھی گرم خست لاد موت اسکو یاد کرتی ہے خدا جانے کہ گور	سوت کے جی میں مرے یہ نیچان لینے گا رنگ میرے دلیں کیا کیا چٹکیاں لینے گا بید مجنون دیکھ کر اٹھرا اسیاں لینے گا بھٹھے یہ کس دن کے بدلے آسمان لینے گا یہ بلائیں کسکی باغ اسے باغبان لینے گا وہ قدم تیرے بس اسے پیر بخان لینے گا اپنے بوت آب وہ غنچہ دماں لینے گا چشم کی گردش سے وہ کارِ فسان لینے گا شمع کی ٹکڑی جو سندھ میں زبان لینے گا یوں ترا سبیا غم جو چٹکیاں لینے گا
--	---

اما گواے ذوق اسکی نوک مژگاں کجائال	تن پہ ہر سوت مرے کارِ سنان لینے گا
------------------------------------	------------------------------------

<p>سکھنے والا بھسا چاہئے پراس اشارہ کیا و کھا دو خندہ دندان نما اس راہ پار کیا</p>	<p>نور ہوے فرکان و لکوا گشت اشارت مفید چول دل ہوں چاندنی کے چھل کیا کیا</p>
<p>لفظ تار نفس کا ذوق خط جاہد کافی ہے پے عمر روان کیا چاہئے رستا گزاری کیا</p>	<p>کام قاصد کا ہے یہ سیر بولی کرتا جاننا ہے کہ یہ ہے عقدہ کشائی کرتا</p>
<p>کبھی فرعون نہ دعوائے خدائی کرتا روشنی دیکھتا گردلی صفائی کرتا در نہ ہر برگ ہے بان نغمہ سدا کرتا ہے ترا نقش قدم چشم نائی کرتا پر ہے کچھ خون جگر کارروائی کرتا پر ہے جین جین شوق رہائی کرتا</p>	<p>کلمہ ہے اُنے بیان و روح جلالی کرتا نچوٹا نہ کو دیتا ہے فلک کب نامن کرتا دیکھتا میں بیتہ مغرور کا گرجا و جلال خاک آئینہ سے ہے نام سکندر روشن کرتا نہیں گوش شنوا بلع جہاں میں غافل کرتا بند آنکھیں کئے جاتا ہے کدھر تو کہ مجھے کرتا سوز دل کون بھلے کہ نہیں چشم میں شک کرتا بٹھ رہے تو نقش ہے عجب آرام کی جگہ کرتا</p>
<p>ذوق اُس پاس نگارین کا جو ہے وصف نگار اشک خونین سے ہے کاغذ کو حنائی کرتا</p>	<p>نہ کرتا ضبط میں نالہ تو بھرا اسیا دھول ہوتا ابھی کیا سر قاتل یہ شہید آفتہ جان ہوتا</p>
<p>کہیچے آسمان کے اک نیا اور آسمان ہوتا کوئی دم شمع مردہ میں بھی ہے باقی ہوتا کہ تاشلح کمان پر اس کے میر آتشیں ہوتا کہ جیب چاک کی صورت ہے خدا لکھ لکھ ہوتا نکھنہ میں ہے ہرے تن شل سانپ ہوتا گر تیرا سیر ہے سب حال دہان ہوتا تو ہے مکھنہ میں ہی نیک پھل ہوتا</p>	<p>لکے ہر رخ دل سے کاش میں ناع کمان ہوتا عزاداری میں ہے اسکی یہ جرج مامی ہوتا توئی دلیں گر کاوش کسی کے دگر خراشی ہوتا نہ رکھتا سجدہ دانہ یہ مرہم غم کبھی ہرگز ہوتا چور و تالو کبری تنگ سے دہر چرخ شوق ہوتا</p>

عجب جان منظر ہو ٹوٹو پہ ہے وہ شہنشاہ آ یا
 نوشتے سے ہوا اک حرف بھی ہر گز نہ بیش و کم
 ہر نگ غنچہ خونی حل ہے کیا اس گلستان میں
 وہ آئین یاد آئین ہم نہیں بچیدہ دل اُن سے
 لکائی زلف کو شانے نے جو انکلی بکا زاول
 بترے ڈرتے نہ آ یا پاس کوئی نہ جانوں کے

اگر چہ کم کو بھی آیا تو ہم جانیں کس لب آ یا
 جو پیشانی میں تھا لکھا ہوا وہ پیش سب آ یا
 بھر آیا خون منہ میں گر تبسم زیر لب آ یا
 مگر یہ بیخ ہے کیوں بیخ ہم سے بے سبب آ یا
 یہ گستاخی ہمارہ تو سہی ادب ادب آ یا
 گر ونا کبھی چوری سے بعد از نیم شب آ یا

مرے طالع میں ہے کیا کام اے گردن تاریکا
آتا لاتوئے تو سرتن سے اس شامت کے اریکا
ستاوے دیکھ کر موتی تمھارے گوشتواریکا
جسے کہتے ہیں عجز عشق اُسکے دو کنارے ہیں
اے اکیر گراس گشت و خون سے میں لوں ہرگز
نہ بکریں داس ایںاس گرداب بلا میں ہم
مری منزل میں ہے ماہ سرسبز السیر و موش
سرداوہ فنا میں ہوں میاے سفر لیک
خزیدار اُسکی رحمت جنس عیا کی ہے گریہ
اُدھلکتا ہے مثال دایہ السب سے کہیں نکلا
انفس ہے عا دہ عمر و دن جطر سے گذرے

<p>کے ہے نخرِ قاتل سے یہ گلوں میرا نہ ہو چکا گردن جا ان تک اور نہ کے ہانے مقامِ وجد میں آئیں ابھی ملائکِ عرش عجب نہیں ہے مرے سوزِ غمِ محبت سے پرنگ آئندہ چشمِ پُربا سے میرے نہ آئی اب تک بارِ خشکو کچھ غیرت گردن میں کیا کہ گریبانِ صبح کے مانند مجھے وہ پردہ نشین سامنے کب تک دے فلک کا رنگ جو اب تک ریاہ ہے اسیر</p>	<p>گئی جو مجھ سے کرے تو ہے لہو میرا پڑا گئے میں مرے دستِ آرزو میرا جو سیکرے میں تھے شورِ ہائے پڑ میرا کہ تارِ شمع ہو ہر ایک تارِ ہوس میرا گرا نہ اشک کیا پاسِ آبرو میرا کہ آگے تیغِ اجل کے ہے سرفرو میرا نہیں ہے چاکِ جگرِ قابلِ رفو میرا جو ذکرِ آنے نہ دے اپنے رو برو میرا پڑا نکالسا یہ نعتِ سیہ کجھو میرا</p>
<p>ہمیشہ میں ہوں اسی داؤگھات میں آذوق کہ رام ہو وہ غنزال پلنگِ خوشیرا</p>	
<p>نہ ہوا آبِ شہادت سے گلو تر نہ ہوا جلکے میں خاک ہوا تو بھی رہا دلِ مضطر بے چراغ اسکو نہ کہ داغِ الم سے لیش کب صبا آئی ترے کوچہ سے آیا کہ میں خونِ رگماے گلو لاشہ بے سر سے مرے عشق یہ معجزہ کیسا ہے کہ اس کشتہ کے</p>	<p>مستقد جب ہوا ہاے تو خجتر ہوا یہ وہ سیاب ہے کشتہ نہ ہوا پر نہ ہوا خانہ دل کوئی دیرا نہ ہوا گھر نہ ہوا جونِ حباب لب جو جامہ سے باشر ہوا آگے کب جوشِ میں فوارے سے شمر نہ ہوا موتِ سرِ طلق سے پیدا ہوئے اور نہ ہوا</p>
<p>ذوقِ بیمارِ محبت ہے خدا خیر کرے کہ یہ آزار ہو جسکو وہ جانبِ نہ ہوا</p>	
<p>جان کے جی میں سدا جینے کا ارمان ہی ہا بعدِ مردن بھی خیالِ چشمِ فستان ہی ہا</p>	<p>دلکو بھی دیکھا کینے یہ بھی پریشان ہی ہا سیرۂ تربتِ مرا وقفِ گلستان ہی ہا</p>

<p>تو گنبد ہم سے گشت تو کی تربت پر کہاں ہوتا تو شمعِ جان کی طرح ہے اُس کے دائمِ خونِ جان ہوتا کہ خبر ہے مری گردن یہ رک رک کے روان ہوتا</p>	<p>گلو لا گر نہوتا وادیِ دشت میں اے مجنون ترے غنی جگر کی خاک پر نہوتا اگر سبزہ رکاوتِ دل کی اس قاتل کے وقت بیچ ظاہر ہوتا</p>
<p>نہ کرتا ضبطِ مین گریہ تو اسے فوق اک کھڑی مین کھوڑے کی طرح کھڑیاں کے فرق آسمان ہوتا</p>	
<p>ہے حسرتِ پاؤں نکل جائے تو اچھا جو دل کہ ہو بے دغ وہ چل جائے تو اچھا لیکن وہ سنبھالے سے سنبھل جائے تو اچھا لینے کو خبر اُسکی جہل جائے تو اچھا ازدرد کوئی انسان کو نکل جائے تو اچھا لکڑی کی طرح پانی میں گل جائے تو اچھا لیکن یہ عمل یا رہ چل جائے تو اچھا کانٹا سا کھٹکتا ہے نکل جائے تو اچھا یہ سینہ پھچھو لوئے جو چل جائے تو اچھا یہ گرنے سے پہلے ہی سنبھل جائے تو اچھا اور چاہوں کہ دن چھوڑا سا چل جائے تو اچھا اور بچھ کہوں گرا ج سے کل جائے تو اچھا گرا آجکا دن بھی یوں میں مل جائے تو اچھا دل اسکا سین گروہیل جائے تو اچھا</p>	<p>تو کھین مری تلون سے وہ چل جائے تو اچھا جو چشم کہ بے نم ہو وہ ہو کور تو بہتر بیار محبت نے لیا تیرے سنبھالا ہو تم سے عیادت جو نہ بیار کی اپنے کھینے دل انسان کو نہ وہ زلف سے فام اے گریہ نہ رکھ میرے تن خشک کو غرقاب تا شیر محبت عجب اک حب کا عمل ہے غرفت سے تری تارِ نفس سینے میں میرے جان کچھ تو ہو حاصل غیر محبت دل گر کے نظرتے ترے اٹھنے کا نہیں بھر وہ صبح کو آئے تو گردن باتین میں دوپہر بھل جائے جو دن بھی تو اسی طرح کروں شام جب کل ہو تو پھر وہی کھیل کل کی طرح القصہ نہیں چاہتا میں جاکے جہان سے</p>
<p>سے قطع رہ عشق میں اے ذوقِ ادب شرط چون کسے تو اب سر ہی کے بل جائے تو اچھا</p>	

<p>سر قراک سے کیوں تو نے صید نیجان باندھا مچی پر گالیوں کا جھاڑ تو نے بزدلان باندھا مرے مرقد پہ چلے آئے اگر دوستان باندھا اگر چکر دھوئیں نے دگے زیر آسمان باندھا کیا ہے آخرش زنجیر سے پیل دمان باندھا حصار اک گرد اپنے شعلہ جو ارمان باندھا خیال خط سبز ملیں کیوں برگ مان باندھا پر ہٹاؤ اس زخمی نے ہے آدوستان باندھا عجب اک گرد نامہ خط نے اسے سرور مان باندھا یہ گنڈا سنگوں گرد نہ کیوں اے تفت جان باندھا</p>	<p>تڑکیرا من زین کو نہ آو وہ کسے خون سے نہ جھار اخیر کو ہرگز کہ ہو کر جھاڑ لپٹا تھا وہ ہوں ناکام سمجھا نامرادی جو مراد اپنی آڑا دینکے دھوئیں اک آئین اس چرخ گردن کے فلک وارستہ بھرتے دے بے کٹی پر خرد شو کو پلا ہوں مضطرب میں بھی اسی سے برق نے دگر نرا دل آگے ہی سینے میں اک پھوڑا سا پکٹا ہے دل مجروح پر میرے نہ سمجھو داغ حسرت کا گمان دل بھاگ کر جانے کہ تیرے نقل قلم سے سب سوز محبت کے لیے جا رہے ہیں قمری</p>
--	--

سمجھکر موج دریاے فنا کو خبر بران
 اکفن مثل حباب اے فوق بنے سے یان باندھا

<p>کہ جالے پنہ ہے ہر داغ پر شعلہ جنم کا اگر ہے عید کا اک دن تو عشرہ ہے محرم کا مسلمان کو لگے جطرع شیریں اب محرم کا کند گردن دل ہے جو حلقہ زلف پر خم کا اگر ہے چشمک زنی خورشید پر سر قطرہ شبنم کا اگر بیان رکھتا ہے بخیہ سوزن عیسیٰ مریم کا پس مردن حد میں بھی عالم جاہ رستم کا غلط ہے جو سمجھتے ہیں کہ یہ بچا ہے مریم کا تعجب کیا کہ ابلیس میں دشمن ہے آدم کا</p>	<p>بھر کنا کیا کون سینے میں اپنے آتش غم کا جہا میں عرصہ عشرت سے سوادہ جند غم کا ترے عاشق کو ہے یوں خوشگوار آبِ دم خیر کا ہر نگ طوق قمری کوئی نکلے ہے نکالے سے ترے رخسار کا پر تو بڑے گوار من گل پر سے جاتے ہیں کس سے زخم اس تیغ تبسم کے دلیران محبت کو خشن سے اسکی فرکانکے خراش سینہ میں اک رکھیا ہے ٹوکرا ناخن اگر آتش مزاجوں کو حسد بوجھا کار و نیر</p>
---	---

<p>خاک پر روئیدہ میرے عشق چاہن ہی رہا بر مرے حق میں تو سنگ زیر و دندان ہی رہا ہاتھ اپنا ٹکڑے میں زیرِ تختِ ندان ہی رہا جہل سے بوجھل اپنی نامسلمان ہی رہا تو سن وحشت ہمارا گرم جولان ہی رہا خانہ کاؤس میں بھی شعلہ عریاں ہی رہا کتنا طوطے کو بڑھا یا پر وہ حیوان ہی رہا دیدہ بسمل نے کیا دیکھا کہ حیران ہی رہا شبِ مہ بالانشین سرور گریبان ہی رہا آخر ششِ دل بگیا خون ہو کے پیکان ہی رہا وہ رہا آنکھوں میں اور آنکھوں سے بہان ہی رہا ملکِ دل اپنا ہمیشہ کافرستان ہی رہا وہ رہا آغوش میں لیکن گریزان ہی رہا</p>	<p>میں ہمیشہ عاشقِ پیچیدہ دیوان ہی رہا پتہ قندی ہے کامِ غیر میں وہ فعل لب بندہ کا مضمون ہے اس دہانِ سنگ کا جاہل منکر نہ آئے راہ پر مہجر سے بھی ہاتھوں گب نکلے رکابِ حلقہ زنجیر سے کب لباسِ دنیوی میں جھپٹیں رہو بغیر آدیت اور شے ہے علم ہے کچھ اور شے جلوہ اے قاتل اگر تیرا نہیں حیرتِ فزا حلقہ گیسو میں دیکھی کس کے رخسار کی تاب نہ توں دل اور پیکان و دولہا بنو میں سے سبکو دیکھا اس سے اور اسکو نہ دیکھا جوں نظر آئے زلفینِ لیس بستی تعین اور آبِ کھیرِ نری مجھ میں آئینِ بلب ہے گویا رنگِ گل</p>
---	--

دین و ایمان دھونڈھتا ہے فوق کیا ہوتے ہیں

اب نہ کچھ دین ہی رہا باقی نہ ایمان ہی رہا

<p>کہ ہے اک لکڑہ میں حاصلِ صد بھر و کانِ باز عجب تقدیر نے عقدہ دہان کھولا یہاں باز جو بعد از مرگ میرے سجدہ کو تونے بد گمان باز کوئی تارِ نگاہِ مور جاے لسیماں باز کہ میرے سر پہ مرغِ شانہ سر نہ آشیان باز تو میں نے تاراک رو نکالے لے چھپان باز</p>	<p>طلمس طر فتر آنسو نے میرے مردانِ باز ترے چور کے کھلنے نے مرادلِ دستانِ باز یہ بہتان کس افشائے محبت کا یہاں باز ہوئی تشہیر لاش اس نادان کی جبکہ بانو نہیں کیا مجنون مجھے آشفگی زلف نے کس کی ترا ہند جاو یاد آ یا رنگِ ہمتہ سینا</p>
--	---

پہرہ نہ بھی تھا گرم طیش پر کھلا نہ راز آئی تھی درود لگی نہ ہرگز سمجھ میں بات جبکی نظر چڑھا خزاں رخسار آتشین بلندہ نواز بان تو یہ دیکھو کہ آدمی	بلبل کی تنگ حوصلگی تھی کہ غسل ہوا آواز نہ گولندہ مسال و ہل ہوا اُسکا جمان گور نہ تاحشر گل ہوا جز و ضعیف محرم اسرار گل ہوا
---	--

اُس بن رہا جن میں بھی اے فوق و خواں ناخن سے تیز تر مجھے یہ برگ گل ہوا	
--	--

اُن طیش کا ہے مزہ دل ہی کو حاصل ہوتا آسمان در و محبت کے جوت بل ہوتا چھوڑتا ہاتھ سے ہرگز نہ کبھی بسل شوق چہن پیشانی اگر تیری نہ ہوتی زنجیر کرتا بیمار محبت کا مسیحا جو علاج ذبح ہونے کا مزہ جانتا گر صیدِ حرم گر سیہ بخت ہی ہوتا تھا لصبیبو بن مرے آتا کیوں مصر میں کنعان سے نکال کر یوسف موت لے کر دیا ناچار و گردن انسان آپائینہ ہستی میں ہے تو اپنا حریف دل گرفتار کی اگر خاک چہن میں ہوتی سینہ چنچ میں ہر اختر اگر تو ہے تو کیا	کاش میں عشق میں سرتا بقدم دل ہوتا تو کسی سوختہ کا آبلہ دل ہوتا دامن برق اگر دامن متاقل ہوتا نالہ دیوانہ تھا جو پایہ سلاسل ہوتا اتنادی ہوتا کہ جنیا اُسے مشکل ہوتا رکھنے کے خنجر پہ گلو آپ وہ بسل ہوتا زلف ہوتا ترے رخسار کا یا تل ہوتا جذبہ شوق زلیخا جو نہ کا سل ہوتا ہے وہ خود بین کہ خدا کا بھی نہ قابل ہوتا ورنہ یاں کون تھا جو تیرا مقابل ہوتا تو جان دیکھتے ہو غنچہ دہان دل ہوتا ایک دل ہوتا مگر درد کے قابل ہوتا
---	--

ہوتی گر عقدہ کشائی نہ یہ اللہ کے ہاتھ ذوق حل کیونکہ مرا عقدہ مشکل ہوتا	
---	--

جو نہ رنگ بچ ماتم کا یہاں نمود ہوتا	تو زمین نہ زرد ہوتی نہ فلک کہود ہوتا
-------------------------------------	--------------------------------------

خط اسکا وصل کی دولت کا ہے پیغام ایفقا	لگا قسمت سے سنو ہاتھ یا کبیر اعظم اسکا
شہید اے ذوق بیٹے میں ہوئی میں حسین لاکھوں	مری جواہ ہے گویا سے وہ اک نخل ماتم کا
اُس نگہ کے زخم رسید وین ملکب لذت کو تیغ عشق کی سن سن کے بواہوس کیا بانی تیغ عشق کی لذت کو بواہوس گر بعد فقر کے مسگ دنیا سو نقبہ بکھلا کے لکھناں سے فلک چاک سینہ کو اس شکل سے ہوا وہ طلبگار دیدار	یہ بھی لہو لگا کے شہید وں میں ملکب اگر مخ ساحل برید وں میں ملکب گو جوں مخ وہ حلق برید وں میں ملکب لکھت پاک ہو کے پلید وں میں ملکب اُس ماہوش کے سینہ درید وں میں ملکب صاف آئندہ کا دیدہ نذیر وں میں ملکب
حب حسین ذوق وہ تے ہے کہ جس سے حر	نھا گرچہ اشقیا میں سہید وں میں ملکب
وہ کون ہے جو مجھ سے تاسف نہیں کرتا کیا قہر ہے وقف ہے ابھی آنے میں لنگے تا صاف کرے دل نہ صاف صوفی دل فقر کی دولت سے مرا تا غنی ہے پڑھتا نہیں خط غیر مرا دان کسی عنوان کچھ اور گمان گذرے نہ دلیں ترے کافر	ہر میرا جگر دیکھ کہ میں آف نہیں کرتا اور دم مرا جانے میں توقف نہیں کرتا کچھ سود و صفا علم تصوف نہیں کرتا دنیا کے زر و مال پہ میں کف نہیں کرتا جب تک کہ عبارت میں تصرف نہیں کرتا یاد اس لیے میں سورہ پوشف نہیں کرتا
اے ذوق تکلف میں ہے تکلیف سراسر	آرام سے وہ ہے جو تکلف نہیں کرتا
محفل میں شوق قیل منیاں مل ہوا دریا سے غم سے میرے گزرنے کیوڑے	لا سا قیا خراب کہ توبہ کا قتل ہوا تیغ خمیدہ یار کی لوبے کا پیل ہوا

مذکور تری بزم میں کس کا نہیں آتا
 جیسا ہیں اصلاً نظر اپنا نہیں آتا
 کیا جانے اُسے وہم ہے کیا سیر طیر ہے
 بجا ہے دلا اُسکے نہ آنے کی شکایت
 گندہ نہیں ہوتا ملنِ حیر ہے مجھ کو
 بہم رونے پر آجائیں تو دریا ہی بہائیں
 آتا ہے تو آجاکہ کوئی دم کی ہے فرصت
 ہستی سے زیادہ ہے کچھ آرام عدم میں
 ساتھ اُنکے ہیں ہم سایہ کے مانند لیکن
 غافل ہے بہارِ جن عمر جوانی
 دل مانگنا مفت اور یہ بھرا ہے تقاضا
 و نیا ہے وہ صباد کہ سب نام میں اُسکے
 حاتی رہی زلفوں کی لٹکتے لے جا کر
 جو کو چہ قاتل میں کیا پھر وہ نہ آیا
 آئے تو کہاں جانے نہ تاجی سے کوئی تاج
 و بتا دل مضطر کو ترے کچھ تو نشانی
 آیا ہے دم آنکھوں میں دم حسرت دیدار
 میں جانا چھانے ہوں تو آتا نہیں لپٹیک

پر ذکر ہمارا نہیں آتا نہیں آتا
 گر آج بھی وہ رشکِ سیما نہیں آتا
 جو خواب میں بھی رات کو تنہا نہیں آتا
 کیا کبھی گا فرمائے اچھا نہیں آتا
 کس وقت مرا مخ کو کلیجا نہیں آتا
 شبنم کپڑے سے ہین رونا نہیں آتا
 بھر دیکھے آتا بھی ہے دم یا نہیں آتا
 جو جاتا ہے یاں سے وہ دوبار نہیں آتا
 اس پر بھی جدا ہیں کہ لپٹنا نہیں آتا
 کر سیر کہ موسم یہ دوبار نہیں آتا
 کچھ قرص تو بند ہے پتھارا نہیں آتا
 آجاتے ہیں لیکن کوئی دانا نہیں آتا
 افسوس کچھ ایسا ہیں لٹکا نہیں آتا
 کیا جانے مزا کیا ہے کہ جیسا نہیں آتا
 جب تک نہیں آتا اُسے غصا نہیں آتا
 پر خط بھی ترے ہاتھ کا لکھا نہیں آتا
 پر لب یہ کبھی حرفِ تمنا نہیں آتا
 کافر تجھے کچھ خوف خدا کا نہیں آتا

سب فن میں ہوں میں طاق مجھے کیا نہیں آتا
 سب فن میں ہوں میں طاق مجھے کیا نہیں آتا

قسمت ہی سے ناچار ہوں اے ذوق و کرم
 سب فن میں ہوں میں طاق مجھے کیا نہیں آتا
 ساتھ آہ کے دل بھی مع پیکانِ نعل آیا
 تھا کام تو مشغل مگر آسان نعل آیا

کسی رنج کش کو دیتا تو کچھ اُسکو سود ہوتا تو پھر ایک عرصہ گاہ عدم وجود ہوتا تری بزم میں تو جلتا کہ تجھے بھی بڑھو کھیتی لب نازک اُسکا کیونکر کو بار حرف اُٹھائے یہ حیات چند روزہ جو نہ سدا رہا ہو تی جو صد کسی کو تجھ پر تو ہے یہ تیری خدائی نہ خاک ہوتا ظاہر جو سگنا اپنے دل کا جو میں سرگذشتہ انگونہیں دینا سر کا شکل جو قریب زریف ہن کبھی ہوئے سر کبھی بھی ترے در کی چید سائی اگر اشک اپنے کرتے	دل سخت کاش کا فرح ہبہ الہیہ ہوتا تو نہ پھر ظہور ہوتا نہ کہ یہ مشہود ہوتا جو یو طین اتحاد لکھ جلتا تو بلا سے عود ہوتا کہ جو صد نہ تبسم سے بھی ہے کبود ہوتا تو پھر ایک عرصہ گاہ عدم وجود ہوتا کہ جو تو نہ غب ہوتا تو وہ کیوں حود ہوتا تو شرار سنگ تربت میں بھی اپنے دود ہوتا کہ وہ سر کبھی ہوتا جو نہ دست جو ہوتا ترے جان نثار کا سائین دست جو ہوتا سر قطرہ قطرہ پر اک آخر سجود ہوتا
---	---

کوئی زہر نوش مجھسا نہیں ذوق پہو چاورد
شجر ز قوم دوزخ میں بھی خشک دود ہوتا

اس نے جب ہاتھ بہت رو دہل میں مارا آنکھ سے آنکھ لڑی پر مجھے ڈر ہے دل کا دل کو اُس کا کل بچان سے نہ بل کر ناتھا چرخ بد میں کی کبھی آنکھ نہ بھوٹی سو بار اُس لب و چشم پہ ہے زندگی و مرگ بنی کون سناتا ہے تری زلف میں دگی فریاد عرس کی شب بھی مری گم بہ دو بھول لے	ہم نے دل بنایا اٹھا اپنی بے نسل میں مارا کین یہ جانے نہ اس جنگ و جدل میں مارا یہ سیہ محبت گیا اپنے ہی بل میں مارا تیرنا لے لئے مرے چشم زحل میں مارا کہ کبھی دم میں جلایا کبھی پل میں مارا کہ مسلمان کو ہے کافر کے گل میں مارا پتھر اک گنبد تربت کے کنول میں مارا
--	--

نہوا پر نہوا مسیہ کا انداز نصیب
ذوق یاروں نے بہت زور غزل میں ملا

جھلے بن سدا شکار کے پر بھی شیر کا کاٹا سمجھے سب کا یا گل کسیر کا کرتی طواف تھی ترے مجنوں کے ڈھیر کا پر کوئی راست ہے کوئی رستہ ہے پھر کا بے دید جلد آ کہ نہیں وقت دیر کا گردون کو لگ گیا جو مزا شب ٹھنگیر کا تھا ہاتھ آ گیا جو سہارا مسٹریر کا جس میں نہ اختلاف زیر کا نہ زیر کا	ہاں تک ہر روز مانگ رہے مرد و لیسر کا جس گھر میں ہول و زالی وہاں آدمی نہیں مجنوں کی روح دشت میں مانند گرد و باد ہیں اُس صم کے ملنے کے رستے تو سنیکڑوں اوم آجکا لیوں ہے آنکھوں میں انتظار ہو چوڑا نہ ایک دانہ آخر سحر ملک کوٹھے پہ اُن کے خوب بچے آج رات کو ہوتے زبان حالی سے مضمون میں دہا
--	--

زبا ہے ذوق خرقہ درویش مرد کو برقع کبھی نہ پائے گا نامرد شیر کا	
---	--

دریاے اشک چشم سے جس آن پہ گیا بے گداز عشق کہ خون ہو کے دیکے ساتھ از ہر شراب پینے سے کافر ہوا میں کیوں ہے موج بحر عشق وہ طوفان کہ بھینٹا دریاے اشک سے دم تحریر حال دل یہ روئے پھوٹ پھوٹ کے پانوں کے گیلے تھا تو بہا میں بیش پر اس لب کے سامنے کشتی سوار عمر میں بحر فنا میں ہم	سن لچو کہ عرش کا ایوان بہ گیا سینہ سے تیرے تیر کا پیکان بہ گیا کیا ڈیڑھ چلو پانی میں ایمان بہ گیا بیچارہ مشقت خاک تھا انسان بہ گیا کشتی کی طرح میرا قلم دان بہ گیا نالہ سا ایک سوے بیا بان بہ گیا سب مول تیرا لعل بخشان بہ گیا جس دم بہا کے لے گیا طوفان بہ گیا
--	--

تھا ذوق پہلے دلی میں پنجاب کا ساحل پراب وہ پانی کہتے ہیں ملتان بہ گیا	
--	--

مرد ماش ہوا اس غریب شمشاد کا غل مجا یا قسروں نے ہے مبارکباد کا	
---	--

غیب مجھے تہیہ جو کیا تو بہ کا ساتی عصمت بھی ہے کیا شے کہ الگ لیس کنتا تنگ آکے جو دم تن سے نچلیئے تو جانوں ہاتھ آئے نہ قسمت کے سوا گوہر مقصود رات آہ میں بون سینے سے اک خطہ سا چمکا ناقوس یہ کس دل سے کیا نامہ جان سوز نخاکو چہ قاتل میں شہادت کا دھینہ	مغرب سے سحر مہر درخشان نخل آیا درمائے مقفل سے عزیزان نخل آیا بزدان سے کوئی فیدی زبندان نخل آیا وریا سے تہی خبہ مرجان نخل آیا مین نے تو یہ جاننا دل سوزان نخل آیا پیان دلکا دھوان آہ سے بیان نخل آیا اکھو دا جو کھوان گنج شہیدان نخل آیا
--	---

دل رکھ کے کہیں ذوق کا ہم بھول گئے تھے
نخاکو وہ کئی دن سے مگر مان نخل آیا

ہر اک سے ہے قول آشنائی کا جھوٹا بناتا ہے آئین الفت میں تجھ کو نہ منہ ڈال خار آبلے میں کہ ہو گا نہ کیوں تیرے دانتوں سے جھوٹا ہوتی مجھے نعمتِ خلد سے بھی ہے بہتر ترا قول ہاتھوں میں جکارتا ہے رسانی ہوئی جب کہ دامن تک اُسکی غزے لیکے پیوے اگر موت پاوے اوڑا کر کیا رنگ الفت کو رخ منے گئے طاق ابرو میں تھے حضرت دل	وہ کافر ہے ساری خدائی کا جھوٹا یہ شیوہ تری بیوفائی کا جھوٹا یہ ساغرے کسر بانی کا جھوٹا کہ دعویٰ کیا تھا صفائی کا جھوٹا تیرے در پہ فکر اگدا ئی کا جھوٹا لیکن خاتم دلبر بانی کا جھوٹا ہوا ہاتھ اپنی رسانی کا جھوٹا یہ پانی مرصعِ حبدائی کا جھوٹا یہ ساغرے کسر بانی کا جھوٹا تو دعویٰ ہوا ماری رسانی کا جھوٹا
--	---

خدا جانے ہے ذوق جھوٹا کہ سچا
مگر وہ نہیں آشنائی کا جھوٹا

خجل اپنے گناہوں کے ہون بن یا تنگ جب رہا	تو جو آنسو مری آنکھوں سے نکلا سرفروغ نکلا
کھسے جب ناخن نڈیر اور ٹوٹی سرسوزن	مگر خدا دل میں جو کا نشانہ وہ ہرگز کھو نکلا

اُسے اختیار پایا میرے ذوق ہم جو	
جسے یان دوست اپنا بنے جانا وہ عد و نکلا	

جب بھجان ہوں کو چھ قاتل میں لوٹتا	قاتل ہے لوٹنے پر مرے دل میں لوٹتا
بیل کے شوق وصل میں مجھن کو دیکھنا	کیا کیا ہے راہِ ناکہ محفل میں لوٹتا
غیر دن سے دیکھ دیکھ تری گر مجھ شان	میں آگ پر ہوں رشک سے محفل میں لوٹتا
وی لب نے ترے غم کو اکیر مسکرات	گل ہو کے ہے جو پائے عنادل میں لوٹتا
کعبہ کا رخ ہے اور ترے درد و فراق سے	میں اے صنم ہوں پہلی ہی منزل میں لوٹتا
دل کا ساہوتا گردِ غلطان کو اضطراب	پھر تا نام دامن ساحل میں لوٹتا
سودا نیوں کے دل پر تری یاد زلف میں	اک سانپ سا ہے قیدِ بادل میں لوٹتا
کس کس مزے سے لوٹتے ہیں سیکہ میں	ہے ایک کے جو ایک مقابل میں لوٹتا

بے آب تیغ ماہی بے آب کی طرح
مے ذوق دل ہے سینہ بسمل میں لوٹتا

عالم ہے زندگی میں زمانہ شباب کا	گلشن میں برگ برگ ہے پھول آفتاب کا
جلوہ ہو کیونکہ خاک پہ تابِ عتاب کا	جلتا نہیں ہے برقی سے دہن سجاک کا
اے گلِ غرغزہ چھڑا دامنِ سجاک کا	دیکھو جھلک رہا ہے کٹورا گلاب کا
اس گل بغیر طوطی بسمل سے کم نہیں	سیر مزارِ عاشق پر اضطراب کا
معد پارہ دل ہے کجغہ عشق ہو گیا	اور ہر ورق پر نقش ہے حکمِ آفتاب کا
ہے دل جلون کے دھڑلے یادِ بر تو خوب	اڑنا مگر کمال ہے مرغِ کباب کا
پکے اگر عرقِ گلِ رخسار سے تر سے	دور یا میں ہر حبابِ بوشیہ گلاب کا

<p>ہے قص سے شور اک گلشن تک فریاد کا روز مرگ عاشق ناشاد ہے شادی کا دن آنچ سے تلوار کی ڈرتا نہیں یہ سخت جان کچھ گداز عشق میں ہوتا اثر تو دیکھتے جو سبق آموز شمع گرہی کو چشم شمع سوزش غم سے ہزار دن دلخ جل جلک پڑے سرو موج آب جو سے پائے درخبر ہے آبیاری ہے تری تلوار میں یا ہو گیا یاد کرتا ہے بھی کو پہلے وقت قتل عام میں ہوں جگر میں لگی جس دن سے دنیا کی ہوا سر ترے کشتہ کا دیکھے گانہ ہر گز روئے خاک سلسلہ میں لفظ و معنی کی نہ آیا دل کبھی یوں تو ہے استاد شیطان یک کون کیا کھول</p>	<p>خوب طوطی بولتا ہے دن و نون صیاد کا ہے بجائے شور ماتم غل مبارک سباد کا کشتہ کرنا سخت ہی شکل ہے اس فولاد کا کوہ کے چشموں سے ہوتا خون دان فریاد کا کام لے موج نگہ سے سیلی اُستاد کا ہو گیا میرا کفن جامہ مگر خدا کا دیکھ لو آزاد کو یہ حال ہے آزاد کا آب زہرہ سخت جانی سے مری فولاد کا کیون نہ میں کشتہ ہوں ایقاتل تری سیریا کا حال میرا ہے بعینہ آسیاے باد کا لے اڑے کا شوق بابوسی سے جلا د کا ابجد عالم میں گویا تھا الف آزاد کا تو تو شاگردی میں بھی اُستاد ہے اُستاد کا</p>
---	---

ذوق حیران ہے بہت فکر کشاد کا رین

یا اعلیٰ مشکلاک شاہ وقت ہے امداد کا

<p>میرے سینہ سے تیرا تیر جیسا ہے جنگو نکلا مرا گھر تری منزل گاہ ہوا یہ کہان طالع پھر اگر آسمان تو شوق میں تیرے ہے سرگرداں نیچے عشرت کا تھا خندانہ افلاک پر دھواں ترے آتے ہی آتے کام آخر ہو گیا میرا کہیں مجھ کو نہ پایا اگر چہ ہے اک جان ہوندا</p>	<p>دہان زخم سے خون ہو کے حرف رز و نکلا خدا جانے کدھر کا چاند آج آماہ رو نکلا اگر خود شید نکلا تیرا گرم جب جو نکلا کہ تھا لبریز غم اس عکدہ سے جو سونکا رہی حسرت کہ دم میرا نہ تیرے رو دہو نکلا پھر آہل ہی میں دیکھا اقل ہی میں تو نکلا</p>
---	--

<p>خار و حشمت سے کہو چھوڑ دے در اس دن تو جہان میں آئینہ رنج کے گئی جان نکل اسے جنوں تو بھی ہو دنیا میں بوہن خانہ خراب نظم معنی کا بکھر جائے ابھی حرف سے حرف خندہ خام کو مینا کے لبوں پر رکھ دو</p>	<p>بے خط جادو تھا چاک گریبان میرا رو گیا بلے کھلا دیدہ حیدر ان میرا خاک در خاک کیا حسناء ویران میرا باندھیں گراہل سخن حال پریشان میرا دیکھو بھہستے کیا کیا لب خندان میرا</p>
--	--

<p>انبار دنا مجھے سننے سے مبارک ہو ذوق دیکھو خندان ہو جو وہ دیدہ گریان میرا</p>
--

<p>رکھتے تھے جو کسر کسے وقصر زیریا اے جنوں ہم با برہنہ گرم چھتر زیریا تم جلو رکھ کر جو مبہر ہو دیدہ تر زیریا خاک ساری کو ہماری مل گئی اک عیش عشق میری آنکھوں کو ملو تم لے کے تلون کے تلے بے نیاز کشتہ قیامت بجائے جانماز زیر دست کی بر بھی ہے مودی سے لازم احتراز بین ترے مجنوں کے مہرگان دای خوشک خا بوند گل نمدی کے گلبن رشک گل گھلون میں تو فاتحہ عاشق کا دیتا ہے تو ادب سے ادب میں ہوں وہ کشتی شکستہ بحر الفت میں صبا</p>	<p>بے انہی کا آج سر بانج وافر زیریا دو پہر ہے سایہ بھی بیٹھا ہے چھپ کر زیریا پل ہوں بحر اشک پر مہرگان سر اسر زیریا اب تو بارس ہو گا جو آئینا چھتر زیریا کیوں نشہ میں توڑتے ہو رکھ کے ساغر زیریا اے قیامت لا بچا دامان محشر زیریا جب دے گا سانپ کا ٹیگا مقرر زیریا راہ آنکھوں کے نکل آئے ہیں چھپ کر زیریا آکھڑا ہو رکھ کے میرا کاسہ سر زیریا اپنے کفش پا کو رکھ لے پاتے باہر زیریا ایک تختہ رہ گیا ہے جس کے بچ کر زیریا</p>
---	--

<p>✓ قصر تن کو ذوق سب غارت کر گیا ایک دن چونیٹوں کا پھر رہا ہے یہ جوشکر زیریا</p>
--

<p>دشمن جان یک بیک سارا زاعہ ہو گیا ہائے تاخیر محبت یہ ستم کیا ہو گیا</p>
--

<p>کیا کیا چکر رہا ہے ستارہ حباب کا</p>	<p>اسے آفتاب تیرے بیخ تابناک سے</p>
<p>ہوتا ہے دل جلون سے کین ذوق ضبط آہ</p>	<p>سوج و خان سے ضبط نہ ہونے کا</p>
<p>چلتی گاڑی میں دیا عشق نے روڑا اٹکا گسب تک اٹکا رہے دم آنکھوں میں تھوڑا اٹکا کبھی میدانِ فنا میں نہ یہ گھوڑا اٹکا سلے میرے ذرا بھی نہ بھگوڑا اٹکا</p>	<p>نالہ جب دل سے جلا سینہ میں پھوڑا اٹکا جلد آ وعدہ دیدار پہ اسے وعدہ خلاف تو سن عمر روان ہر نفس اڑتا ہی رہا سہاگا مجھ کو مری وحشت سے گولے کی طرح</p>
<p>لے گئے موکے بھی اسے فوق رکاوٹ لبین</p>	<p>ہاتھ تلوار کا جو یار نے چھوڑا اٹکا</p>
<p>ہو خاک عاشقان نہ ہم آغوشِ نقش پا دامانِ خاک ہوتا ہے روپوشِ نقش پا بول اٹھے منہ سے ہر لبِ خاموشِ نقش پا بیٹھے بے نقش پا بسرِ دوشِ نقش پا یوں بے زمین پہ جیسے تن و توں نقش پا ہر آبلہ بنے ہے دُرِ گوشِ نقش پا</p>	<p>ہر کام پر رکھے ہے وہ یہ ہوشِ نقش پا اقتادگان کو بے سروسامان نہ جانو اعجازِ پائے تیرے عجب کیا کہ راہ میں اس رہ گزرتی کس کو ہوئی فرصتِ مقام جسم نزارِ خاک نشینان کو سے عشق فیضِ برہنہ بانی مجنون سے دشتِ مین</p>
<p>پاؤں درکنار کہ اپنی تو خاک بھی</p>	<p>پیشی نہ ذوق اُس کے ہم آغوشِ نقش پا</p>
<p>آہ رویش نہ ہوا کلیہ حیران میرا آج تیرا ہے دہن اور نہ بکدان میرا دیکھ ترکیب جو نہ خون سے کین دامن میرا مہر گردن ہو جو داغِ دلِ سونان میرا</p>	<p>جل اٹھا شمعِ مظاہرِ گرجان میرا لے دیکھا جو لبِ زخم تو بولافتل کر کے بسل مجھے کس ناز سے کتاب و شعر اسے مجھ کو دن سے سوار اٹکودش کر دے</p>

<p>پاؤں اس کوٹے پہ ہے سب کا بھٹے دیکھا ہم نے بچے کو بھی ایسا نہ بھٹتے دیکھا گر سرِ بھینڈ سے ناگن کو ہونٹتے دیکھا شلخ آہو سے ہے خم کس نے ٹھٹتے دیکھا کا ہوارہ میں یہ لڑکانہ سنبھٹتے دیکھا تھکودانتوں پر مسی ہے کبھی ملتے دیکھا اُن کو دیکھا نہیں پرہم کو ٹھٹتے دیکھا</p>	<p>چھپرے کا ادوج فنا پر وہ گراسا یہ منط کو سے جانان میں دل جیسا لیا قابو سے زلف کستی ہے درگوش سے دکھلا د کوئی کچ ادا لی گئی کب ہم سے ترے ابرو کی اشک کو لیتا نہ داس میں تو کیا کرتا میں جا چھپا شرم سے ظلمات میں جو آبِ حیات کو سے جانان سے ہم اور خلد سے آدم غلے</p>
---	---

خانہ دل کے سوا آتشِ غم سے اسے فوق
سانے آنکھوں کے گھر کس نے ہے جلتے دیکھا

<p>کہ ہے بلخِ جان میں غنچہ تصویرِ دل میرا نکادت کرنا ہے قرآنِ با تفسیرِ دل میرا کر گیا شرحِ دردِ عشق کی تحریرِ دل میرا زمین پر کھینچتا ہے نالہ شہگیرِ دل میرا کرے کیا اگر مجھ جی ہو گیا کشمیرِ دل میرا کیا ہے اک نگہ میں لے پری بخیرِ دل میرا ہوا شیخِ کر کے صاحبِ شمشیرِ دل میرا ہوا ہے کیسا ہے عشق سے اکسیرِ دل میرا ہے اب تک پہنچے ناراشک کی زنجیرِ دل میرا قیامت میں ترانا ہو دے دستگیرِ دل میرا</p>	<p>بزمِ گلِ صبا سے کب کھلا دلگیرِ دل میرا خطا عرض کا تیرے رات دن جو دھیان کھینچتا ورق پر سینہ کے کھینچا ہے ناراشک سے سطر سنبھالے رکھ ڈرا اسے آسمان کھینچتا ہے امر بتوں کی سرد مہری نے کھلا دی غفران لیکن تری چشمِ فسوں کرنے کمان سیکھا تھا بجا نصرت میں کسی تیغِ نگہ کے کشورِ اُلفت تو گر حسن کی دولت سے تم نہ بن گئے پارس کبھی منت کی زنجیر اُنکو پہنے اُس کو دیکھا تھا نشان تو رہنے سے قاتل ڈرا سا خونِ گداؤں</p>
--	---

جنوں کا عشق ہے گردِ دوق تو ساری خدائی میں
کر گیا شہرِ شہر اک ن بے محے شمشیرِ دل میرا

<p>تمہیں تعایا مجھ میں متبادل پھر کو کیا ہو گیا جس کو اسے ظالم تری مرگان لکھیا ہو گیا سمجھے اُن سے دوستی کی وہ میں کرتے دشمنی ادا دکھلائی نے رنگِ رُخ کو روشن کر دیا حجب اٹھا تا بوقتِ تیرے کُشتِ حسرت کا آہ تم نے کل عزمِ سفر کا ہم کو تھا بھیجا پیام پھر چلا اے حضرت نل ہو چکا ملنا بس اب مرزا جینا ایک جہان کا ہے نگاہوں پر تری خط لکھا مجھ کو تو اُس میں نام بھی پورا نہ تھا وہ تو خود شملہ تعجب میں لے گیا ہوشملہ خو غیر کے گھر میں سے تو اگر اگر پہنچا تو کیا گرم ہو کر آتا ہے سہم پر مرے طفلِ ہر شک کر دیا شیخِ گل نے ایک عالم کا ہے خون یا د زلفِ عزیزین میں رات یہ آہن بھرن</p>	<p>ولی کے جانے کا تو عالم کو چنبھا ہو گیا سو کہہ کر ایسا ہوا دُجلا کہ کاٹا ہو گیا دیکھو کیا سوچا تھا سمجھنے اور دان کیا ہو گیا پہلے تھا گلزنک کھڑا پھر بھبھو کا ہو گیا مشہور ماتم تھا کہ اک عالم میں بریا ہو گیا لو سفر یان آج دنیا سے ہمارا سو گیا آج گھر میں غیر کے پھر اُن کا رہنا ہو گیا جس نظر سے آنکھ بھر کر تو نے دیکھا ہو گیا کیا اکہوں قسمت کا لکھا آج پورا ہو گیا اس لطیف سے بھڑک کر آگ دونا ہو گیا تیرے جانے کا تو اک عالم میں جہا ہو گیا دیکھ کیا اے چشمِ ترا تیرے لڑکا ہو گیا نام بد نام اے صنم ناحق قصا کا ہو گیا گنبد گردون سے سارے کا سارا ہو گیا</p>
---	--

ذوق نے ہوزلف کو چھیڑا تو نے مجھے قسم
 تو نے خود چھیڑا اُسے اور برہم اتنا ہو گیا

<p>کوہ کے چشموں سے اشکو نکھلتے دیکھا ضعف سے سینہ میں اتنے مراد جس طرح تھا میں اس بلع میں نخلِ گلِ اشباز می اس رخِ زلف کے آگے نہ ہوا نہ کو فروغ اُسے صبا جیشِ سبزہ کے سوا کس کو بھلا</p>	<p>اے صنم پر نرا پتھر نہ پگھلتے دیکھا رنگِ کوشیتِ راحت میں نہ جھلنے دیکھا چھوٹے دیکھا مگر آہ نہ جھلنے دیکھا آگے کالے کے دبا گئے ہے جلتے دیکھا مورچیل کو ریزِ بیاں پہ ہے جھلنے دیکھا</p>
---	---

<p>شیشہ گر کر کہ تو جی شیشہ کو نہ اٹھر سے جدا جون پر کمزور باندو سے کہو تر سے جدا غیر نے ہلکو کیا ہے کسے دلبر سے جدا</p>	<p>شیشہ دل میں ہے کیا چکا شرار عشق بار خطا شرح تاوانی ہو گیا اُرتے ہی آہ حضرت آدم کو شیطان نے کالاخبر سے</p>
<p>ذوق ہے ترک وطن میں صاف نفص آبرو بکتے پھرتے ہیں گھر ہو کر سمندر سے جدا</p>	
<p>ہیں روانہ دو مسافر دونوں ہم دونوں جدا رہتے ہیں شب تاسحر دونوں ہم دونوں جدا رہتے ہیں باہر گر دونوں ہم دونوں جدا آئے ہیں سب سے دونوں ہم دونوں جدا</p>	<p>گھٹے دل اور اشک زدہ دونوں ہم دونوں جدا میں نہ چکوا ہوں وہ چکوی پھر آ کر کس پیے وصل کی شب نکست دھن کی طرح ہم اور وہ شکل عکس دانہ تیرا خیال اور میرا دل</p>
<p>ذوق ہیں سہینہ میں اوراق جلاجل طرح دل جگر باغیہ شریں ہم دونوں جدا</p>	
<p>ختم کیم کہنے ہے گویا ہم نے زبان کو لال کیا مجنون کا وہ حال کیا فرما د کا ہے وہاں کیا دلنے روشن ہو کے شفیقت کو بندہ وصل کیا موسم گل نے کیا ہنگامہ گم ہے اب کے سال کیا سنتھ جھکڑ اس شوق کے اپنا کالا سنہ آخال کیا حال تو دیکھو تم نے مجھے ہر سو تن ہے وہاں کیا نامہ جواب نامہ ہے پناہ بان جو کس نے سوال کیا آہیوں میں تیرا لب خاک تو ناخ کیوں بال کیا</p>	<p>اصل لبہ دندان صنم کا دل ہے جبے خیال کیا ایکاد اس عشق سے کیا تو جس نے ہے کوہ صحر میں پھرتا ہے تو ہے چاند کے ٹکڑے بسکہ شب لاؤ کھنیز آتش گل ہوئی روشن بان یہاں چکا ہمارا دکھا چوں سادہ رخسار کی جو محبت تیری ہی تھی یہ وہ لی موقم ایسا لاؤں کہاں جو یہ کرے سحر زلفین نامہ یا رکھو کہ دیکھو نہ ہم میرے زیر کفن شمع منظر ہزار حیلوں کی انجلی بجلی جاتی ہے</p>
<p>آلہ ہیں در جگر میں آئینہ میں انسوب بہ فغان عشق نے اس کے ذوق ہمارا دیکھ لو ہے یہ حال کیا</p>	

<p>وہ جو کچھ کہو میں تو تم بھی کہے جانا اچھا یارِ نادان سے تو ہے دشمنِ دانا اچھا خونِ عاشقِ نہیں مرقد پہ بسانا اچھا نامہ بر کون ہے جو کیجے رونا اچھا سمتِ کعبہ پہ نہیں تیر لگانا اچھا روزِ ندر سے نہیں آنکھ لڑانا اچھا اب نہیں دامنِ مژگان کا بلانا اچھا چھوڑے آدمی تو نہیں ساری کو جانا اچھا پھر بھی کتنا کہ لگاتے ہیں نشانا اچھا کہتے ہیں دیکھو نہیں دم کا چلانا اچھا لاؤ آ رہ کہ یہی اسکو ہے شان اچھا کہ گھٹا میں نہیں بہت کا گھٹانا اچھا تو نہیں نیچے مژگان سے گرانا اچھا آج اک ہاتھ لگا ہے مرے دانا اچھا</p>	<p>میں سے کچھ وصل کا ذکر اب نہیں لانا اچھا تم نے دشمن ہے جانا ہمیں جانا اچھا بھول گلِ مہندی کے لالا کے نہ ہاتھ نہیں ملو طائرِ جان کے سوا کو چہ جانان کی طرف طاقِ ابرو کے تصور میں دلا کھینچ نہ آہ بہ گمان دیکھو کچھ اس میں بھی نہ ڈالیں رخسار آتشِ عشق ہے سینہ میں لپی دیکھ اچھے چشم بیٹھ رہ کر کے قناعت کہ بشکلِ سرِ نو مرغِ دل نے نگہ یار سے پوچھا اُنکے یانِ تو دم میں نہیں دم اور وہ لیے تیغِ ددِ گم طرہِ شہاد دگھاتا ہے تری زلفوں کو سا قیا ابرے آیا تو بڑھا خسم پر ہاتھ جل کے گر قطرہِ خونِ ل کا ہوا اشکِ آلود گردِ شمسِ عربینِ شمعِ سلیمانی کا</p>
--	--

سانے یار کے اے ووق جانا آنسو

سے تو جا بہت کے جتنے کو ہسانا اچھا

<p>دیکھ کجے بے شر ہو تیرے ہی پھر سے جدا بد نام ہے گر رکھیں دینا کو ساغر سے جدا سرِ جدا ہوتی ہے یہ سودا ہوسر سے جدا ہوں تڑپ کر جوں شر رہ نہکتہ دفتر سے جدا قطرہِ خون بھی نہ ہو گا نوکِ فشر سے جدا</p>	<p>چاہے عالم میں فروغ اپنا تو ہو گھر سے جدا کیو نہ شاہ نہ سبزہ گوشِ دل سے جدا دل مرا یا رب بنو زلفِ مستبر سے جدا لکے خج سوزشِ ہجران جو تیرا بیقرار خندقِ پاسے نگاریں گے ہوں میں سودا زوہ</p>
--	--

<p>ہو جہان کشتہ مژگان کا تھارے رونق عاجزی سے ہے آئے نہ ہوا میں کمزور مقصد پر دار کرے کیوں نہ مرا طائر روح خط ترے شعلہ رخسار پہ ہے معجز حسن خاک دل سوختہ یک مشت ہو کر صرف چمن رخ روشن پہ عیان ہیں جو عرق کے قطرے درفشان وقت سخن ہیں لب نگین تیرے اشک گرم ایک بھی دریا میں جو ٹپکے میرا آسمان سخت مزاجوں کو ہنر دیتا ہے سر کٹانے میں مزا وہ ہے کہ جی جاپتا ہے</p>	<p>حوض سبزہ ہو دان خاک سے نشتر پیدا موت ہے جیوئی کی ہو دین اگر پیدا تیرے خمر سے جو پہلو میں ہو نشتر پیدا در نہ ہو سبزہ بھلا آگ پہ کیونکر پیدا ہو دین غنچوں کی جگہ باغ میں اگلے پیدا کیا تماشا ہے کہ دن کو بوئے اختر پیدا ہوتے گویا ہیں بہان لعل سے گم پیدا جاے ماہی ہوتے ہیں آب سمندر پیدا دیکھ لو ہوتے ہیں فولاد میں جو ہر پیدا سر ہر موے بدن ہو دے جدا سر پیدا</p>
--	---

<p>بے کمین ہوتی ننیں زیب مکان کی لائے فوق خانہ دل ہے تو کر لو رخ دلسر پیدا</p>	
---	--

<p>تہے ہاتھوں کوئی آواہ اسے گردون ٹھہر گیا چو تھک کر تاقہ لیلے سر ہامون نہ ٹھہر گیا وہ دولت کو طلب جس کے دل ہو جائے معنی گرا ہوں چشم ساقی سے مری تصویر میں بھی گر سر بالین سے ہدم کوئی دم تو ٹھہرنے دے بتائے ہو علاج اشک جو اس خال کا بوسہ</p>	<p>لیکن تو بھی گر جا ہے کہ میں ٹھہرون ٹھہر گیا اگر سو کوں ہو گا مجھ تو مجبوسون ٹھہر گیا اگر تھک آئیگا کھینچنے فارون ٹھہر گیا بناو بیگا کوئی جام سے گلون دٹھہر گیا ابھی سے کیا کمون حال دل محزون ٹھہر گیا طبیبو آب نزلہ ہے کہ بے ایفون ٹھہر گیا</p>
---	---

<p>یہی ہے دل کی بیٹابی تو بعد از مرگ بھی قائل نہ ٹھہرا ہے زمین پر عاشق محزون ٹھہر گیا</p>	
--	--

<p>قتل کرتی ہے نگہ شہرہ نگاہ یار کا سچ کہا ہے بارش کاٹنے نام ہو تولا کا</p>	
--	--

<p>بہرین کیا کیا مرمن ہے سنگدل پیدا ہوا نیزہ بنتی بھی اُسی دن اپنی روشن ہو گئی یا اکی کیا کمون تیری عنایت کے سوا غیر کے چھتے سے جان تو نہ جو گل کھائے تو یا اُس لبِ علیل پہ ہے یہ جلوہ مذکب سی کر کے وعدہ رات کو چراہ سے تو بھر گیا</p>	<p>ہولن پیدا ہوا آزار سل پیدا ہوا روے تابانی پر تمھارے جتنا تل پیدا ہوا مین نے کیا کیا جواب دل پیدا ہوا دماغ نازہ دماغ دل کے متصل پیدا ہوا یا کہ نافرمان دلاہ مشعل پیدا ہوا دہم کیا دل میں یہ اے پیمان سل پیدا ہوا</p>
--	---

<p>خاکساری نے اُسی دن روشنی پائی معنی فوق آدم خاکی کا جس دن آب و گل پیدا ہوا</p>	
---	--

<p>رکھ دل جلون کی خاک پہ تو با فراغ پا تو باغ میں رکھے اگر اے رشک باغ پا وہ اور میرے گھر میں رقبہوں کو لے کے آئے مگر کوئے یار میں نہیں ملتا پتا تو چہر دیگی بھوٹ بھوٹ کے چہر چشمِ ابلہ ہم دل جلون کی خاک پہ رکھیونہ تو قدم اُس گل سے گرا جا زب پا بوس بھویب اچھلے ہے شیخ و جد میں اس طرح بار بار ساتی کا دور چشم ہو گر کہیں ر آب ہے جی میں آب جو غلط اے سر و خوشخام</p>	<p>سوزِ درون دہی ہے پہ ہو گئے فراغ پا بھرائے وان خزان تو وہیں ہو دُراغ پا بیل کے آشیان میں بکے حیف زراغ پا تو کوئے زلف یار میں دل کا سراغ پا جوشِ جنون میں رکھ نہ سو کوہِ دراغ پا اُس سے تو ڈال دیجو میانِ ابلاغ پا ہو جائے چوم چوم کے دل باغِ بلاغ پا جس طرح بد لکام ہو گھوڑا چراغ پا پائے حبابِ آب روان سے ابلاغ پا دھو دھو پیا کرین تے شے دماغ پا</p>
--	---

<p>اے فوق کیون جن میں وہ گلِ طبع جیسے ہوں رنگِ حنا سے غیرتِ صد پائین باغ پا</p>	
--	--

<p>تجھ کو یوسف سے کیا حسن میں برتر پیدا گر کیا اسکو عیبہ تجھے کافر پیدا</p>	
--	--

کیا کہیں اُس سے جو ہو ہم سے زیادہ جانا بولتا بڑھ بڑھ کے اتنا کیوں نہ سرست غرور کرتا ہے جب نالہ اپنا عالم بالائی سیر	وہ ارادہ ہے ہمارا بے ارادہ جانتا گر بُرا بول اپنا قاضی کا پیا دہ جانتا ہے فلک پر کہکشان کو خط جادہ جانتا
آفتابِ حسن کو کیا خاکساروں کا ہو درو پافتادہ کا ہے دروازہ پافتادہ جانتا	
کروں درو آشتا کیوں نہ دل احباب اپنا سا ملک سجدہ کریں آدم کو کیا ذمہ نوازی ہے	بلا سے جیسا میں ہوں دھوڑے لہجے اپنا سا گویا بندہ کو اپنے اُس نے خود آداب اپنا سا
آنا تو خفا آنا حبابِ نازِ احبابِ ناز کیا طبع میں جو دت ہے چٹ دلی اڑا جانا	آنا ہے تو کیا آنا جانا ہے تو کیا جانا ہو سنوں کا یہاں بلند امان بات کا پا جانا
اے دل راہِ عشق کشادہ سمجھ کے جا تھیاریوں سے یار کی نالائی ہے کیوں دلا	یاں اُزدہ ہے ہر خط جادہ سمجھ کے جا سکو نہ اپنا دوست زیادہ سمجھ کے جا
اگر قصداً نہ سراپا سنان یار پر دیکھا جہاں باریک بین دنا تو ان میں اس قدر دیکھا	تو سر بازی کا اپنے کیا ناما سرا پر دیکھا کہ ہلالِ انیسویں کا سب کو منظرِ نظر دیکھا
یہ کیا تشنہ لب سیراب یہ بس نہ ہو دیکھا گوئی اسے لالہ و اس حسن کا قائل نہ ہو دیکھا	میر جب تک آبِ خجرت قائل نہ ہو دیکھا اگر مہر گواہی میرا داغ دل نہ ہو دیکھا
جاغلی نے راتِ تجھ بن رہ پیر دکھایا تھا	بچہ کو ہاتھی پر دھوپ میں بٹھایا تھا

نہ ہر نوزِ شبنم نے کراٹھا زردہ کر

ت کوئی ارادہ نہ تابی کا ترے قائل نہ ہو دیکھا

مگر دکھاؤں عالم اپنے ناما سے زار کا کوچہ زلف بنان میں دل بڑا جو گا کین کعب کے دیوار و در سے لاکے جلوئے عین آنسو میں شمع بالین سے بونے چرخ بیل	کام لون ہر تار سوسے تار سوسے تار کا بہ چھتے ہو کیا ٹھکانا اس جدائی خواہ کا گر ٹپسے سایہ مے تنخانہ کی دیوار کا میں شہید ناز میں کس آئینہ رخسار کا
استخوان اس سوختہ جان کی نہ کھانا زینہار اسے ہمارے رزق ہے مرفان آشوار کا	
نالہ بلیل میں گر پیدا اثر ہو جائیگا کشتی بھر شدات ہے ترے بیل کو تیغ ہم نے جانا تھا کہ قاصد جلد لائیگا خبر	خندہ گل خندہ زخم جگر ہو جائیگا اب ادھر سے دیکھنا دم میں اُدھر ہو جائیگا کیا خبر تھی جا کے ماں جو بے خبر ہو جائیگا
نخل تو دیکھو مصور کھینچے گا تصویر باریار آپ ہی تصویر اس کو دیکھ کر ہو حبابیگا	
آدم دوبارہ سوے بہشت برین گیا دنیا گئی کہ عشق میں ایمان دین گیا خورشید وار چرخ پہ چمکا کوئی تو گیا	دیکھو جان خراب ہوا بھر دہن گیا وہ مل گیا تو جانے کچھ بھی نہیں گیا آخر کو پھر جو دیکھا تو زبر زین گیا
دیکھا کین نہ اسکو جو دیکھا تو اپنے پاس میں دور دور جو نگرہ دور بین گیا	
کیا کیا مزا نہ تیرے سہم کا اٹھا لیا یوں لائے وان سے ہم دل پیارہ کر جمے جو بار آسمان و زمین سے نہ اٹھ سکا	ہم نے بھی لطف نہ لگی اچھا اٹھا لیا دیکھا جہان بڑا کوئی ٹکڑا اٹھا لیا تو نے غضب کیا دل شیدا اٹھا لیا
اسرہم نے جب سے پائے صبر پر رکھ دیا دو لون جان سے دست تنہا اٹھا لیا	

ہاٹھ اگر دل دہشی جو کوئی چھوٹ گیا	ہوس صید سے صنیاد کا جی چھوٹ گیا
لگا ہے تیر دل پر آہ کس کافر کی ترکان کا	نشان سونار کا معلوم ہوتا ہے نہ پیکان کا
دل کمان جس پر گمان ہو غیچہ تصویر کا	ہے کوئی سینہ میں خون آلودہ پیکان تیر کا
چشمِ ذمہ کو تیرے بدنام کیوں کر لگا	ہرگ و قصا کو تیرا عاشق نہ لے مر لگا
عہد پیری نے بھلا یاد ڈر چلنا کو دنا	ہائے طفلی کھیلنا کھانا اُچھلنا کو دنا ✓
سجد میں اُس نے ہم کو آنکھیں کھائے	کافر کی دیکھو شوخی گھر میں خدا کے مارا ✓
ہوئے انسان ہم درِ محبت کے لیے پیدا	فرشتے ہوتے گر سوتے عبادت کے لیے پیدا ✓
یار بیاں نہ مانہ کے لوگوں کو کیا ہوا	جس کا برا ہو اُن کو یہ کہنا بھلا ہوا
آج خستہ سے ادھر کو دستِ قاتل اٹھ گیا	بس بھروسہ ساز ندی کا ہم کو اے دلا اٹھ گیا
آخر گلِ اپنی خاکِ دہیکدہ ہوئی	پہنچی دہین یہ خاکِ جہان کا غیر تھا ✓
ہو گیا نامہ شوق اُن کو سب از بر میرا	کھائے ذبح جو وہ کر کے کبوتر میرا

بعد فراق کوئی دن ایسا نہ وصل کا ہوا	وہ کہیں تم کو کیا ہوا ہم کہیں تم کو کیا ہوا
آدمی گر ہو مکدر کیا قصور ادراک کا	خاک کا پتلا ہے یہ کچھ تو اثر ہو خاک کا
کیوں کہہ کے مکر ہے کہیں کچھ نہیں کہتا	کہہ جو تجھے کہنا ہے کہ میں کچھ نہیں کہتا
وہ دیکھیں کس طرح ہے روزِ فرقت دیکھ کر جیتا	کہ جو عاشق ہو تیرا تیری صورت دیکھ کر جیتا
بقیامت قد ترا اے رشک گلشن بن گیا	اختر صبح قیامت خال گردن بن گیا
نشہ بندار سے اطمینان گم کردہ تھا	ورنہ آدم میں دھرا کیا تھا وہی زہر پر دہ تھا
بعد کافِ عشق تھا جو دریں کتب خانہ تھا	کاف کن کے ماسبق کیا جانے کیا تھا کیا تھا
ثرہ پیکان کا ہے ٹکڑا کہ سری کا ٹکڑا	کھڑا ہے چاند کا ٹکڑا کہ پری کا ٹکڑا
بل بے گریہ بکلیں میں ہو کہ قدم گرنے لگا	اور قدم اکھڑے تو کیا دیکھا بھنور پڑے
وکیلِ طیش سے زخمِ جگر کارات جو ناخاٹوٹ گیا	حائر جان مجر پشتہ با تھا فرست پا کر چھوٹ گیا
صنبت گریہ تے تماشہ طرف تر دکھلا دیا	چشم کے کوزہ میں دریا بند کر دکھلا دیا

باد صاف میں آیا ہے کمان سے تنکا	عکس مژگان نرا میکش ہے خس طام شراب
میکو دے بوسہ دندان بھی پس زبوں لب	اچھے نفل نکلن چہ پس جام شراب
ذوق بلدی سے لکھو گنگ سے بھر ساغر گل	
لب نازک کو سے اُسے ہوں جام شراب	

ہو جگر مدتوں جو ہو وصل الیم نصیب	م ہو گا کوئی مجھسا محبت میں کم نصیب
ہوں نیری خاک کو جو تھا ہے قدم نصیب	کھایا کرین نصیب کی میرے قسم نصیب
بہتر میں لاکھ لطف و کریم سے ترے ستم	اپنے زبے نصیب کہ ہوں یہ ستم نصیب
ماہی بویا ہو ماہ ۱۰۰ دے ایک یا ہزار	بیدار ہوں نہ دست فلک سے دم نصیب
بے خوش نصیب عشق میں نا واپس نہ	جس کو کہ غم پر غم ہو دم پر الم نصیب
غافل جو دم کی آمد و شدت نہ ہو دم	ہر دم سے تکیو سیر وجود و عدم نصیب
سومار چون غم ہو زبان شمع کی قہر سلم	اک حرف ہونہ مثل زبان قلم نصیب
مہنوں سیاہ خیمہ لبیلی کے گرد چہر	اے خوش نصیب تکیو طواف حرم نصیب
دے جیکو اپنے ہاتھ سے تو ایک جام ش	ساقی دے خدائے اُسے مثل جم نصیب
ایمان ہے یہ عاشق لقا جس کو یہ ہنو	دیدار اُسے خدا کا ہنو اے صمن نصیب

جاتے ہیں کوئے یار اب سمن جو ہو سو ہو	
اے ذوق آزماتے ہیں آج اپنے ہم نصیب	
دل عبادت سے چرا نا اور جنت کی شب	کام چور اس کام پر اس منہ سے اجرت کی طلب
حشر تک دلیں ہی اس سر دقات کی طلب	یہ طلب اپنی تھی یارب کس قنایت کی طلب
دل سلگ جانے نہ جب تک اور بکرتا ہے نہ جان	کم ہو قلیان کش سوز محبت کی طلب
واسطے لٹا رہا قاتل کے فرصت چاہیے	اور یہاں فرصت کمان چکے فرصت کی طلب
ہو مبارک خضر کو حشر چمکے آب لب	سے مہین کسب سے سکندر زینت کی طلب

کچھ رازِ نہان دل کا بیان ہونین سکتا
گوئے کا سا ہے خواب بیان ہونین سکتا

سبزہ خطائے خطِ طرقت کھتا رسم الخط ہے
خطِ بتان ہے خطِ آفتی لکھے موئے پڑے خط

رویف باءِ موحده

بی بھی جاؤ وق نہ کر پیش پس جامِ شراب
لب نمک اُسکے جو بولی دسترس جامِ شراب
بھجھ کا سستی میں وہ جدا لب ہوس جامِ شراب
باز گشت اپنی ہے یوں جانبِ قسامِ ازل
دست بہست سے کی بوٹ کے فریاد بہت
جوشِ سستی سے عجب قافلہ جبین نہ نہیں
فقد لب شعلہ آواز سے جل جائے کیا
رات بچانے میں سانی ہوئے میں بہکا
مخ دل نرگس میگوں کی ہے مرگائیں اسیر
دل شکستہ ہوں وہ میں ڈوئے ہوں سہل گد
ساقی اُس دو میں کیا لکھ چہ سکنا ہے
نوشدارو سے ہی بہتر ہے دمِ رنجِ خوار
بے خبر قافلہ عیش گدز جاتا ہے
ابنِ چشم یہ مست کو تیرے دیکھا
سبھے مینانے کی عظمت تو نہ بیٹھے ہرگز
مخل مینا سے خدا جانے کہ سانی کس کو

لب پہ تو بہ ترے دل میں ہوس جامِ شراب
بنگیا خال لب اُسکا انگس جامِ شراب
انگس خال اپنا جو سمجھا انگس جامِ شراب
جیسے سانی کی طرف باز پس جامِ شراب
انہ بوا کوئی بھی فریاد رس جامِ شراب
بے شکست ایک عدا جرس جامِ شراب
ٹوٹا کر ایک دل آتشِ انفس جامِ شراب
حسن شیشہ کو لگا کھنکھ حسن جامِ شراب
تازہ مضمون ہے جو باندھوں انفس جامِ شراب
ام لکھدے جو کوئی میرا پس جامِ شراب
رات بھر گشت کیسے ہے جامِ شراب
ساقیا شراب فریاد پس جامِ شراب
بے زبان ہے جو دیاں جرس جامِ شراب
ورنہ اتیک نہ سنا تھا فرس جامِ شراب
سرِ حشید پہ اڑ کر گرس جامِ شراب
پہلے پہلے ہوئے تیرے پس جامِ شراب

نئے زہد سے ہے کام نہ زائد سے کہ ہم تو ایمان کو گرو رکھنے نہ یوں کفر کو لے سول کستی تھی وفا نوحہ کمان بخشش پر پیری	ہیں بادہ کش عشق دے جامِ محبت کاف بنو گرویدہ اسلامِ محبت سونیا کسے تو نے مجھے نام کامِ محبت
---	--

سراجِ سمجھ ذوق تو قاتل کی مسنان کو
چڑھ سر کے بھل اُس زینے یہ تابامِ محبت

مجنوں نے دی لگا جو سرخارزارِ پشت حوروں کے گرو چنڈا مٹکان سے پشتِ خا ماہی سے تابا ہ ہیں دستِ فلک سے داغ پیدا فلک سے ایک ہنو تجھسا مابوش بارِ زمانہ پشت پر لیکر سب کی طرح ہو جائے ہے زیادہ گرا سب اری گناہ سینہ پر جو منہ پر ہیں تیغِ نگاہ کے تو ہے ہی کہ ایسا ہنو بد مرگ بھی	پشت اب ہجومِ خار سے ہے پشتِ خارش کھلائے وہ پری نہ کبھی زینہ ارِ پشت وان داغدار سینہ ہے یان داغدارِ پشت نہ پشت تک تو کیا کہ ہنو نہ ہزارِ پشت سیدھی نہ کی فلک نے کبھی ایک بارِ پشت پیری میں جو خیب رہ نہ کیوں یہاںِ پشت دکھلائے وہ کبھی نہیں اُئینہ دارِ پشت لگنے نہ دے زمین سے دلِ بقیرِ پشت
--	--

رہتا سخن سے نامِ قیامت تک ہے ذوق
اولاد سے تو ہے یہی دوستِ چارِ پشت

ردیفِ جیم تازی

بیارِ عشق کا جو نہ تجھے ہوا علاج کہ اے طبیب تو ہی کہ بچہ تر کیا علاج	ہے وہ آزارِ محبت سے دلِ آزار کو رنج کہ نہ پہنچا ہو کہیں مجھے کسی خار کو رنج
---	--

دور رہ اور دیرست رہ سانسے مثل جلال
شہر میں بکھو اگر ہے اپنی شہرت کی طلب
بڑھ گئی ہے پیش میں حرم اسقدر اپنی کہ ہے
غم یہ غم کی آرزو حسرت پر حسرت کی طلب
ہو کے دل غم کا بسمل باز پر دیتا ہے دم
اگر تائے آفت طلب آفت بخت کی طلب
جو حیادت زندگی کی چاہتا ہے خرچ سے
تو کبھی ہرگز نہ کرو اس سے راحت کی طلب
الطین بادری سے جب پیدا ہوا تکلیف سے
یاں کہاں راحت کہ تو کرتا ہے جت کی طلب

گر گلستانِ جہان میں تنگ ہے تو غنچہ دار
گر کشادہ دل سے اپنے ذوق و دست کی طلب
کرے بے شرع کا پاس نمک حلوہ شراب
حرام ہے نہیں لیکن نمک حرام شراب
یہ ایسا ماہ مبارک یہ ایسا کار سعید
شروع دیکھ کے کیجے یہ صیام شراب
خوش ہے نشہ دنیا کا ذوق عجبی پر
دوام بنتی ہے اس سیکدہ میں دام شراب
اس بت نامہ رہبان کو ہے لپٹا اپنا رقیب
اور دوسرا آئی میں بھی ہے تو یار رقیب

دلیف تائے مشاۃ

معلوم جو ہوتا ہیں انجہام محبت
لیتے نہ کبھی بھول کے ہم نام محبت
ہیں دایع محبت درم و دام محبت
مژدہ تجھے اس خواہش انعام محبت
ہر روز اڑا دیتا ہے وہ کر کے نقد و
ادھارا سیر نفس و دام محبت
ماند کباب آک پہ گیتے ہیں ہمیشہ
دل سوز ترے بستر آرام محبت
کاسہ میں ظلم کے نہ رہے نام کو زہر آب
دھر کھینچے اگر تشنہ لب جام محبت
شوقِ حرم کو چپہ قاتل میں کفن کو
ہم جانتے ہیں جامہ احرام محبت
اکی جس سے رہ در رسم محبت اُسے مارا
پیغامِ قضا ہے ترا پیغام محبت

سپیسے یہ دانت رات نے مجھ پر کھس گئے
 بوسہ پہنچے مکی زلف میں جانوں دل
 اب میلہ میں رات کو ناقوس چو نہیں
 ایش سفید سنج میں ہے خلعت فریب

اسے ذوق کہہ نہ پایا شب وصل کا مزا
 آج صبح ہم نہیں پا سارا صبح

محمدی سے اُنکے آنکھی یان کل بہ صلاح
 مقلد چمک رہے ہیں سب میں قضاوت
 سیرت ہی حائیں لعب کو بیت الہم تہم
 اُن سہم سے کہ میں خرابا تہون میں ہم
 کیا جان یہ کی جان کے لیے وہ ہو سکے
 اس معاملہ سے ترا کیا حاصل
 بہتات اپنا عشق میں یون دے مشورہ
 ازاد یہ کیا کہا کہ نہ مل ان بتوں سے تو
 اگر تو اس کی کوئی تہنگار دست
 یا سب جو دیکھ میرے لیے کر رہے ہیں آج
 منظور اگر موقل مرا نہیں سے نہ پوچھ
 قلعے آسمان زمین کے تار تو
 سچہ یہ مر رہیں ہی ہے مر شفیق

اسے جان بسا ہوا ہے سیرت کیا صلاح
 پوچھ بلا کشوں سے کواں با صلاح
 گر کھجور دے وہ صنم کج ادا صلاح
 تقویٰ گراؤ نہ کجا و کجا صلاح
 غمزدہ سے تیرے پوچھ دیکھا تھا صلاح
 کس بہ صلاح نے تجھے دی یہ دلا صلاح
 جسطح آشنا سے کرے آشنا صلاح
 دیتا ہے کوئی ایسی بھی مرد خدا صلاح
 ہلکو کہ کچھتی ہے نکو کار با صلاح
 ہاشم و گاہ شورہ ناز و ادا صلاح
 ہے تو صلاح یک میں کیا پوچھنا صلاح
 اس مہر و شرف سے ملنے کی ناصح بنا صلاح
 ہوں کس سے دانے جانے کی نکلے سوا صلاح

اسے ذوق جانہ ہوش و خرو کی صلاح پر

دے عشق کو صلاح دی ہے بجا صلاح

جایجا کوہ کے چشموں سے روان ہیں بنو کبھی کرتی ہے قدم رنج جو گلشن میں صبا شربتِ خضر بھی دے ہے روشِ تلخی مرگ راحت و رنج زمانہ میں ہیں دونوں لیکن سمت جانی سے ہوں لاچار و گرنہ مجھے سُن کے فریادِ فتن میں مری خوش ہوں بدلا	ہے جو ناک می فریاد کا کسار کو رنج اور ہوتا ہے سوا مرغِ زلفت کو رنج تیری اس ہر بھری آنکھ کے ہمار کو رنج یا ان اگر ایک کو راست ہے تو چار کو رنج نہ تو خنجر کو ہے آزار نہ تلوار کو رنج یہ نہ جو چھین کر ہے کیا مرغِ زنتار کو رنج
---	--

ہوش کو بیچ کے لے دار دے بیہوشی تو ذوقِ سبے ہوش کو آرام ہے ہشیار کو رنج مردا ہوں انتظار میں کوئی لبشر تو بھیج اسطِ بیچ یا نہ بھیج زبانی محسوس تو بھیج

دیفِ حیم فارسی

اُس پری کو تو نہ لے حیفِ دل بھاری رنج یوں گلوے تشنہ میں وہ آبِ خنجر سو فرو عاشقِ رسوا کے خط میں کیا تکلف چاہیے وہ مثل ہے ناویہ کس لے ذبویٰ خضر لے	اور لیوے آدمی کو چاہ میں سیما طہیج جستِ تغتیدہ زمین لے ایکدم میں آبِ طہیج جائزہ تک پہنچے تو یوں ہی بے القاب طہیج لے گیا خطِ فتن کو دل سوے گرد آبِ طہیج
--	---

دیفِ حاکمِ حلی

فرقت کی رات جی چکے ہم تازانِ صبح پیرِ نور ہے ترازِ سیمینِ لبانِ صبح تارِ شمعِ مہر بھی رنگِ شفق میں روز گم کردہ رہ ازل سے بھٹکتے ہیں رات دن	ہوگی اذانِ گورِ جاری اذانِ صبح آئیں گے میں تیری سستِ صبوحی کٹانِ صبح ماتم میں ہے مرے مژدہ خوچکانِ صبح یہ میرے ناکِ شبِ داد و فغانِ صبح
---	---

تشبیہ کو نہ کہ وہن مژہ خون فشان سے میں
 صبا دین چمن سے ہوں مایوس جا بختے
 باریک بین بتاتے ہیں جس کو تیری کمر
 گل نور دین مراد م روئید گی مو
 دیوے خراش دل کو نہ کہ وہن مژہ نازنین
 دکھلائے باغ میں قد عجا جاپنا تو
 موزی کو سرکشی سے متیسر ہوا اعتبار
 ہوتی ہے وحشیوں پر پس از دم بھی شکست
 شاخ نبات کو نہ قلیان نہ نہ نکالے
 ہے فیض سے وقار کہ میری نگاہ میں
 آخر یہ دستگیری تیشہ نے چل دیا
 بدھصلتوں کو کرتا ہے بالانشین فلک
 رہتے ہیں کشمکش میں پس از دم کہ جفا
 بیچار چشم دسب را جو نگاہ کو
 ہر صید کی کمر سے گئی ٹوٹ جس ٹھٹری
 تاثیر بیکسی سے ہو سارا دخت خشک
 ہے شیب باغ خلد کو کیا کیا نہ کمرشی
 سو فار کا دین جو ہوا خون دل سے سرخ

مہربان کی شاخ کب سے بھلا میں چمن کی شاخ
 چوب تفس بھی تو نہ سال چمن کی شاخ
 یا کوئی نہ سے تن سے یا موت نہ کی شاخ
 ہے آشیان بیل گلشن وطن کی شاخ
 رکھتی ہے خار سینکڑوں نازک بن کی شاخ
 قمری کے حق میں دار ہو سر چمن کی شاخ
 نکلے ہے طول عمر سے ماکھن کی شاخ
 زرد زماہوں کے لیے ہے چمن کی شاخ
 ایسی مصاحبت سی مکی اس چمن کی شاخ
 جس شاخ میں شربت و گلاب لکھن دار فغان
 کی قطع نخل آرزو سے کو بہن کی شان
 اونچی ہے آشیانہ نازع و غن کی شاخ
 آخر کوزیر ارادہ لٹی کر آمدن کی شاخ
 شاخین بھی گر گناہین نو لیکیرن کی شاخ
 ٹوٹی کمان دلیر ناوک فلک کی شاخ
 ڈالے جو سایہ نعش پس بکھن کی شاخ
 بہت سے مشابہت الکی اس ذوق کی شاخ
 تیرا س کل بن گیا ہے گل خندہ زن کی شاخ

لکھ ذوق اس کی طرح کہ جس کی ثنائے ہے

سر سبز تیرے گلشن باغ سخن کی مشاخ

بھرا کر ہے جھکے نماں چمن کی شاخ

وہ کون شاخ اکبر ثانی کہ جس کو روز

رولف خاے مجھ

قطروں سے برعرق کے بنی یاسمن کی شاخ
 لائیگی وہ کہاں سے ادا بانگیں کی شاخ
 سمجھا ہے اپنی شاخ نشین ہرن کی شاخ
 آنکھوں سے ہلکوز گسٹ روت من کی شاخ
 انا ف سیل سینہ پہ ہے نسترن کی شاخ
 حسرت کے برگ لہکے ٹہریں ہرن کی شاخ
 ممکن نہیں کہ لانے غم کر گدن کی شاخ
 سوکھے گی نخل آرزوے کو بکن کی شاخ
 نمون بلع من ہے نہایت رسن کی شاخ
 جعبان ہو جون نسیم جن سے سمن کی شاخ
 گل نلیو فرکا لالی ہے کیونکر ہرن کی شاخ
 لائے کال کو پلین جس طرح گھن کی شاخ
 ہے یہ بھی اُسکے اک شجر مکر و فن کی شاخ
 رخصتی ہی کیا جن میں ہوس سوختن کی شاخ
 گویا کہ اک نشیمن زراغ و زعفرن کی شاخ
 و کیسی نہ ہے سنی گل صبح کھن کی شاخ
 میں خشک طاسی سے ہون گویا ہرن کی شاخ
 یہ یاسمن کا سانپ ہے وہ یاسمن کی شاخ
 اکبر کے کام آئے اگر ہے ہرن کی شاخ

دلوان ذوق
 رولف خاے مجھ

تھی زلف تیری سنبھل صحن چمن کی شاخ
 اُس قد کو یونکہ کہیئے نہال چمن کی شاخ
 بروہ اس کے خال ہے کیا زراغ شمع چشم
 دکھلائی اُس کے سرمہ و بنا لہ دار نے
 ٹاف اُس صبح کی ہے کوئی نسترن کا پھول
 دل باغ و عشق نخل کہ جس میں ہزار بار
 بے بہرہ انفلع سے رہتے ہیں پر جفا
 کستی تھی چوب تیشہ مری طرح ایک دن
 بس پڑا ہے باغ میں جھولا ترے لیے
 لچکے بے یون کمر تری وقت خسرو نام
 حیران ہوں دیکھ خال کو ابروے یار پر
 ہے جوش پارہ پارہ دل ہر غم پہ یون
 مسواک نے بڑھایا ہے زاہد کا اعتبار
 دیتی ہے سر پہ بلبل آتش نفس کو جا
 ہے نفس تیرے کشتہ سبکیں کی ہفت میں
 تر شمع استخوان صفا کیش زیر خاک
 نے برگ ہے نہ غنچہ نہ گل ہے نہ ہے نثر
 رشیم کا لچھا ہاتھ میں اس کے نہیں دلا
 چھوٹے جلانے والوں سے جشی نہ مر کے بھی

دلوان ذوق
 رولف خاے مجھ

<p>ہو تیرا فیض اگر چمن آرا سے بلوغ دہر تالان میں تیرے عدل سے خونریز اس قدر ہر سائے جبکہ لعل و گہر تیرا دستِ جود شاداب آبِ لعل میں سے ہو مثلِ گل یان تک ہے پاسِ شمع تھے حمد میں کہ اب پیدا ہو بادہ خوار کی تعزیر کے لیے یہ ذوق کی دعا ہے کہ تاباغ دہر میں جب تک کہ ہو دے گردن مینا کی طرح سے</p>	<p>آبِ تیرے سبز پوئیں گل کس کی شاخ مانند ہو گرم فغان کر گردن کی شاخ محتاجِ ابر ہو نہ سالِ چمن کی شاخ سیراب ہو دے آسج درِ عدنان کی شاخ ساغرِ کعب نہ ہو دے گلِ خندہ ن کی شاخ نخلِ کدوے ناک میں صورتِ رسن کی شاخ سر سبز شمع تر سے پوئیں گل کس کی شاخ نخلِ شادابی ساقی پیمان شکن کی شاخ</p>
--	--

نخلِ حیات تیرا تروتازہ ہو سلام
 جونِ موسمِ بہار میں نخلِ چمن کی شاخ

ردیف دالِ مہملہ

<p>کیا آئے تم جو اُلے گھڑی دو گھڑی کے بعد کیا روکا اپنے گریے کو بھنے کہ لک لک لک کوئی گھڑی اگر وہ مایہ ہو سے ڈلیا اُس لعل لب کے بنے لیے ہو سے اس قدر اندر سے ضعف سینے سے ہر آہ بے اثر کل بھنے اُس سے ترک ملاقات کی تو کیا پہلے تو انجامِ مری سنتے رہے مگر تھے دو گھڑی سے شیخِ حبی بگھارتے پر دانہ گرو شمع کے شب دو گھڑی رہا</p>	<p>سینے میں ہوگی سانس اڑی دو گھڑی کے بعد پھر وہ ہی آنسو و نکی جھڑی دو گھڑی کے بعد کہ نہیں گئے پھر ایسا کڑی دو گھڑی کے بعد سب اڑ گئی سی کی دھڑی دو گھڑی کے بعد اب تک جو پوچھی بھی تو گھڑی دو گھڑی کے بعد چہ اس بغیر کل نہ پڑی دو گھڑی کے بعد کہ تار پا کچھ اُسے حد دو گھڑی کے بعد وہ سانس ہی اُٹھی اُٹھی جھڑی دو گھڑی کے بعد چر دی اُسکی خاک پڑی دو گھڑی کے بعد</p>
---	--

<p>تسبیح ایک لے کے عقیق مین کی شاخ یروین کا خوشہ گاؤں سپہر کمین کی شاخ آرنے لگے منشا رگہ یاسمن کی شاخ سجدہ مین بہر شکر جھکے نارون کی شاخ ہم قدم ہے آج بوسفت گل پیرن کی شاخ کچلے بزم شمع ابھی کر گدن کی شاخ مصرع کو بیک سن کے کئے نرسن کی شاخ</p>	<p>اُس کی دعاے حرز زہر سے جوش غنچہ سے کردے جو وہ نہال تالنے ابھی نکال سہر قصد آئے زہر گل کو لے صبا پہونچائے اُس کا فردہ مصوت جو باغین ہمسر ہے آج خضرا م سیر سے شجر گرمی عدل اُس کی اگر بوسم گداز مطلع وہ بہر بہار لکھوں اُسکی وج مین</p>
<p>تیرے بہار فیض سے نخل کمین کی شاخ سر سبز یون ہے جیسے کہ سر و چین کی شاخ</p>	
<p>بہمسر ہو شاخ نخل ارم سے ہرن کی شاخ گویا کہ کھلی ہے کرم ذوالمنن کی شاخ آب فردہ سے سر سبز سو رو چین کی شاخ پہنچے آراستیانہ مرغ چین کی شاخ دست کشش کمان سپہر سن کی شاخ ہے شاخ سدرہ الیہ کنار کمین کی شاخ اُسے نہ بلیتن سے بھی ناز کن کی شاخ خرطوم سے لپٹ کے بصورت سن کی شاخ طیار ہو وہین زر حوز سے کرن کی شاخ خرطوم سے اُکھاڑ لے وہ گر گدن کی شاخ صد دیو کوہ سپہر البرز تن کی شاخ سوتا زبانیے مارے نہال چین کی شاخ</p>	<p>تیرے سحاب لطف سے سیراب ہو اگر شامایہ تیرا دست سخا باغ دہر مین گر تیرا حفظ ہو چین سبز روزگار حصر صہ کا سارا خاک مین مل جائے زہر دیکھے جو تیرا قوت بازو تو ٹوٹ جائے تیرے عصا کو اُس سے مین تشبیہ کو کردون تا شیر تیرا در ضعیفون کو دے اگر بلکہ کند مار کے باغی کو کھینچ لے منظور گر خزانہ مین ہو تجھ کو شاخ زر باغی کو تیرے چاہیے لکڑی تو دشت مین وانتون کو اُسکے دیکھ کے لرزان پیش بید گلگون سے تیرے بڑھنے کے بکھم صبا کو</p>

	ذوق دل سوختہ دیوان لکھے اپنا کیا مستحل نہیں گری سخن کا کاغذ
اُس کا خط لاؤ کہ رکھوں میں بنا کر تعوید لکھتے ہیں پست کا آہو کے بنا کر تعوید لے گیا کوئی سوکل وہ اڑا کر تعوید دیکھ لو تم سر مرقد سے اٹھا کر تعوید سینکڑوں خاک کئے بنے جلا کر تعوید	ہول ل کا مجھے کیا دیتے ہولا کر تعوید جو تری چشم کے دیوانوں کا کرتے ہیں علاج تسے تعوید نشانی جو دیا تھا اپنی ابتلاک جوش میں ہے خون شہید غم عشق جلتوئی نہ پڑی یار میں اور غیر دن میں
	رہ دیف راے مہملہ
	نگہ نہیں حرف دل نشین تھا دہن کی تنگی سے تنگ ہو کر نخل کے رستہ سے چشم فتان کے دلیں بٹھا خدنگ ہو کر
	پھر آیا وہ نگار خوبی ادھر کو سر گرم جنگ ہو کر
	کہ جسکے ہاتھوں سے اڑ گئے سرسبز اردن مہندی کا رنگ ہو کر
	وہ چشم مخمور اک نظر سے چھوٹے لاکھوں جو مشتیر سے
	تو ہو روان سر رگ جگے لموئے لالہ رنگ ہو کر
	جو رنگ الفت سے آشنا ہیں وہ اڑ پڑے بھی خوشما ہیں
	کہ رنگ ہی سے گرا نہا ہیں عقیق و باقوت سنگ ہو کر
	جو سمجھیں حسن بیان کو ایمان انھیں وہ کفر و دین کیساں
	ہو بختے کہے کو ہیں سلمان ہمیشہ چین و فرنگ ہو کر
	صفاے دل کی یہی ہے صورت کہ دلیں آنے نہ دے کہورت
	کہ میٹھ جائیگی بالضرورت اس آئینہ پر یہ رنگ ہو کر

تو دو گھڑی کا وعدہ نہ کر دیکھ جلد آ	آنے میں ہوئی دیر بڑی دو گھڑی کے بعد
گودر گھڑی تک اُس نے نہ دیکھا اوجھ تو کیا	آخر ہمیں سے آنکھ لڑی دو گھڑی کے بعد
کیا جانے دو گھڑی وہ رہے ذوق کس طرح	
پھر تو نہ ٹھہر پاؤں گھڑی دو گھڑی کے بعد	
جھومر کا نظم بہ ترے ابو پڑا چاند	خدا وعدہ چڑھے چاند کا لا بوسہ چڑھا چاند
یہ آئینہ خانہ بھی گزرا کا و بد و نیک	دیکھا نہ کبھی ہم نے در اہل صفا چاند
دوم گھٹا ہے سینے میں دم شدت گریہ	باران کی علامت ہے جو ہو جائے ہوا بند

ردیف ذال معجب

نزدہ قتل سے اُس عمدہ شکن کا کاغذ	بے مری روح کو آزادی تن کا کاغذ
آلورین پیش ہو جب دفتر تن کا کاغذ	ہو سیابہ کو سفیدی کفن کا کاغذ
بن گیا عکس سے اُس شیخ گلستان روکے	صفیہ آئینہ تصویر چہرے کا کاغذ
کیا کرے خانہ گیتی کا کوئی دعوے ملک	نام پر کس کے ہے اس نہ کہن کا کاغذ
لکھیں اُس چشم کے جتنی کے لیے رقعہ یز	اہل تفسیر کریں پوست ہرن کا کاغذ
رقعہ شادی شہادت کا ہو خون سے رنگین	ایسی شادی کو ہو ایسی ہی چھین کا کاغذ
اسینہ صاف نوکوزمانے کے ہے ہاتھو نیکیست	ہے صفائی سے سزاوار شکن کا کاغذ
دورق چشم ہو گر نسخہ آشوب نہو	سر نہ چشم یہ سیم بدن کا کاغذ
ایون اسیران نفس تک لڑی ہو کچا گلبرگ	جیسے غربت میں شفیقان وطن کا کاغذ
ظاہر ایسی کتابوں سے ہو درد و فزع سے	کرنہ آتش میں لباس اپنے بدن کا کاغذ
جلد بازی پر زمانے کی گواہی دی ہے	مہری و سادہ حیرت چہرے کہن کا کاغذ
مختصر کرتا ہے نامے پر مجھے آئے ہے رنگ	ہم سے یوں چو سے لعاب اُس کے دہن کا کاغذ

ہنر شناس کو دکھلا ہنر کہ خوبی ز	اگر کھئے ہے تو صراف کی نظر چڑھکر
کمین فلک پہ نہ چڑھ جائے پاؤں جھوم کا	کہ دور آجکو کھینچے ہے تیرے سر چڑھکر
ترا مکان تو کیا لامکان میں کوہ پڑین	اسید وصل میں ہم بام عرش پر چڑھکر
جو مارے نفس کو اور کرے اپنے غصے کو زیر	بنائے سائب کا کوڑا وہ شیر پر چڑھکر

باری خاک پہ بر پائے ذوق فتنہ شد
سمندر تازی پہ کون آیا فتنہ گر چڑھکر

بہان ہوا یوں ہوئی اس خیال کا بوسہ لیکر	جیسے اڑ جائے دہن میں کوئی گھٹکا لیکر
تیرا بار نہ سمجھا جس نے بھال لیکر	چپکے ہی بیٹھ رہے دم کو مسیحا لیکر
مست و ماتحت نہیں مجرم ہو کر فتنہ زد	تو نے کیا جھوڑا اگر جھوڑیگا بد لیکر
فوج کر نکو مرے پر جھٹکتے ہو کیا تکبر	تم مہری پھر بھی دو نام خدا کا لیکر
کھینچتی رہ زلفیات سے بھی ہے آجکو دور	تیری زلفوں کی بلائیں شب یلدا لیکر
بھٹا شتاق جمال ایک بناؤ گے کہیں	گر چہ دھوڑا دھو گے چراغ رخ زبا لیکر
میرے قدموں ہی میں بیجا نیتے بائیں گے کمان	دشت میں میرے قدم آبلہ پا لیکر
جب یہ دیکھا نہ ملا مجھ میں کہیں میرا پتا	پھر کیا نامہ بر یا ر خطا لٹا لیکر
رہ گیا اپنا سامنے لے کے وہ آئینہ رو	تیری تصویر کو بوسف نے جو دیکھا لیکر

ادان سے یان آئے تھے اسے ذوق تو کیا لاکھ تھے
یان سے نہ جا میں گے ہم لاکھ تمنا لیکر

کل گئے تھے تم جسے بیار حیران چھوڑ کر	جل بسا وہ آج سبستی کا سامان چھوڑ کر
لطف لاشک یسا اڑا دامن مڑگان چھوڑ کر	پھر نہ اٹھا کوپہ چاک گریبان چھوڑ کر
کیونکہ نکلے تیرا سکا دل میں پکان چھوڑ کر	اجلے بیٹھے کو کمان یہ مرغ پران چھوڑ کر
کام ہے تیرا ہی تھا رحمت ہے اے اکبرم	ور نہ جائے داغ عصیان میرا دامان چھوڑ کر

	غزال دم دیدہ بگیا ہے جو خواب آنکھوں میں تو بجا ہے
ہو کر	کہ بھاڑ کھانے کو دوڑتا ہے پلنگ تجھ میں پلنگ ہو کر
	ہوئے جو کیزنگ آنکھوں میں سیانہیں جہان میں رعونت ہلا
ہو کر	کہ پایا گل نے بے نام رعنا تو اس جہن میں و درنگ ہو کر
	حلاوت و خرم پساری جہا میں ہے ذوق رنج و خواری فرے سے گذری اگر گذری کسی نے بے نام و رنگ ہو کر
<p>یاد آ یا بھلو مجنون سید محبوب و کھیکر سر نہ آنود تری چشم پر انسون و کھیکر اؤ کی اک دل سے شے سوتے گردون و کھیکر چھپ گیا سر رنجہ ترے زلف شنگون و کھیکر چھپ گیا خم میں مری صورت فلاتون و کھیکر لوک نہ گمان پر مرے اشک جگر کون و کھیکر اترے ہے آنکھوں میں زخموں کی مرے خون و کھیکر ہم جو نالان میں کسی کا قہر موزون و کھیکر</p>	<p>خوب روئے آج ہم سناں ہاں و کھیکر ہو گئے اک آن میں جاوے باہل کے صوفی و کھیکر غریوین مستانی پہ اس موش کو رات سچ کہا ہے آئے کالے کے نہیں جلتا چراغ ہل بے میرے ساغر سرتار و جشت کا نشہ آنکھیں آنکھوں لگانے انکھیں نہیں فند قین قتل کو کسکے چڑھائی تیغ تو نے سان پہ جو ہے نالایا وہ اک مصرعہ جربستہ ہے</p>
	لے گیا دل کوں میرا ذوق کس کا نام لون
	سامنے آجائے تو شاید بتا دوں و کھیکر
<p>محب مرزا ہے جو مرے کسی کے سر چڑھکر یہ خانہ جنگ ہے زنی ہے ریت کھر چڑھکر گئے جہا میں دریا بہت اتر چڑھکر اک ہوئی سان پہ ہے تیغ تیز تر چڑھکر بھرا باہر کے گھوڑے پہ وہ ادھر چڑھکر</p>	<p>کہا پلنگ نے یہ وار تیغ پر چڑھکر مرے خیال پہ وہ چشم فتنہ گر چڑھکر دکھانہ جوش و خروش اپنا زور پر چڑھکر ستگروں کی کشاکش میں آبرو ہو سوا اُسی خیر ہو مانند شعلہ آتش</p>

<p>بیشے میں گھر بار ب ہم خانہ ویران چھوڑ کر روے جانان ہی کو دیکھوں تین فریق چھوڑ کر</p>	<p>گھر سے بھی واقف نہیں اُن کے کہ جس کے واسطے جھل میں گر ہوئے مجھ کو رویت ماہ حبیب</p>
<p>اندھنوں گرچہ دکن میں ہے بڑی قدر سخن کون جاسے ذوق پر دلی کی گلیاں چھوڑ کر</p>	
<p>برودانہ ہوں چراغ سے دور اور شکستہ پر عقلماء سے سرخ سے دور اور شکستہ پر مرغانِ کوہِ دراز سے دور اور شکستہ پر ختم سے الگ ایلغ سے دور اور شکستہ پر اُس شوخ خوش دماغ سے دور اور شکستہ پر برے نشانِ داغ سے دور اور شکستہ پر</p>	<p>بلبل ہواں صحنِ باغ سے دور اور شکستہ پر کیا ڈھونڈ سے دشتِ گرم شادی میں مجھے کہیں اُس مرغِ ناتوان پہ ہے حسرت جو رہ گیا ساتی بظا شرب ہے تجھ بن پڑی ہوئی خود اڑ کے پہونچے نامہ جو ہو مرغِ نامہ بر کرتا ہے دل کا قصد کمان دار تیرا تیسر</p>
<p>اے ذوق میرے طائرِ دل کو کمانِ فراغ کو سون ہے وہ فراغ سے دور اور شکستہ پر</p>	
<p>ایسا ہے یہ کہ بھیج دے آنکھیں نکال کر اے آہ رکھ دے تیرا نامہ نکال کر میں اور دمِ خیراؤ نگاہ تو خیال کر دکھو دے شاخِ خشک بن کو بل نکال کر آخر کو روحِ تن سے گئی انتہا نکال کر آئینہ بابرِ قصہ یہ تو انفصال کر حقاکِ دل شکستہ نہ صوفیہ کلال کر دل کیا کنا ہے ہو گیا سب کو سبغِ نکال کر ہر داغ پر تصویرِ چشمِ نکال کر</p>	<p>بادامِ دو جو بھیجے ہیں ٹوے سین ڈال کر دلِ سینہ میں کمان ہے نہ تو دیکھ بھال کر ہوں سرد ہو چکا نہ دوبارہ حلال کر عاشق کے خون سے اپنا پر تیر لال کر تیرے مریض نے کئی عقلِ مکان کیے شہرِ گہرا اپنی زندگی و موت میں ہے لاگ اُترے گا ایک جام بھی پورا نہ چاک سے لیکر تبون نے حانِ حبیبان پہ ڈالا ہاتھ سینہ ہمارا وادیِ دشت سے اجنبون</p>

جس نے یہ لذت اٹھائی مخم تیغ عشق کی
 صید دل کو کیونکہ چھوڑے جبکہ دکھائے تو
 سر دھری سے کسی کی آگ سے دل سرد ہے
 دیکھئے کیا ہو کر ہے ارجان کے نیچے پڑی
 اسے دل کے تیر کے ہمراہ سینے سے نخل
 کیون نہ رم کر جائیں اہو ایسے وحشی سے تیر
 سری پان دیکھ لے زاہد جو دندان برتر
 پیش حنیہ لیکے لکھا گرد باد و دود آد
 اگر خدا دیوے قناعت ماہ یک سنبھتہ کیطرح
 ساغر دل بچیا آ یا ہون کھوت ہاتھ

کلب وہ مردمان کو ڈھونڈھے ہے نکلا اچھڑ کر
 پھلیاں دست خالی میں میرجاں چھوڑ کر
 پائے ہٹ جا دھوپاے ابر بہاران چھوڑ کر
 دلو اے کافر تری زلف بریشان چھوڑ کر
 در نہ پھر کتاب لیکتا تو ساتھ نادان چھوڑ کر
 شیر بھائیں جبکہ مالوں سے نیتان چھوڑ کر
 اٹھ کھڑا ہوا تھ سے تسبیح مرجان چھوڑ کر
 ہے جو سہ گرم سفر میں کو میرجاں چھوڑ کر
 دوڑے ساری کو کبھی آدھنی انسان چھوڑ کر
 چوکتا ہے کیون چھین ست گردان چھوڑ کر

پڑھ غزل اسے ذوق کوئی گرم سی تو اب بجا
 جانب مضمون طرز گفتہ جاناں چھوڑ کر

جب جلا وہ جھکوسل خونین غلط چھوڑ کر
 میں وہ مجنوں ہوں جو نکلون کنج زندان چھوڑ کر
 پیوے میری لہو پانی جو لب اس شونکے
 میں وہ ہوں گناہ جبے فزین نام آیا مرا
 سایہ سرد چمن تجھ بن ڈراتا ہے مجھے
 ہو گیا طفلی ہی سے دلین تر از تیر عشق
 اہل جوہر کو وطن میں رہنے دیتا اگر فلک
 شوق ہے اسکو بھی طرز نا کہ عشاق سے
 دل تو گنتے ہی لگے کا حوریاں چین سے

کیا ہی بچتا تھا میں قاتل کا دامن چھوڑ کر
 سبب جنت تک کھاؤں سنگ طفلان چھوڑ کر
 کھینچے تو شش کلف سے خون شیدان چھوڑ کر
 رہ گیا بس منشی قدرت جگہ دان چھوڑ کر
 سانپ سا پانی میں اسے سرو خرامان چھوڑ کر
 بھاگے ہیں مکتب سے ہم اوراق میرزاں چھوڑ کر
 اعل کیون اس رنگ سے آنا بدخشان چھوڑ کر
 دسبدم چھوڑے ہے سندھ سے دود قلیان چھوڑ کر
 مانع ہستی سے جلا ہوں ہائے پر یان چھوڑ کر

	یہ خال پیشانی کیوں تھا رازِ فرق نیچا سے فرداں پر
کے ہے داغِ جنوں کو جلیوں جو تپے سر پر پشتِ دہا ہوں	
	چراغِ دشتِ سراے مجنون کرو نہیں روشن چراغِ اعداں پر
ابنا گبولے کو بیج آسا قریبِ ناقہ کے قیس پہنچا	
	پر اترے محل سے کیونکہ لیلیٰ کہ پردہ کھلتا ہے سا پران پر
	کمان رہی مجھ میں جاں ہے باقی کہہ دھواں ہو کے لب پہ آتی جو ذوقِ آسنو کی بوند ٹپکی ہمارے داغِ دل طباں پر
جب زہ بوچھے کہ غش کون کی جتوں پر جو ترے دوست پہ تجھے سن بندرتی ظام تیرے دندانِ مسی بک کی دیکھی جو بہار بڑ گئی اُس سی گلشن میں گلِ سوسن پر	بن کمون میں تو کہے میں کے چھری گردن پر وہ صیبت نہ ہو دنیا میں کسی دشمن پر بڑ گئی اُس سی گلشن میں گلِ سوسن پر
آ نکھوں سے دیکھ اور زبانِ بیان کر اتو لفتہ جان ہوا ہو پیمان سے دھواں کر	اے دل ہ سر غمزدہ پہناں عیاں نہ کر آہوں میں دو دل جو نکالوں تو دکھ لے
کیوں آرسے مرغِ نامہ برت جگمگائے دباں پر لکھتے ہیں قل ہوا لہ ہم ایک چنے کی دال پر میں گئے جن طائرانِ کو میں ترے تیر دن کے پہا کیا غضب اُن خدا جانے جو ہون پر لڑکے پر	نامہ شوق کو مرے باز سے تو جواب دہ پر مصعبِ روے یار میں دیکھا ہے عجب جان پر ہیں ہمارے سر پہ انسرانِ ہوا گیروں کے پر اُن کو پہ پر عرشِ عظم پر اڑاتے ہیں مرید
	متفرقات
تیر باز گشتی ہو ہاتھ میں دستِ پھر کر	شرحِ بختِ برگشتہ گر گردن رقم پھر کر
میں بھی حاضر ہوں کما غیبتے یوں منہ پھوڑ کر	رکھ لیا اُس نے جن میں گل جو سر پر توڑ کر

اچھ کے شہہ شہرین کب کمال کر	گر چاہتا ہے مثل رجا روادہ فروغ
ملک فنا ہے جاتین فدا دل سنبھال کر	پوچھو جے ہن کو نئے کعبہ کو اہل مدد
رکھ دینگے ہم بھی پاؤں پانگھین نکال کر	نصویر ان کی حضرت دل کھینچ لائے مگر
بسمل ذرات رب کے نک تو حلال کر	قاتل ہے کس مزے سے نک پاش زخم دل

دل کو رفیق حسن میں اپنا سمجھ نہ ذوق	
ٹل جائے گا یہ اپنی بلا تجھ پہ ٹال کر	
مزا کھایا ہے کو کہن کو جو عشق آیا ہے استخوان پر	
کہ لایا تو جوے شیر لیکن جھپٹی کا دودھ اگیلا زبان پر	
خدا نگ دنیا کھایا لیکن نہ لایا شکوہ کہی زبان پر	
کہ بوسہ اس چشم سر مہا کا ہے مگر گویا مری زبان پر	
لٹکا کے باتوں میں ان کو لائین جو حرف طلب کا کچھ زبان پر	
لڑا ایسی کمدین ٹھکانا جس کا لگے زمین پر نہ آسمان پر	
تپ محبت میں سخت جالی کا یہ اثر ہے دل طپسان پر	
کہ نہ کمال سوبان پڑ گئے ہن ہزاروں کانٹے مری زبان پر	
اکٹھاے سوز خم ہر خطا ہن یہ خون کے دعوے کوئی غلط ہن	
کہ مثل قضا گیر خطا بہ خط ہن ہوز باقی ہرا استخوان پر	
حلتش ہی خار غار عم کار ہا تو مرقد پہ میرے سنبہ	
یعین ہے مانند برگ جزا آگے کا نشتر لے زبان پر	
کہ لایا سوبار دل کو رو کر صریف مت ترک چشم کو کر	
سو آفسرش ٹکڑ ٹکڑے ہو کر بیاہڑ گاں کی بنان پر	
وہ چشم برو تھارے زیباکہ قانع ہیں جن سے ادلے	

شب جان زار رک گئی لب پر ہن کے پاس یہ جو ہے حزنِ روان نہیں دیکھو ہے روٹا اس آرزو میں جان بون دینا کرے کے جام انگشتِ شمع کیوں نہ اٹھے ہر فاختہ ہن تو اُسی جھبک پہ فدا ہوں کہ کان کو چمکے گی تاہ چشمِ بہاری لحدِ ہن آگ ہن نے کہا کہ بوسہ تھیں دوا دے میں سہن کر کہا کہ جاتا ہے پیسا کوئین یہ آب	بھراٹھ کے رہ گیا یہ مسافر وطن کے پاس نیشہ سرا پنا رکھ کے سر کو کہن کے پاس پہنچون کبھی لبِ بتِ پیمان شکن کے پاس یہ ڈھیر ہے تنگ کا پائے لگن کے پاس شب کیا ہٹا لیا مرے لاکر دہن کے پاس چاک جگر میں دیکھنا چاکِ کہن کے پاس لا سکتا اپنا منہ ہنیں جاہِ ذوق کے پاس یا جاتا ہے کو ان کسی تشنہ دہن کے پاس
---	--

اے ذوقِ سدا سے جانے پیکِ خیال کے
کیا لے گیا اڑا کے بتِ سیمتِ کے پاس

متفرقات

مجھ میں کیا باقی ہے جو دیکھے ہے تو آج کے پاس بد گمان و ہم کی دار و نہیں نعمان کے پاس	چمن سے بعد ہین جیسے سینِ قافِ قفس قفس میں بند ہیں ہم جیسے قافِ قفس
لب شیرین کو ترے جانے رسِ چشمِ گس بو الہوس جیفہ دنیا سے بھرا دل نہ ترا	بٹھی نظروں میں ہے جائے جس چشمِ گس تو گس اور تری چشم ہو جس چشمِ گس

رولیف صا د معلہ

سب مذاہب میں یہی ہے بنینِ سلامِ خلیص کہ جہان عام ہے ہوتا ہے وہاں عام میں خلیص
--

بعد مردن آچکے رونے کو سن کر گور دور	جیتے جی کہتے ہو چل صورت تری مرگور دل
لول شور یہ سر نے خاک اڑا کر	بیابان رکھ لیا سبز پر اٹھا کر
خفا تو ہونہ وقت فرج میرے تملانے پر	اکھون کیا لوٹا ہون میں ترے بازو بگ پر

رہیف سین مہملہ

کو نہا ہوم ہے تیرے عاشق بدیم پاس	نغم ہے اسکے پاس ہوم اور وہ ہے دم پاس
ہلو کیا سانی جو تھا جام جان میں جم کے پاس	تیرا جام بادہ ہوا اور تو ہواں پر غم کے پاس
مظکمان آغلا ہے پشت لب دلدار پر	ہیں جناب خضر آئے عیسیٰ مریم کے پاس
مردم کے پاس ہے یہ اشک خونین کا ہجوم	یاد دھرے یا قوت ہیں یہ دائۂ نیلم کے پاس
روح اُس آتش بجان کی بعد مدح تنگ	آئیگی اڑ کر چسراغ خانہ ماتم کے پاس
کس کی قسمت ہے کہ زخم تیغ قاتل ہو نصیب	جان سے جاوین جاوینکے مگر مریم کے پاس
کیا نرے لے لے کے گل کھائیں اگر آجائے ہاتھ	یہ جو چھلا آپ کی انگلی میں سے خاتم کے پاس
زلف سے بے وجہ سبز ہم پہلو نہیں	ہے لکھتا عشق بجان سنبل پر غم کے پاس
واہ صنیاد اہل اور واہ صنیادی کا چچ	کچھکے ہے اسفند یار یا کمان ستم کے پاس
دیکھو فیاض ازل نے کیا دیا اکھون کو نفیض	کاسہ درگفت ہو کے ہم آئے ہیں انکلی غم کے پاس
ہے جو قسمت میں تو دریا بھی کبھی ہو جائے گا	آگاہ ہے اپنا طور بھی کناریم کے پاس

کر کے بھر دقا فیہ تبدیل کھ اور اک غزل

بیٹھ کوئی دم تو اسے فوق اداس غم کے پاس

آہ وقد خمیدہ ہے اُس خستہ تن کے پاس

تیر دکان ہے گربت ناوک فلک کے پاس

	ر دیف قاف	
بھر کر ادھر ادھر ہمارا گیا قسقا	افقا قلق کی طرح سے وہی رہا قسقا	
	ر دیف کاف تازی	
جو کھسکر اُن کا جڑا بال آئین سر سے بانوں تک		
ہم اُنکی چال سے پہچان لیں گے اُن کو برق میں	پلائیں آکے لین سو سو بلائیں سر سے بانوں تک	
یہ جتنے سر وہیں سب اسکے قدر پر زہر کھاتے ہیں	ہزارا ہے کو وہ ہم سے جھبا ئیں سر سے بانوں تک	
مرا دل ایک دوں اُس خوش ادا کی کس ادا کو میں	بچیں میں سبز کو نگر ہو جا لیں سر سے بانوں تک	
سرا با شوق جا لیں سر کے بل ہم جتنے جگہ میں	اگر میں دان تو ادائیں ہی ادا ئیں سر سے بانوں تک	
نہو بے پردہ تو بھی در گھڑی ہو گے وہ شوجی سے	مثال سمع وہ ہم کو جا لیں سر سے بانوں تک	
بنایا اس لیے اس خاک کے پتلے کو حق انسان	پھنسن جلون میں در پردہ دکھائیں سر سے بانوں تک	
سرا یا پاک بین دھوئے جھون نے ہاتھ دینا سے	اگر اس کو در دکا بیلا بنائیں سر سے بانوں تک	
مرا قلب ہے ذوق افزا جتنے زخم ہوں افزا	نہیں حاجت کہ وہ پانی بہائیں سر سے بانوں تک	
	نہ کیوں ہم زخم تیج عشق کھائیں سر سے بانوں تک	

<p>دیکھ ملکہ رخ ساقی ہے اسی جام میں خاص ہے یہ خاصیت اسی کے لبِ شلم میں خاص خدیجی اسکے بن بوز مرہ ملام میں خاص کہ دیا تو نے لگا اس کو اسی کام میں خاص یہ مرض کرنا ہے شدت انہیں المام میں خاص</p>	<p>سازِ دل کی تو واقف نہیں کیفیت سے خضرِ باتین ہیں کہ ہے چشمہ جوان جان بخش شیخِ بے سائب کے بن نذر ایک دو خاصان کامِ دنیات ہے عاشق کا ترے ناکامی عشق کا جوش ہے جھٹک کہ جوانی کے ہیں دن</p>
---	---

<p>ذوقِ اسما دالسی ہیں بسا سہمِ اعظم اسکے ہر نام میں عظمت ہے نہ اک نام میں خاص</p>	
--	--

<p>روایف ضاد معجمہ</p>	
------------------------	--

<p>بلا تہ ملتی تھی مرے حال پر کیا ہی مقرر ہیں ناخن شیر ہے خنجر دم مسابھی مقرر ہیں ہے عجب طرک علی اکبر تیرے نگاہی مقرر ہیں انکے منہ میں یہ زبان ہے کہ الٹی مقرر ہیں دیگی اس ظلم کی محشر میں گواہی مقرر ہیں قطع میں کسوت درویشی و شاہی مقرر ہیں</p>	<p>پر کتنے کو جو صیاد نے جا ہی مقرر ہیں بحر و بریں نہیں کس کو ہوس قطع و برید گل کرتی ہیں ہزاروں تری اکھیں کاغذ کب زبان چلتی ہے اس بزم میں بدگوئی کی مخضر خون جو اسارا کتر کر چھپینکا پاس کیا قطع تعلق میں کہ کیا ان سمجھے</p>
---	---

<p>رشتہ عمر کیا قطع ہے اسے ذوق کھوسکی شمع کے دلی نہ سیاہی مقرر ہیں</p>	
--	--

<p>روایف عین مہملہ حسن مطلع</p>	
---------------------------------	--

<p>ذوق کیونکر ہوا پنا دیوانِ جمع</p>	<p>کہ نہیں خاطر پریشانِ جمع</p>
--------------------------------------	---------------------------------

بہارِ دین دشمن جان سے ہے ایک دستِ نیر منوینِ خلد میں حورین تو ہوتا خلد میں کون یہ جسم زار ہے یا میرے پیر میں دل	جو پوچھو کون ہے سو میں کمون ہزار میں دل لگے بے صحبت خوابان گھوڑا میں دل گر وہ بت تار میں یا میرے ہجر زار میں دل
---	---

اٹھا تو لائے مجھے میرے ہمیشہ میں اے ذوق

رہ گیا میرے عوض میرا کوٹے یا میں دل

ازل سے یوں دل عاشق ہے نور کی قندیل سمجھو وہ دود بنا گوش نور کی قندیل ہمارے کعبہ دل میں ہمیشہ روشن ہے جہان ہے خانہ عشرت جی ہی ہوا سکا فروغ مے ہے جو نقر مخفف سدا بے نور بڑے جو عکس ترا جام میں تو ہو روشن حیاں ہے یوں مے روز سیاہ میں خوشیہ سواے دنگے ہونا رنج باغِ خلد سے بھی اُسے جو آہ کے ہجرہ نخل کے پارہ دل وہ تیرہن یہ مے نالا قیامت زار نسیم کی ہے کہ روضہ میں تفتہ جانوں کے	کہ بیسے عرشِ خداے غفور کی قندیل نخل ہے اختر صبحِ نشور کی قندیل کسی کے تابِ کمالِ ظہر کی قندیل کہ لنگے اُس میں سر پر ہر غرور کی قندیل سیاہ مخبوت کے بالین گور کی قندیل حباب بادہ نخلی سے طور کی قندیل کہ جیسے شب کو نظر آئے دور کی قندیل کبھی پسند نہ اس رشکِ حور کی قندیل ہوئے ہوا میں وہ صورتِ طیور کی قندیل کہ انکے رکھنے کو لازم ہے صورت کی قندیل نہ گل ہو باد سے آوازِ صورت کی قندیل
--	--

سمجھتا قدر ہے ناقص کیسے نخل کی ذوق

یہ روشن آپ نے کیوں پیش گور کی قندیل

دیوانہ ہوں تیرا مجھے کیا کام کہ لون گل ہوں زیرِ قدمِ خار بہ سرداغِ جنون گل سو کھڑے ہیں اڑی کے رنگ گلِ صدرب	زبا بایش سر کو بے مے داغِ جنون گل چاہے ہے جنون بوؤں سدا خارِ جنون گل کیا دشتِ لوز دی میں کرتا ہے جنون گل
--	--

صفحہ دہر پہ یکدل نہ ہوا ایک سے ایک	مطلع	دل کے دو حرف ہیں سودہ بھی ہے ایک سے ایک
پہر تھائے خیر سے ہم جا کے اس غمزدگ		پہر اُجھٹنا ہی رہا اپنا کلیجہ دور تک
ردیف کاف فارسی		
بینی و عارض دہر سے ہن شاخ و گل و برگ		یون عیان اُس حینِ رو سے ہے شاخ و گل و برگ لکھے گویا قلمِ موسے ہن شاخ و گل و برگ
ردیف لام		
پھنسنے نہ حلقہ گیسوے تابدار میں دل نفل میں جیسے مراد نفل کا دشمن ہے نکل نہ جائے دم اضطراب سینے سے ہمیشہ روزن سینہ سے کیوں ہے چشمِ براہ سزا سنگار بھی ہے وہ بلا کہ جاے گہر خدا بچاے مجھے اس نفل کے دشمن سے بغیر مارے پھوڑے گی دلو کا قر زلف اگر نہ جبر کروں اختیار اے نا صبح اڑیگا مثل شہرِ رُکڑے ہو کے سنگِ مزار بزرگ غنی، پیکان و غنچہ تصویر خفاک کے رنگ سے ظاہر ہیں نامی آثار بزرگ بھینہ نور و ز توڑے دل اُسے		بلا سے گر ہو نواہِ دہان مار میں دل نہ ایسا ہو کسی دشمن کا بھی کنار میں دل بزرگ شعلہ کہیں آہ شعلہ با میں دل اگر نہیں کسی موش کے انتظار میں دل پر دے زلفِ مسلسل کے تار تار میں دل کہ میرا دشمن جان ہے مری کنار میں دل کہو یہ دل سے کہ جائے نہ مار مار میں دل تو کیا کروں کہ نہیں میرے اختیار میں دل رہا اگر یوں گرم پیش مزار میں دل نہ دیکھا اپنا شگفتہ کسی بہار میں دل خوش اپنا کیونکہ ہوس نیکیوں جھار میں دل ہزار دن ایک ہمارا ہے کس قطار میں دل

<p>سینے کا چاک بننے کی فرصت نہیں کہ میں بیم کدورت دل مستیاد گر نہ ہو دکھلائیں روزِ حشر کو میں السطور سے</p>	<p>مصرف زخمِ دلی مٹس رانیوں میں ہم کیا کیا اڑائیں خاک پر افشایوں میں ہم ایسے سیاہ ناسہ کو طولا بنوں میں ہم</p>
<p>جاسکتے ضعفِ نہیں کو بے میں اُسکے ذوق بہ جائیں کاش گریہ کی طغیانوں میں ہم</p>	
<p>شمعِ نازان نہواک رات بہا آنسو گرم اسے جنوں ہے خبرِ موسمِ گل ہر سو گرم آتشِ رشک سے اس کا گلِ شکیں کے صبا آجے سینہ دریا میں ہوے جل کے صبا اے صبا نکست گل لیکے چمن کو بھر جا آتشِ حسن کا تپلا ہے تو اے رشک بے پی تو سن ناز تر ہر قدم اے رشکِ غزل فاختہ سوزِ محبت سے ہوئی جل کے خاک شعلِ فردِ مجنون کون ہو مجنون کیلئے سرد مہری کا تری ہو جو خنک دل کشتہ تابشِ نارِ جہنم سے سوا اُس کو لگے سرد مہری سے رکھا ایسی خنک دل تو نے اپنے کشتہ کی کراست کو دزا دیکھ اگر</p>	<p>برہوں یان آنکھ سے ٹپکا ہے مرے لوگو گرم دم تو نے لینے دے مجھ کو نہ کرانا تو گرم جل گیا ناف میں اس رجبہ ہوا لو ہو گرم دیدہ ترنے بہاے غضبِ آنسو گرم کیا کر دن سر کو مرے کرتی ہے یہ خوشبو گرم ناب رخ تیری بھبو کا بے بلا ہے تو گرم کیون نہ تو تیر کہ رکھتا ہے مزاجِ آہو گرم کھینچے ہے دل سے پارتی بک نفس کو کو گرم گر نہ ہو گرمیِ وحشت سے دل آہو گرم ہوے کلکشت بک گیا اسکا دال کاہو گرم بہرہ بادِ سحر ہوے گلِ شبنم گرم گر مجبوشی سے کیا تو نے بت دلجو گرم ایک پہلو سے اگر سرِ ذواک پہلو گرم</p>
<p>ذوقِ دلمیں یہ تپِ عشقِ کلامِ ایسا خنک عاشقانہ سی غزل اور کوئی بڑے تو گرم</p>	
<p>بل بے اے آتشِ غمِ دلو کو کہ یہ تو گرم</p>	<p>کر زمینِ پشتِ سبک تک ہو تہ پہلو گرم</p>

میں کشتہ ہوں محل لبِ بانِ حمزہ کا کس کے	نکلے ہے مری خاک سے آغشتہ بخون گل
اُس گل میں نہ پایا اثرِ بوسے محبت	سوار سو نگھائے اُسے بڑھ پڑھ کے فسون گل
ہے روشنی خانہ دلِ سوزِ محبت	کافر تو بتا شمعِ حرم کیونکہ کروں گل
پیکان تو دلہ وز ہے سو فار ہے باہر	اُس تیر سے ہے دلین درونِ غنچہ برون گل

اے ذوقِ محبت میں کسی غنچہ دہن کی
نکلے سنہ سے بھی ہن مرے ہاتھون پہ فزون گل

رولیف میم

باز بندِ خونِ دھان ہیں پریشانیوں میں ہم	یارِ ہم میں کسی زلف کے زندانیوں میں ہم
ہوتی نہ یادِ زلف تو خطِ شکستہ میں	لکھتے الف خطوں کی نہ پیشانیوں میں ہم
زنجیر میں جی نالہ زنجیر کی طرح	جوشِ جنون میں رہتے ہیں جولانیوں میں ہم
پائی نہ تیغِ عشق سے تپنے کبھی پناہ	قربِ حرم میں بھی ہیں تو قربانیوں میں ہم
دورِ رخ بھی جائے لغزہ ہل سن فرید بھول	الامینِ جو آہ کو شہرِ افشانیوں میں ہم
پاکو بیوں کو خردہ ہو زندان کو نوید	پھر ہیں جنون کے سلسلہ جنبانیوں میں ہم
تم بھی مہین جگر یہ رہے اسقدر رہے	سرگرم سوزِ عشق کی مہمانیوں میں ہم
مطلب سے اپنے کون ہے آگاہ جز خدا	ہوئے خاطرِ نوشتہ ہیں پیشانیوں میں ہم
ہیں آنکھ میں صورتِ تصویرِ آئینہ	آنکھ رو کے سامنے حیرانیوں میں ہم
ہو وہ عجزِ زورِ دہ بوسے سے بھی خدا	رکھ دین تری شبیہ جو کنعانیوں میں ہم
کیا جانیں ہم زمانہ کو حادث ہے یا قدیم	کچھ ہو بلا سے اپنی کہ میں فانیوں میں ہم
کیون جی کے بھر میں ہوئے شرمندہ یا رستہ	اب مر رہے ہیں اُسکی پشیمانیوں میں ہم
پوشیدہ ان گنا ہوئے سرخوش ہیں اُتلے	شراب الیہود کو تے ہیں نصرائیوں میں ہم

<p>دور ہم کی شکل صورت و در ہم سے کم نہیں جو خم تہی ہے قالب آدم سے کم نہیں لیکن رقبہ جو تو جسم سے کم نہیں تیزاب ہیرے حق میں یہ مرہم سے کم نہیں مکھوہ تو جلوہ گل و شبنم سے کم نہیں</p>	<p>ہوتی ہے صبح زر سے پریشانی آخر شش ساقی لے ہزار فلاطون بن خاک میں اُس جو روش کا گھر مجھے جنت سے ہے سوا شواہد سرشک سے دھوتا ہے زخم دل بلاتھون سے تیرے پارہ الماس زخم دل</p>
--	---

اے ذوق کس کو چشم حقارت سے دیکھئے
سب ہم سے ہیں زیادہ کوئی ہم سے کم نہیں

<p>ابھی چھاتی مری تیرون سے تھنی خوب نہیں کوئی دنیا میں تفتیق مہسنی خوب نہیں دیکھ اے غنچہ بیان خندہ زلی خوب نہیں اک مگر ناز سے یہ کم سخی خوب نہیں سر پہ ہمارے یہ سینہ زلی خوب نہیں محتب دیکھ نہ کردل شکنی خوب نہیں کوئی کھا جائے جو ہیرے کے کئی خوب نہیں تھی جو گہری ہوئی قسمت تو ہی خوب نہیں دیکھ گل دعویٰ نازک بدنی خوب نہیں جب تلک جلنے کا یہ سوختی خوب نہیں</p>	<p>ہاں تامل دم ناوک فکری خوب نہیں تشہ دشت محبت کے لیے اس لب سے گل پریشان ہوئے نہیں کہچہ میں آخر خوبیان یوں تو ہیں اس عالم مقصود میں چشم کستی ہے تری جنبش مژگانے کو دیکھ یہ نہیں شیشہ ہے کسی بخوار کا دل تاب دندان نہ دکھا بنوم میں تو نہیں ہنکر بات تو ہم نے بنائی تھی وہاں خوب مگر خلش خار کا کھمکا ہے بغل میں موجود اُٹھے ہی جائیگا اس دلے دھوان آہ کھٹا</p>
--	--

کوئی آتش نفس اے ذوق چمن سے گدزا
آج جو سرد نسیم چمنی خوب نہیں

<p>اپنا ہے یہ طریق کہ باہر حد سے ہیں تیر نگاہ یار کے جو دور زد سے ہیں</p>	<p>ہفتاد و دو فریق حد کے عدد سے ہیں مردار ہیں وہ طائر سدرہ ہی کیون نہیں</p>
---	---

<p>لطف بوسہ نہ رہا ہم پہ ہوا جب تو گرم تن رہا یوں ہی تب غم سے اگر گرم مرا نیشتر جل کے وہیں کشتہ فلا دہو ا کٹ سکا صید محبت کا نہ قاتل سے گلا آتش دل سے پس از مرگ بزرگ شعلہ مردوش بل بے ترے حسن جہاں تاب کیا کہوں نامہ جاسوز کی اپنے تاثیر سر مجروح کو ٹھکرایک گیا وہ اورین دست خورشید کی عرش سے سپر کا جھوٹ بول عاشق کے جلانے کا ہے سارا سامان کو نہ سا سوختہ جان صبح سے ہے گرم قہان</p>	<p>شربت قند دبا کر کے پر آتش خو گرم سج آہن کی طرح ہونگے بدن پر مو گرم نکلا یہ آتش سودا سے مرا لو ہو گرم اُس نے پتھر پہ یہ رگڑا کہ ہوا جا تو گرم خاک عاشق سے نکلتا ہے گل خود گرم روح سے گرم آئنے ہوا آئنے سے زانو گرم جل گیا بس یہ کہو تر کا ہوا باز و گرم جو نکا اُس وقت کہ جب پھہ بہا لو ہو گرم لھینچ کر تیغ کو جب ہو وہ ہلال ابر و گرم یعنی شعلہ ہے تیری رنگ بھوکا و گرم کہ ہوا آتی ہے کوچہ سے ترے گل و گرم</p>
---	---

ہم تو سننے تھے سدا کل خنواض باہر
ذوق ہوتا ہے وہ کیوں ہو کے ترش ابر و گرم

ر د ی ف نون

<p>بے یار و زعید شب غم سے کم نہیں ہویتا ہے دور چرخ کے فرصت نشاط اُس زلفِ فتنہ زا کے لیے اے سچ دم زیبا ہے روت زرد پہ کیا اشک لاگون سرعت ہے نبھ کی رگ سنگ مزارین وحشی کو تیری چشم کے مژگان ہر غزال</p>	<p>جام شراب دیدہ پر غم سے کم نہیں ہو جسکے پاس جام وہ اب جم سے کم نہیں کچھ دست شانہ خجستہ مریم سے کم نہیں اپنی خزان بہار کے موسم سے کم نہیں دل کی پیش کچا ب بھی تب غم سے کم نہیں صحرا میں تیز ناخن نسیم سے کم نہیں</p>
--	---

فقط قمری نہ داعی غلام ہے اُنکا وہ مول ایسے ہزاروں غلام لیتے ہیں

ہمارے ہاتھ سے اسے ذوقِ وقت مینوشی

ہزار ناز سے وہ ایک جام لیتے ہیں

دودِ دل سے ہے یہ تاریکی مرے غنائے میں

میں ہوں وہ خشتِ کسِ درت اس دیرانے میں

مستیِ دانا شنائیِ وحشت و بگا نگی

میں وہ کہیں ہوں کہ پانی ہو وہ بجا شراب

عشق کو اسے حسن اگر نشو و نما منظور ہو

پتھر و نین ٹھوکرین کھاتی ہے ناحق سیلاب

عشق کی نشو و نما منظور کب ہے وزیر سبز

برقِ خرمین سوز دانا کی ہے نافھی تری

کس نزاکت سے ہے دیکھو انجادِ حسن و کون

ایک پتھر چپے کو شیخِ جی کہے گئے

ذوقِ ہر بت قابلِ بوسہ ہے اس تجانے میں

گئیں یاروئے وہ اگلی ملاقات تو کئی برسین

کبھی ملنا کبھی رہنا الگ مانندِ مژگان کے

توقع کیا ہو جینے کی ترے بیمارِ حیران کی

و کھائے چہرہ دستی آہِ بالادست گرا بی

جو ہے گوشہ نشین تیرے خیالِ بیتِ بربورین

کرے لبِ شاعرِ شکایتِ گمان یہ دم

ہو اسے کوچہ جانا بے اڑے اسکو تعجب کیا

پڑا جسدِ دل بسین ترے اور دہم بسین

تماشہ کجِ رخسارِ نگاہے کچھا خلاصِ اسپین

و جنبشِ بغضِ میں جبکے نہ گرمیِ جکے طس میں

تو مارے ہاتھ داماں تے بیاچھے اطلس میں

و ہی بیتِ العنعم میں بھی تو ہے بیتِ القدر میں

ترے محزونِ بیدم میں ترے مفتونِ سکین

تنِ لاغر میں ہے جانِ اسطرحِ جو صطرحِ خس میں

<p>خورشید وار دیکھتے ہیں بگو ایک آنکھ وہ مست ہوں کہ رکھے قدح کس تینا جان داگان عشق سے پوچھو رہ فنا چشمِ ثمر ہے سرو سے اُنکو جو بوقوف و شام دو کہ بوسہ خوشی ہے آپ کی بر میں خنک دلونے ہو گر خرقہ نصیر وہ ایک دم کہ حسین سیتر ہو وصل باہ جتنے ہیں یاں منت روشن نشہ شراب ہر جذبہ ناتوان ہیں مگر رکھنے دل قوی جا ان لباسیوں کے نہ ظاہر لباس پر محفوظ ہیں جو رکھتے ہیں دُر عز و قدر پر</p>	<p>روشن ضمیر ملے ہر اک نیک مدد سے ہیں بنیاد سیکہ مری خشت کھد سے ہیں اس میں جناب خضر ابھی نابلد سے ہیں رکھتے امید دوستی اُس سرو قد سے ہیں رکھتے بغیر کام نہیں رو و کد سے ہیں سمجھو کہ کرتے برف کی کوشش ند سے ہیں بہتر بگھتے ہم اُسی عسیر راہ سے ہیں ہو جاتے ہیمزہ بین جو بڑھ جاتے حد سے ہیں ہم عشق کی ملک سے جنوں کی مدد سے ہیں عاری عباس ہوش قبائے خرد سے ہیں ابھی کا قفل قاعدہ اب وجد سے ہیں</p>
---	---

دل کے ورقِ پیشت ہیں صدمہ دلِ عشق
 ہم کرتے ذوقِ عشق کا دعوے سند سے ہیں

<p>ہم اپنے ہاتھوں کا مژگان سے کام لیتے ہیں تو اھلِ سودہ سب دام دام لیتے ہیں نصیب مجھے مرے انتقام لیتے ہیں تو بھروہ دام نہیں زیر دام لیتے ہیں غرور حسن سے کس کا سلام لیتے ہیں جب اُنے پوچھو اجل ہی کا نام لیتے ہیں قدم سب آنکے وقتِ خرام لیتے ہیں جو عشق میں دل مضطر کو تمام لیتے ہیں</p>	<p>بلا میں آنکھوں نے اُنکی دام لیتے ہیں ہم اُنکی زلف سے سودا جو دام لیتے ہیں شب وصال کے روز فراق ہیں کیا کیا تیرے اسیر جو صیاد کرتے ہیں قسریہ جھکائے ہے سر تسلیم مایہ نو پر وہ ترے قاتل بتاتے نہیں تجھے قتال ترے خرام کے پیرو میں جتنے ہیں فتنے ہم اُنکے زور کے قائل نہیں ہیں وہ نہ زور</p>
---	--

دل وہ کیا جس کو نہیں تیری تنائے وصال	
چشم وہ کیا جس کو تیری دید کی حسرت نہیں	
کہتے ہیں مر جاؤں گر چھٹ جاؤں غم کے ہاتھ سے	
پر ترے غم سے ہمیں مرنے کی بھی فرصت نہیں	
ایک حسرت تو برستی ہے کبھی برسی کے دن	
دور نہ رہتا اگر بھی اپنی سرتربت نہیں	
ہے نوشتے میں ترے بیمار کے صحت کماں	
جس کے نسخہ میں دوا کی لفظ کو صحت نہیں	
کھا کے زخم تیغ قاتل جو بجایا لائے نہ شکر	
کوئی بھی اس سے زیادہ کافر نفرت نہیں	
حاک ہو کر بھی فلک کے ہاتھ سے بلو قرار	
ایک ساعت مثل رنگِ شیشہ ساعت نہیں	
خانہ ہستی کا اپنے صحن ہے دشتِ عدم	
روزر کر لیجے چپل قدمی مگر رخصت نہیں	
میری دشتِ باتوں پھیلانے تو پھر دونوں جان	
ہوں اگر اک عرصہ مسیدان تو کچھ وسعت نہیں	
ایک دل اور اس پر اتنے بار غم اللہ سے من	
اور اس طاقت پر ایسا کوئی بھٹاقت نہیں	
ذوق اس صورت کہ میں ہوں ہزار صحتیں	
کوئی صورت اپنے صورت گر کی بے صورت نہیں	
وقت پیری شباب کی باتیں	ایسی ہیں جیسے خواب کی باتیں

مجھے ہو کس طرح قول و قسم کا اعتبار	ہزار دن دے چکے وہ قول اکھون کھا قسین
جو مضمون ذوق ایوان دو عالم میں ہو سوز و اوس خم میں اسیاں کے وہ بند کس میں	
ہے چشم میری مست فوج گیر باغ حسن ہو جانا دل ہے بیٹھ کے خود گلر خونیں گل تحریر سر ہے تری آنکھوں میں قہر حجاب بان دسی دوسرہ درخ ہونے لالہ زار تجالد لب پر گرمی بوسہ سے ہے کہان اسے رشک باغ طاق دو ابرو کا شیر ملکس	عارض پہ خطا ہے طوطی تصویر باغ حسن تاثر باغ خلد ہے تاثر باغ حسن اسے غیرت چین در در کجیر باغ حسن مشاطہ باغبان بہ ندیر باغ حسن ہے گلر خونچہ دل گمیر باغ حسن دریاے آئینہ میں ہے تعمیر باغ حسن
حیرت زان جو جا ہے تو اسے ذوق دیکھ لے اُس نازنین کا جلوہ تغیر باغ حسن	
س گلستان جہان میں کیا گل عشرت نہیں	
سیر کے قابل ہے یہ پر سیر کی فرصت نہیں	
علم جس کا عشق اور حبا عمل و حشرت نہیں	
وہ فلاطون ہے تو اپنے قابل صحبت نہیں	
خواہ بھرتا ہے فلک اور خواہ بھرتی ہے زمین	
پر ہمارے واسطے بان منزل راحت نہیں	
بسل تیغ محبت کا لب سر زخم دل	
ہوتا دابے شور وادبلا وادحسرت نہیں	
سمجھ میں گر بانی جوادے یار اپنے ہاتھ سے	
مرگ کی تلخی سے شیریں تر کوئی شربت نہیں	

تا نک خیالیان مری تو زمین ع و کا دل | امین وہ بلا مومن شیشے سے تھو لو تو زمین

پھر اس بند کو یاد کرے تو تو زمین و وق
نشر چھو کے مین سر نشتر کو تو زمین

عقلا کی طرح خلق سے عزت گزین ہوین
مین وہ نہیں کہ تم ہو کین اور کین مین
اس در پہ شوق سجدہ فرش زمین ہوین
سرکش کی محبت نہ دے نکلوا شے برج
تا راسا تہ ہون مین کنوین مین بنگ آب
ہون اس طرح جہا مین کر گویا مین ہوین
مین ہون تھا نہ سایہ نہ بان تم دین ہوین
مانند ماہی ستہ قدم ناک جین ہوین
کچھ مین رات کچھ شکن آستین ہوین
نام آسمان بہ میرا ہے زیر زمین ہوین

ہون طائر خیال نہ بہ مین زیر سے بال
پر از کے جا ہو نکتا کین سے کین ہوین

گذرتی عمر ہے یوں دور آسمانی مین
رکا و خوب نہیں طبع کی روانی مین
وفا شک اگر رہا وچ ہوا بنا
کہا نیان مین حکایات خضر و آب بقا
نہیں خضابے مطلب مین یہ موئے سفید
وہ سیدھے طہر کو سدا دوائے کچھ مین
بصر و نئے کو دیکھیں مین ابرو یار
ہمیشہ ہے مجھے سرمایہ فنا مین بقا
لکاتے تمت گر یہ مین ل جلو نکوترے
کہوں مین اپنی کسان تو وہ یہ کہتے مین
نکاحہ کسکی چڑھا دل کہ خوف سے دن رات
کہ جتے بابہ کئی کشتی سکانی مین
کہ بوفساد و آتی ہے بند بانی مین
نعلک بزم گل خیمہ فرو پای مین
بقا کا ذکر ہے کیا اس حمان خالی مین
سایہ پوش ہوے ماتم جو انی مین
پھر بھٹکتے ہوے کوے بگمانی مین
اگر وہ رہا ہے کہاں تیغ اصفا مین
سباب دایہ ہون مین آب زندگانی مین
یہ مین وہی جو کائناتے مین آبانی مین
بغیر جھوٹ نہیں اور کچھ کسان مین
گذرتی ہے مجھے دل کی سجا سبانی مین

دل خانہ خراب کی باتیں گر شراب و کتاب کی باتیں ہیں یہ چشم پر آب کی باتیں وہ شب ماہتاب کی باتیں تیری یہ اضطراب کی باتیں تکے نام صبح جناب کی باتیں جھوٹے دم و حجاب کی باتیں اس دُش سے عتاب کی باتیں کہ یہ ہیں بیچ و تاب کی باتیں	اُسے گھر لے چلا مجھے دیکھو دو حلقہ چھوڑ دو گھر سے خسل اُسے آیا جو آبرو پہ مری یا وہ ہے مہ جبین ام بھول گئے انہکے سدا کرنگی خوب ایدل سباہ ہوا ہے اد بھی نفقان بام کو بے سے لے گیا اپنے ستے ہیں اُس کا چھپر چھپر کے ہم دیکھو اسے دل کا چھپر تیتھ رہا
---	--

ذکر کیا جوشِ عشقِ بن اسے ذوق

ہم سے ہوں مہر و تاب کی باتیں

آئینہ خسیال مگر کو توڑ دوں بے یون نہ غیر سے بت کا فک کو توڑ دوں سارے طلسم و ہم مکدر کو توڑ دوں مگر چاک پر بھرے توہین ساغر کو توڑ دوں پاؤں رفیق و ہمت بے سر کو توڑ دوں یا تلک جھکاؤں شاخِ غم کو توڑ دوں باہم ردا کے شیفہ و ساغر کو توڑ دوں کشتیِ خدا پہ چھوڑ دوں لنگر کو توڑ دوں کشتیِ میں ہوں تو بوجھ سے لنگر کو توڑ دوں کشتی ہے دست و پا شاد کو توڑ دوں	سب ہی میں لبِ نیراج کو توڑ دوں میں مہر و تاب کو توڑ دوں دیا ہے میں لڑکھیلِ خط کو توڑ دوں کیا وہ عام ہو جو کہیں سے یہ دور پرچ راہِ جنوں میں جہدِ اٹھائوں بہ میں قدم کیا دیکھی ہے اہلِ کرم سے کہ ہے پرچ ساتھی لڑائیوں سے تری جانتا ہے جی احسانِ امضا کے اٹھانے مری بلا اے اشدانہ پوچھ کر نائی گناہ ہر یون بجز عشق کو یہ دم بل بے زور
---	---

اُن آہودن سے کہو دیکھیں میری آنکھوں کو
 ہے اُن کی چشم کی گردش پہ گردش عالم
 ہمارے وصل کی شب ہے ویاشب محشر
 ہوا کے گھوڑے پہ کس برقِ شمس کو دیکھا
 پڑیگا سایہ زلف اُس پہ بھی ضرور بھی
 ہم اُنکے کوٹھے پہ چڑھکر ہنرِ عید
 خدا کا بندہ ہو زاجندہ کو دیکھ دُرا
 اور شفق میں ہے شام اور دُجھن دیکھ
 نہ پوچھو شغلِ سیری میں ہم غریبوں کا
 وہ دن تو عید کا ہوتا ہے دنِ سہاگے
 یہ کس کو دیکھ فلک سے گرا ہے غش کھا کر
 سوال جو ہر آئینہ ہے چشم پر آب
 بہار کو ہن دکھاتے ستارہ سحری
 فنا کی راہ میں پتھر جو بن کے بیٹھے ہیں
 وہ خاک اُڑا ئینگے بازارِ عشق میں اگر
 بنا کے چشم کے دنبالہ پر وہ خال سیاہ
 عرق کے قطرے نہیں دیکھتے ہیں اُس رخ پر
 اُٹھی آگ یہ سینے میں ہے کہ آفت ہے
 بنا کے آئینہ میں دیکھتے جو آئینہ گر
 زیادہ سر ہو جو دشمن تو ہم سمجھتے ہیں
 انگلیں کو دیکھ لیں چاہیں جو نام عالم میں

جواب جو میں گلِ نیلوفر کو دیکھتے ہیں
 جدھر ہو اُن کی نظر سب اُدھر کو دیکھتے ہیں
 کہ اُٹھ کے صبح قیامت سحر کو دیکھتے ہیں
 کہ ططراق پہ ہم کر دُسر کو دیکھتے ہیں
 کہ بچ و تاب تمھاری کر کو دیکھتے ہیں
 کہ دھر کو چاند ہے اور ہم کہ دھر کو دیکھتے ہیں
 کہ زر کے بندے زمانہ میں زر کو دیکھتے ہیں
 ابھی سے دُسمدم اُٹھ کر سحر کو دیکھتے ہیں
 کبھی نفس کو کبھی بالِ بکر کو دیکھتے ہیں
 تمھارا اُٹھ کے جو منہ ہم سحر کو دیکھتے ہیں
 پُرازمین پہ جو زقمر کو دیکھتے ہیں
 کہ منہ پہ خاک ملے کیوں ہنر کو دیکھتے ہیں
 تمھارے کانین جب ہم گھر کو دیکھتے ہیں
 اُغصین کو دیکھ کے بنتے شر کو دیکھتے ہیں
 کہ پہلے اُن کے سود و ضرر کو دیکھتے ہیں
 سنان ترکِ نظر پر سپر کو دیکھتے ہیں
 ستارے دھوپ میں ہم دوپہر کو دیکھتے ہیں
 عرق کی جا پہ نچلتے شر کو دیکھتے ہیں
 ہنر و اپنے بھی عیب ہنر کو دیکھتے ہیں
 تر پتا خاک پہ مار دوسر کو دیکھتے ہیں
 کہ سینہ کا دی میں یاں نامور کو دیکھتے ہیں

<p>مرا ہے تیغ محبت کے زخم کھانے کا نہیں جو ضعف سے دم دلے کیے ہے آہ کرے جو صرف نہ قابل نمک فشاں میں کہ بس نہ دے مجھے تکلیف ناتوانی میں</p>	
<p>بجز نثار علی شاہ کون جاسکے ذوق تری زبان کا مزاتیری شعر خوانی میں</p>	
<p>تو کیے غنچہ کہ اس لب پہ دھڑکی حب نہیں سانسے سے مرے لہنا نہیں ناصح جب جب کہ منہ چھوٹا سا اور بات کجی نہیں منفز کھانا مراد و چار گھڑی خوب نہیں فتنہ سرکش ہے جی بھی تک کہ تری آنکھوں نے دست نرگان سے کوئی دھول جڑی خوب نہیں سنہ جڑے تیغ غم عشق کے کیا منہ سے ترا بوالوس تجھ پہ کوئی ضرب پڑی خوب نہیں</p>	
<p>خزرو یون سے بہت آنکھ لڑی پر افسوس قسمت اے ذوق کمین اپنی لڑی خوب نہیں</p>	
<p>ہیں نسان محو خود نمائی میں ہو کے اک بوسے پر ترش ابرو بیر ہے پر خودی خدائی میں بات کو ڈالنا کھٹائی میں نہیں گیمتی میں وہ فرنگی زاد ماہ ہے منزل ہوائی میں</p>	
<p>ذوق ہے ایک رند شاہ بابا اس کو کیا حائل پارائی میں</p>	
<p>سلام کرتے ہیں انکو جدھر کو دیکھتے ہیں وہ دیکھیں بزم میں پہلے کہھر کو دیکھتے ہیں محبت آج ترے ہم اثر کو دیکھتے ہیں انھیں نو دیکھیں ذرا وہ کہھر کو دیکھتے ہیں سم آنکو دیکھتے ہیں اور جگر کو دیکھتے ہیں جدھر کو آب نہون ہم اُدھر کو دیکھتے ہیں اور اُن کو دیکھو ذرا وہ کہھر کو دیکھتے ہیں کہ چارہ گرانہیں وہ چارہ گر کو دیکھتے ہیں</p>	<p>یہ لوگ کیوں مرے عیب و ہنر کو دیکھتے ہیں وہ اپنی برش تیغ نظر کو دیکھتے ہیں نہ خیر و شر کو نہ عیب و ہنر کو دیکھتے ہیں میں چمکا دیکھ رہا ہوں جگر کے داغوں کو</p>

ہووے تو اسے مردوش جب پرتو آفتاب میں
 عکس زلف یار اور آئینہ خساں ریا
 توجہ دریا میں لڑا چھینٹے تو میان شر سے
 مردم دیدہ بن پنا زندہ آب شک سے
 بھول مت علم کتابی پر کہ آخر آب تلک
 تو آب دریا بنے اگر جو اسے رشک بہار
 لے لو اپنے رو سے سین پر ذرا آبی نقاب
 کیا ہوا کیا سبزہ ہے کیا گل ہے کیا ابر بہار
 صبح کر اس شاہ دریا دل کی اے دل حکما فیض
 شاہ اکبر خسرو غازی کو آب تیغ سے
 پڑھ کے بسم اللہ گھونچ لیا و مہر سنا دلا
 مطلع روشن لکھا جس سے کہ پھر طمس میں

ڈال جو ن روح القدس تو جبکہ تو سن آب میں

نور حق ہوا مل برلمان پر سب زمین آب میں

اس شاہ ایمان تبت اس شہ خضر مت رام
 نام حق لیکر جو بارے تیغ راہ حق میں تو
 آتشہ دریا نوال اور دل ترا سوچ کہ دم
 تیرا نیاں عطا جہم گم رہا رہی کرے
 حکم تیرا جب توجہ چاہے تو گم ہونے نہ پاس
 تیرے حکم شرع سے جب کفر دریا بردہ ہو
 ہو ترے سینہ میں جب بحر معانی موج زن

خشک دتر کو ہے سہارا تیرا دامن آب میں
 غرق جو ن فرعونیاں جو فوج دشمن آب میں
 ہے سخاوت سے تری دست قلزم آب میں
 گوہر تیرے بھر میں موج کے دامن آب میں
 مثل ابراہیم ادم ایک سوزن آب میں
 غرق ہو دے نابالائشائے برہمن آب میں
 قطرہ سے روشن ہو صد معنی روشن آب میں

خراش ناخن و دشت سے چارہ گریز اٹھائی آنسوؤں نے کہہ آج ہے تسبیح کسی کی کاوش مزرگان سے برسر مزرگان جہان کے آئینہ سے دل کا آئینہ ہے جدا دکھا دو تم اب میگوں پہ خندہ نسکین	شکستہ بخینہ زخم بگر کو دیکھتے ہیں سفرے جان کا جو فال سفر کو دیکھتے ہیں شکستہ قطرہ خون بگر کو دیکھتے ہیں اس آئینہ میں ہم آئینہ بگر کو دیکھتے ہیں کر بان تو ساغرے میں شکر کو دیکھتے ہیں
---	---

عیار رفت محبت کا دیکھ سمنی پر
لگا کے ذوق کس کوئی پر زکر کو دیکھتے ہیں

سے ملا کر ساقیان سامی فن اب میں زلف فنی و ش کو دھو کر وہ پرن اب میں چشمہ آئینہ میں کب تو ہوا پاپ لگا پھر تا بہ میل حوادث سے کوئی مرد و ن کا تھ صحبت اہل صفات سے دل کب صاف ہوں اب بھی گریہ سے مجھے فرصت نہیں فوارہ طاس قلیان میں رکھا ہے اُسے ابر مردہ کو دیکھنا آبی دوپٹہ منہ پر اُس کے وقت خوا میں ہوں وہ تغیدہ دل کر جا اُن دیا کو جہ یوں رہا میں زندگی بھر تشنہ دیدار یار سایہ سر و چین نے کیا ڈرایا ہے مجھے وعدہ ہے آنے کا اُس کے ابر کھل جائے تو آئے شب جو ہم کھنے کو بیٹھے اکٹھے سے اندیشہ	کرتے ہیں جادو سے اپنے اُل و ش اب میں ہوں بجاے موج پیدا مار رہن اب میں اس طرح جاتے ہیں دیکھا بالکداسن اب میں خیر سیدھا تیرا ہے وقت فتن اب میں زنگ سے آلودہ ہو جاتا ہے آہن اب میں گو کہ میں ڈوبا کھڑا ہوں تا بجزن اب میں دوب مر و رو کے تو اسے ابر ہمیں اب میں سج آبی میں ہے مہ یا مہر روشن اب میں گر بے گرد زہ میری خاک مرفی اب میں جیسے مستقی کا دم ہوتا ہم درن اب میں ازدما میں بن شے رنگ گلشن اب میں ڈالتا ہوں دمدم اٹھ اٹھ کے روغن اب میں جہ گیا خط لکھتے لکھتے مشفق من اب میں
--	---

ذوق تو اس بحر میں ایسے گل مضمون بہا
حاجی الگ جائے اک چھوٹا کھارن میں

یہ زخم دل تبسم غنچہ سے کم نہیں
 دوزخ میں آتش آتش ننگ صنم نہیں
 کب گردن حجالت محراب خم نہیں
 اسے بے وفا یہ تیری نہ انکی قسم نہیں
 ہو گھر ہے ابی آب میں غرق لدر خم نہیں
 آہو کی شاخ شاخ متاخ سے طوے کے کم نہیں
 گیسوے دوشمع میں بھی بیج دخم نہیں
 دھوڑے جھون کہ مصر سرائے کہ نقش قدم نہیں
 او بیچہ میں مثل بازی شطرنج دم نہیں
 رکنتی کسی طرح تری تیغ ستم نہیں
 بان جامت ہے سامنے تو جام خم نہیں
 اسے شمع و سیاں شوق تبسم نہیں
 لر چھینٹ بھی پڑے تو بھڑد رم نہیں
 بے تک کہ اسین چاشنی دروغہ نہیں
 ہے چشم زخم سمعہ پہ کہ جو چشم خم نہیں
 ہے چور وہ کہ جس پہ کسی کا بدم نہیں
 کہ بیکے آہ دست تاسف بسم نہیں
 معموزہ قلع سے سرخس خم نہیں

مین آمد بہار سے بھلائے منہ میں خون
 ہم کا فسران عشق کو بے یہ بڑا عذاب
 مجھ رو سیہ سے کب نہوا سجدہ سرفرد
 شکل ہے میرے عہد محبت کا پوٹنا
 اہل صفا کا دیکھنا نہ دامن کسی نے تر
 وحشی کو تیرے دشت بھی ہے غصہ بہشت
 اللہ ہے ضبط دل کہ مرے بے سمر مزار
 اسے عہد یار ہے تو زمین پر کہ اٹھ گیا
 منصوبہ مارنے کا مرے کرتے ہیں حریف
 تو نے جو ماتھ قتل سے کھینچا تو کیا ہوا
 ہے میکشون کے واسطے میخا تخت جم
 چمکایا آتش دل پر روانہ کا ہے رنگ
 ہے لوث حب زر سے یہ دامن بہار پاک
 گرا آب دیدہ شربت کو شرب بھی ہے تو کیا
 حالت ہے اب یہ زار ترے دلفگار کی
 با تھ آئے کس طرح دل گر شدہ کا کھنچ
 ہاتھوں سے چنچ لطف تو پرداز کے کبھی
 سر باز عشق کے لیے دارالامان کمان

جاتا ہے آنکھیں بند ہے فوق و کمان

یہ راہ کوے یار ہے راہ عدم نہیں

<p>ہو ترا فیض سخن گرسنے نطق فصیح تیرے آگے گر کر بن اعدا سرعسیان بلند توصف آرا ہو جو دریا میں تو ایک لک کر کم روے دریا پر بناتے ہیں بہم موج و حباب نورِ ظلمت ہمدردِ دشمن ہیں بر حیران ہوئیں باو یا تیرا ہے یوں آتش قدم بر روے خاک عکس اٹھی دریا میں ہے اور سن ارجا ہے یوں تیرا فیصل کوہ پیکر لیکہ دریا سیر ہے مثل ابرائے ولیکن سرعتِ رفتار سے سر طائرِ نسر واقع چسب پر تا ہوں شہ</p>	<p>بلبلے مانند بلبل ہوں نوازنِ آب میں مثل قومِ نوح ہووے سکا مدفنِ آب میں ہو عدو کے قتل کو سو سو ہشتنِ آب میں بہر سر بازان لشکر خذ و چو شنِ آب میں تیرے خنجر میں ہے کیوں آتش باہنِ آب میں ہووے جو برقِ درخشان سایہ انگلیں آب میں روح گو یا ز گلی اور زہ گیاتنِ آب میں ڈالے وہ کوہ روانِ جبیل پناہنِ آب میں اوپر اوپر چلے مثل ابر بہنِ آب میں اور زمین پر سووے تا ماہی کا مسکنِ آب میں</p>
--	---

ہو ہوا شوق میں سیر پر ہوا اقبال کا
 ماہی دولت کا ہوتے نشینِ آب میں

<p>غم نامہ اپنا صفحہ محشر سے کم نہیں وہ دن ہے کونسا کہ ستم پر ستم نہیں مضمون کے ہیج و تاب کتابِ رقم نہیں بعد از فنا بھی جوشِ جنون میرا کم نہیں گو اضطرابِ دل کو عیان کرتے ہم نہیں جوشِ گفتگی ہے محبت کا غم نہیں آتش میں آہڑا تو ہے میری طرح پسند یہ دل مجھے ڈبو کے رہیگا کہ سینہ میں منظور دلو کاوشِ غم کی ہے مشق اگر</p>	<p>ہے شورِ الغیث صریحِ قلم نہیں گریہ ستم ہیں روزِ تو اک روزِ ہم نہیں بے زلف یارِ ہاتھ میں میرے قلم نہیں کسوقت زلزلہ سر دشتِ عدم نہیں پر جو نگاہ ہے رگ بسمل سے کم نہیں یہ خون خراش فل میں تبسم سے کم نہیں لیکن نکل بھی جائیگا نابتِ قدم نہیں وہ کونسا ہے داغ جو گردابِ غم نہیں بہتر فرہ سے یار کی کوئی قلم نہیں</p>
---	--

دکے شغلین سے قفس کے پیش و پس کی تیلیاں
 اگر سر سیلابچی رکھتے جو خس کی تیلیاں
 اگر رگ گل سے سن میں کے قفس کی تیلیاں
 اعلیٰ ترین زندہ گل کا قفس کیا ہے باغبان
 اسے مہندس مرعہ ساعت کو اگر کرتا ہے بند
 میں ہوں دیوانہ کسی کے سبزہ رخسار کا
 سوز غم سے بین سنگتے جسم و جان ناتوان
 کتنے خزانے گنبد کا ہے مرقداے حیا
 اٹھائے رنگ حنا کا شوق اگر ہوا ہے پری
 اینچہ مرگان ہو پار و بسمند ناز ہے
 لے چلا دنیا سے دل یا کاسہ روغن حریص
 ہشتم گریبان سے اگر کسی برس برسات خوب
 شمع کی دال میں تو حاضر ہے لگا دست سافیا
 ہے دوائی اس شجر کے واسطے تازہ خزان
 موسم طرکان میں کہ رشتے ہیں ترے تہہ جہانم
 ہے سپہ سالار و دل و کلم کا قفس
 کہ ہے دنیا و نادان شکوہ آتش کا شوق
 جو میں رخ پر باز آئے قفس کے واسطے
 ازل جا پہنچے ہوا شقی میں نکلے کی طرح
 طرزانہ مجھے گریہ میں جلا دیوین ابھی
 شبنم تل شکر ہے ہر شے میں سب کے سامنے

یوں طہین ز جانیں جیسے خار جس کی تیلیاں
 لیجئے مرگان کی مجھ بے دسترس کی تیلیاں
 کائنات آکھوین جھوٹیں اس کے خس کی تیلیاں
 ہیں یہی رگدائے گل کے قفس کی تیلیاں
 لے ہوا میں اڑ کے آواز جس کی تیلیاں
 مارو پھولوں کی جاہ تم مجھ کو خس کی تیلیاں
 کب کا یہ کوڑا تھا یا رکے برس کی تیلیاں
 جا لگا اس پر عرض زرین کلمس کی تیلیاں
 تیرے ہاتھوں کی تیریں ہوں قفس کی تیلیاں
 تاب کس لپٹ میں لگد کو بفرس کی تیلیاں
 سین کیوں رکھتا ہے جار و بچس کی تیلیاں
 سبز ہو جائیں گی سب میرے قفس کی تیلیاں
 غرض شیشہ کو ہیں اس کا خس کی تیلیاں
 پتے ٹپک رہ گئیں خالی سرس کی تیلیاں
 آشیان کے واسطے چن چن کے خس کی تیلیاں
 اسے نازک در کیا ہو گی قفس کی تیلیاں
 امت بنا بیتل کے تار و کس قفس کی تیلیاں
 چاہیں صندل کی جو میں اجس کی تیلیاں
 مٹیں جو مانگیں فی صدان زرد ورس کی تیلیاں
 صوت قفس کے آواز جس کی تیلیاں
 گل کا دوا تھا مگر شاخ عدس کی تیلیاں

	ہم سے ظاہر و پنهان جو اُس غارت کرتا جھگڑے میں
دول سے دکنے جھگڑے میں نذر و ن سے نظر کے جھگڑے میں	
	جیتے ہی جی کیا ملک فنا میں ساتھ بشر کے جھگڑے میں
ہر کے ادھر سے جبکہ جھٹ تو جا کے ادھر کے جھگڑے میں	
	کیسا مون کیسا کا ذکر کون ہے صوفی کیسا رند
سارے بشر میں بندے حق کے سارے شر کے جھگڑے میں	
	ایک ایک جو دوستم پر اس کے سو سودا غداں ہے گواہ
ہم جو اُس سے جھگڑے میں حق ثابت کر کے جھگڑے میں	
	غم کتاب ہے دل میں رہوں میں جلوہ جانان لبتا ہے میں
کس کو نکالوں کس کو رکھوں یہ آہ لکھ کے جھگڑے میں	
	بھڑکے ہوئی پانی پانی لعل کا دل خون پتھر میں
دیکھو لب و دندان سے تھامے لعل و گھر کے جھگڑے میں	
	دوست کے گھر میں دشمن ہو جب سنگ ہمارے سینہ پر
دل کا ذکر نہ کیا باقی پھر توبہ کے جھگڑے میں	
	حضرت دل کا دیکھنا عالم ہاتھ اٹھائے دنیا سے
اباؤں بسا بسا بیٹھ میں اور سر پہ سفر کے جھگڑے میں	
	ذوق مرتب کیونکہ ہو دیوان شکوہ فرصت کس سے کریں ہم
باندھے گئے میں ہم نے اپنے آپ ظفر کے جھگڑے میں	
آفت جان لگو میں تن کے قفس کی تیلیاں شہزاد ہیں اس تن لاغر میں جس کی تیلیاں برصمت پر دار گردیوں میں قفس کی تیلیاں	در نہ ہیں یاں باں و پرتا نفس کی تیلیاں تیلیاں بھی وہ کہ جو شہر برس کی تیلیاں حلا کے دیکھ آئیں جو کچھ رکھی تھیں جس کی تیلیاں

ایک تماشہ کہ اُنکے کا نہیں اُٹھا ہے درو	ہم جو آئے در و دل اپنا دُرا کئے کو میں
اُنکے بے سبب سو فار اُنکے منہ نہیں کھولے ہیں ذوق	اُنکے ایک مرگ بے نام تھنا کئے کو میں
<p>گر ترانہ نہیں جنم میں کیا ہے اس میں دل کو کیا دیکھے کا توجہ کے کیا ہے اس میں رس انداز ہے چاہ ذوق یار میں زلف عشق کی تلخی حسرت کے جوئے لے کے مرے تو نگین توڑ نہ دلا کہ بڑی کاوش سے بھی کرتا ہوں فغان اور کبھی ضبط فغان خضر ساقی ہو تو میں جام نہ لون اگر حبا لون ویکچے عشق میں جان واسق و قیس فریاد اُس جھاکیش کے نامہ کو پڑھوں کیا قاصد شیشہ سبز فلک سے نہ طلب کرے عیش جا پڑا باؤں پہ قاتل کے تڑپ کر شستہ</p>	<p>کسنا فیہ نظر عین خطا ہے اس میں اب توقف بھی نہیں خونِ کارا ہے اس میں سین معلوم کہ دل کسا گرا ہے اس میں بے مزہ رہتے ہیں ہم کچھ تو مزا ہے اس میں اسم کو میں نے نہ تے کندہ کیا ہے اس میں نہیں معلوم وہ خوش سین ہے یا اس میں کہ نہیں جام میں ہے آبِ بقا ہے اس میں اور ابھی دیکھئے کس کس کی قضا ہے اس میں جو کہ قسمت کا لکھا تھا نہ لکھا ہے اس میں تے کہاں اس میں ہے زہر اب بھرا ہے اس میں سرد ہونے پر بھی گرمی و تاب ہے اس میں</p>
ایا بولے کی طرح خاک کا پتلا اسے ذوق	اڑتا بھرتا ہے بھری جب سے ہوا ہے اس میں
<p>یہ سچ کہتے ہیں سرچہ بولے جادوا سکو کہتے ہیں برات عاشقان بر شاخ آہوا سکو کہتے ہیں انگہ کے تیر کا ہونا تراز واسکو کہتے ہیں یہ موزی زہر کی ہے کاٹھ بچھوا سکو کہتے ہیں کہ دار و تلخ ہی بہتر ہے دار واسکو کہتے ہیں</p>	<p>کرے دشت بیان سیم سگھوا سکو کہتے ہیں سوال ہو کہ کمالا جواب چین ابرو سے انگہ اور دل کا جتنا حوصلہ خاش گیا سارا حد سے بیش زن ہر دم میرے در پہ ایذا گوارا تلخی سے کیوں نہ ہو چمختہ جانوں کو</p>

<p>آگے ان انون کے ہیں یونچا رخس ہوتے قریب کاروان حیرت کا تھا شب تنکا مکا دشت میں</p>	<p>جون ہوں روکش آتش از دفرس کی تیلیان رگھین بن بن کے آواز جس کی تیلیان</p>
<p>مسلسلہ وابستہ تھا کچھ عالم معنی سے ذوق ورنہ تھین یہ تیلیان کس اپنے بس کی تیلیان</p>	
<p>آج اُن سے مدعی کچھ مدعا کہنے کو ہیں وصف چشم و وصف لب اس باریکا کہنے کو ہیں ہیں دہن غنچوں کے دایا جائے کیا کہنے کو ہیں گندے شبنم سے نہ بھر سب گل کے کان میں دیکھے آئینے بہت بن خاک ہیں نا صاف سب دسمدم کرکٹ کے بے سندھ سے نکل پڑتی زبان اب تورات آخر ہوئی میری طرف دیکھو ذرا میں ترے ہاتھوں کے قربان واہ کیا مار میں تیر بیرے دیکھے آئے دیکھے تو سندھ فق ہو گئے دیکھ تو لے پہنچے کس عالم سے کس عالم میں ہیں گاہ دامنگیر باد و گہ بیابان گرد خاک وہ جنازہ پر مرے کس وقت آئے دیکھنا ہے جہان مانند محمدر اور ہم مشکل سپند بوجھو قاتل سے کرگیا قتل آخر کب تک میرت سودا کا اطبا کر نہیں سکتے علاج مٹ گئے اجوسہ و فاکے اٹھ گئے سب اہل دل اے صفت دل ہی جس میں عیان ہو کھل پائے</p>	<p>پر نہیں معلوم کیا کوئی کیا کہنے کو ہیں آج سہو رس اشارات و شفا کہنے کو ہیں شاید اُسکو دیکھ کر صل عطا کہنے کو ہیں بلبلین احوال دل کچھ اے صبا کہنے کو ہیں ہیں کہاں اہل صفا اہل صفا کہنے کو ہیں وصف اُس کا کہ چکے فوارے یا کہنے کو ہیں سجدہ و نین لوگ اذان سے نہ لٹا کہنے کو ہیں سب دہان زخم منہ سے مرجھا کہنے کو ہیں رزدیون ہی دانا سے نہر یا کہنے کو ہیں نالہاے دل ہمارے نار سا کہنے کو ہیں اب تو تیرے عاشقوں کے دست دیا کہنے کو ہیں جبکہ اذن عام میرے اقرار یا کہنے کو ہیں اب چلے جائیگے آئے اک صد کہنے کو ہیں بہی تارخ آج ہم پیش از قضا کہنے کو ہیں یون ہی خطی خط و دایا خوبا کہنے کو ہیں اے وفا بے نام کو اور یاد فا کہنے کو ہیں یون تو آئینوں کے دل بھی صفا کہنے کو ہیں</p>

تم وہ غضب کہ ہوتے بھی کم ایسے شخص ہیں	اور ہم نصیحتیں بہ مرتے ہیں ہم ایسے شخص ہیں
صاحب دلون نے کعبہ دل پر کیا مقام	کب کرتے قصد ویر و حرم ایسے شخص ہیں
دیوانے تیرے دشت میں رکھینگے جب قدم	مجھوں بھی لیگا آکے قدم ایسے شخص ہیں
دین کیا ہے بلکہ دیجئے ایمان بھی اُنہیں	
زائد یہ بت خدا کی قسم ایسے شخص ہیں	
یاں لب پہ لاکھ لاکھ سخن اضطراب میں	واں ایک خاشی تری کے جواب میں
خط دیکھ کر دہ آنے بہت ہیج و تاب میں	کیا جانے لکھ دیا اُنہیں کیا اضطراب میں
بے بادہ غورگی میں ہوا ذوق جون مویز	
کی تو یہ بے وقوف نے ناحق شباب میں	
ٹے رنگ کفک ہوں نہ ترافندق پاہوں	میں کچھ نہیں لیکن ترے قدموں سے لگا ہوں
مجھوں نے مجھے سمجھا چراغِ رہ مقصود	میں ناقہ لیلیٰ کا سرائے لف پاہوں
وہ مہر تو میں تاب وہ گوہر ہے تو میں آب	
مجھے نہ حیرا وہ ہے نہ میں اس سے جدا ہوں	
کھالے پیہر یہ ترے ناوکِ نرکانِ دل میں	اتنے سوتن پہ نہیں جتنے ہیں پکیاں دل میں
گھری کر مٹھا جا رہے غم بھراں دل میں	بے جانا تھا کوئی دن ہے یہ مہمان دل میں
خافاہ میں بھی وہی ہے جو خرابات میں ہے	
فرق پر یہ ہے بیانِ مخفیہ سے اور واں دل میں	
تیرے آفت زدہ جن دشتوں میں اُڑ جائے میں	صبر و طاقت کے دہان پاؤں کھڑے جاتے ہیں
اتنے بگڑے ہیں وہ مجھے کہ اگر نام اُن کا	خطین لکھتا ہوں تو سب حرف بگڑ جاتے ہیں
کیوں نہ دڑوا میں اُنہیں غیر کہ کرتے ہیں ہی	
ہمنشین جن کے نصیبے کہیں لڑ جاتے ہیں	

گرہ کھولی ذرا اُس نے جو اپنی زلف شکنیں کی جو پوچھے عقل یہ دے بنا کیا نام ہے تیرا کبھی شیریں ندل سے کو کہن نے کوہ کو کا سحر ہو گیا آفاق خوشبو اسکو کہتے ہیں کہوں دیوانہ چشم پری رو اسکو کہتے ہیں محبت یہ نہیں ہے زور بازو اسکو کہتے ہیں

اجل سوما بآبی ذوق پر جب تک نہ رہ آئے نہ پایا دم غلے میرا قابو اسکو کہتے ہیں
--

قصہ تبیری زیارت کا کبھو کرتے ہیں کرتے اظہار ہیں دیر پر وہ عداوت اپنی دیکھ لکایہ حال ہے بھٹ جائے سو جاتے اور توڑیں اک نامہ سے اس کا نہ گردن کو لگے	چشم پر آب سے آئینے وضو کرتے ہیں کیون مرے آگے جو تعریف عدو کرتے ہیں اگر اک جاگے ہم اس کو روکتے ہیں نوش ہم اس میں کبھی دیکھا لو کرتے ہیں
--	---

قد لچو کو تنھارے نہیں دیکھا شاید سر کشی اتنی دوسروں پر جو کرتے ہیں

رکھتا زبکہ جیفہ دنیا سے تنگ ہوں ہوں وہ شگفتہ دل کہ نہ دوزخ میں تنگ ہوں ہیں سب سے میرے اٹھانے کی فکر میں دل اٹھا محض ہے اور مجھ کو اضطراب	پارس بھی ہو تو جاتا ماردار سنگ ہوں آہن تو آگ میں ہوں گریلا نہ تنگ ہوں مخمل میں ان کی میں کسی پر نہ کا تنگ ہوں دل میرا مجھے تنگ ہے میں دل سے تنگ ہوں
---	--

ہر وہ اگر نہیں تو نہیں ہر ہون شہد دست کسی کو جو تو ظاہر دہان تنگ ہوں

مرے نامے کہیں اس گنبد بے در اور ہیں گد جا تے ہمارے نامے اُنکے سرے اور ہیں عجب عالم ہے اب لکا کر اُنکے اک اشارہ پر بیم دیو کشتن ہم ہے یہ حق ماقومانی سے	ہو کیوں باندھے باول بوجھ تو چہرہ ہیں وہ اک سنتے نہیں تھے آواز اور ہیں لعلک جاتے ہمارے زمین سونترے اور ہیں ابھی ملاقت کرے یاری تو کو کفرے اور ہیں
---	---

مین ہون وہ جگر خون کہ مسامتہ بدن ہے	جون اشک عرق بھی شفقی رنگ نکالون
ہے جی مین کہ غنچہ کو کرون تنگ چمن مین	بھربارہ کا ذکر دین تنگ نکالون
دنبالہ سے سرمہ کے دھوان مین ترکی مین	کہہ بیچین کچھ سیف زبان مین آنکھ مین
مرے نالون سے چپہن غنچہ خوش الحان مین	صد اطوطی کی سنا کون ہے نقار خانہ مین
ہوا ہے آؤر نہ ہو وچکا کوئی پیدا خدائی مین	وفامین کوئی مجھسا اور تم سابلے وفائی مین
اسیری عشق کو منظور تھی میری لڑکپن مین	بہانہ کر کے سنت کا پھنچا یا طوق گردن مین
مین وہ دیوانے کہ خلبو طریان درکار مین	ہم سیر زلف مین کافی ہمیں دوتار مین
گنبد مین اور بھی یون تو گنبد انداز رکھتے مین	تری زلفون کے خم کچھ اور ہی انداز رکھتے مین
کیا صوفی و کیا سیکش قائل مرے دونوں مین	پر غم ہے شرب سے غافل مرے دونوں مین
مر گئے پر بھی تغافل ہی رہا آنے مین	بے وفا پوچھے ہے کیا دیر ہے لیجانے مین
جس جگہ بیٹھے مین بادیہ نم اٹھے مین	آج کس شخص کا مسند دیکھ کے ہم اٹھے مین

مر گیا ہوں بسکہ وصلِ سیتن کی فکر میں	چادرِ مہتاب ہے میرے کفن کی فکر میں
ہائے کل سب شنائے مرے مریضِ عشق کے	تھے علاجِ ضعفِ دل اور ضعفِ تن کی فکر میں
آج گھبرائے ہوئے پھرتے ہیں باجِ تسم پر آب	
گاہِ تدبیرِ محمدین کے کفن کی فکر میں	

مستوفات

ابکی دل لے لوں تو پھر اُسے قاتل کو نہ دوں	جانِ دُنِ نالِ دوں یا دُنِ دُنِ پردِ لکونہ دوں
چار ٹکڑے کرو دل کے کہ نہیں ہو سکتا	لب کو دینِ رُفکونہ دوں لُفکونہ دوں تل کو نہ دوں
نہ ڈال آئے اے گرمیِ فغانِ مُنہ میں	کہ چپکا بیٹھ رہوں بھوکے گھنگنیاں منہ میں
ہمارا پانی کے لہو تیرے تیر کا سو فار	یہ چپ ہوا ہے کہ گویا نہیں زبانِ منہ میں
اسیرِ رنج و غم میں ہوں مریضِ جانِ لبِ میں	اور اس پر اب تلکِ صبتا ہوں کوئی عجب میں
جو مانگوں موت در و جبرے مجھ کو نہیں زیلا	کر نامِ عشق کوں اور اس قدر راحت طلب میں
ہر بنِ موسے نچتے ہیں شرِ راتِ شین	بنگیا ہوں بنِ سرِ ابا اک انارِ تاشین
واہ رے سوزِ جگر اُٹھتے ہیں میری خاک سے	دودِ گھن کی طرح اب تک غبارِ تاشین
سینہِ دہل پر مرے زخمِ جگر بستے ہیں	سننے دو چارہ گردِ ہنستے ہی گھبراتے ہیں
ہوتے پابندِ علائقِ نہیں وارستے نہیں	نگہست گل کے گل جانے کو سورتے ہیں

ہم وہ مجنون ہیں کہ دل اپنا ہے صحرایہ ہلکو
 اُس نے خط جو قلمِ سرمد سے لکھا ہلکو
 رکھ مہر زہ سب اب اسے چرخ نہ اتنا ہلکو
 شوقِ سستی میں ہے گلشتِ چین کا ہلکو
 ہونیکا کشتی طوفانِ زدہ تابوت اپنا
 بستی دلو ہے کیوں اُس گرہ زلف کے ساتھ
 ہم وہ مجنون ہیں کہ گرم کرین آہو کی طرح
 کس سے تہیہِ درستی ہو جاری جو زلف
 جا بجا نام تو جو نقشِ قدم چھوڑ گیا
 اور ہمدرد کمان ہو ہواے حضرت دل
 پھینک کر شیشہ دل ہاتھ سے کٹا ہے وہ
 اثرِ کفر ہے طاعت سے بھی اپنی پیدا
 نخلِ خرمائی طرح باغِ محبت میں ملا
 ایک دم ننگ وہ آئے تھے بغل میں اس پر
 تن سے کیا جان کہ جان اپنی غلنے پاوے
 آن ہو پوچی سرگردابِ فنا کشتیِ عمر
 ہو سکے لاغری و ضعف کمان مانعِ شوق
 ہم گئے جسکی طرف جو نکل بازی ہونے
 رشک تھا اپنے نوشتے میں کہ اُس غلطی نے
 ہر قوم پاٹوں میں سر رکھتے میں خارِ برداشت
 اگر تے جو کہ وہ نہیں جہنمِ سخن میں سبقت

اور جو خیرِ لیلیٰ ہے سویدا ہلکو
 لکھا ایامِ خوشی ہے سویدا ہلکو
 جسے جانا کہ کیا خاک سے پیدا ہلکو
 جائے جاے عصا گردنِ سینا ہلکو
 آگیا اپنے اگر مرنے پر رونا ہلکو
 کیا سبب کچھ نہیں کھلتا یہ مست ہلکو
 بھاگے بے دوری سے دیکھ کے صحرایہ ہلکو
 کہ شکستوں سے بنایا ہے سرایا ہلکو
 خاک گرم ہو کے گیا ڈھونڈھنے غنقا ہلکو
 دردِ اب تک ہمارا تو تھا راز ہلکو
 کیا بنایا تھا تھیلی کا پھپھولا ہلکو
 نقشِ سجدیکا ہے پشانی پہ ٹیکہ ہلکو
 کثرتِ رخصت سے اکِ خلوتِ زیبا ہلکو
 غمِ دوری سے کیا تنگ ہے کیا کیا ہلکو
 ہو بشر طے ترے آنے کا بھروسہ ہلکو
 ہر نفسِ بادِ محال کا ہے جھونکا ہلکو
 تیری جانب پر پرواہ میں اعضا ہلکو
 پاس آنے نہ آیا دور سے پھینکا ہلکو
 خط لکھا غیر کو اور بھول کے بھیجا ہلکو
 اے جنون تو نے تو کا نمونہ کھینچا ہلکو
 پر وہ کچھ جسے سنے گا جو کہے گا ہلکو

کہتے تھے آنے کو خاطر سے ہماری بہون	ہوے برسوں نہ ہوئی پردہ تمھاری پرہون
یہ طوق اس واسطے چھوٹا ہوا قمری کی گردن میں	کہ تھا بیل کی گردن کا پڑ قمری کی گردن میں
حضرت جو ہو کے ہم سے گئے وہ اپنے گھر میں	گھر کے پہنچتے دان ہم اُن سے پتیر میں
زادِ بگراہ کے میں کس طرح ہمراہ ہوں	وہ کہے اللہ ہو اور میں کون اللہ ہوں
کرتے اپنے سر کو جو نوکِ شانِ پرتاج میں	عشق میں وہ کرتے حاصلِ رتبہ معراج میں
سمجھو نہ سہل تم خضخان کو حکیم جی	حضرت اسے بھی جانے ہزار دہ جنوں
گستا کر اپنا سر نوکِ شانِ پرتاج کرتے ہیں	حصولِ اس طرح عاشقِ تبتہ معراج کرتے ہیں
گنتی ہے ماہی بریان کہ دیرانِ قصا	داغ دیتے ہیں اُسے جس کو دم دیتے ہیں
آپ آتا ہے عبادت کو نہ تو آتی ہے	باد میں تیری اہل سے بھی فراموش ہوں میں
رویف واو	
وہ دُخزن ہے ہمیں قطرہ ہے دریا ہکو	آئے ہے جزمینِ نظر کل کا تماشا ہکو
اس بلندی پہ دیا عشق نے پہنچا ہکو	کہ فلک آیا نظر خال سے چھوٹا ہکو

یہ تو یوں مضطرب اور سینے میں لاکھوں روزوں
 ٹپکا نہ سگان سے لبو ہو کے جگر آخر کو
 خط تو ام سے لکھو گور پہ تانچ و فات
 کون غلطیدہ تھا خاک سر کو پر سیری
 جسکی آواز سے ہوں رو گئے سوا نکلے کھڑ
 اک طلاوت ہے عداوت میں بھی اس ظالم کی
 دیکھا آخر کو نہ پھوڑے کی طرح چوٹ بیہ
 چٹکے بے جاے عرق ہوں مو سے پیکان
 ہم سفر ہونہ سکا کوئی بھی اپنا لیکن
 ہم وہ ہیں زند کہ اس عالم پیری میں بھی
 سنگدل تین دن اب گور میں بھی بھاری ہیں
 تو سہنی سے یہ نہ کہہ مرتے ہیں ہم بھی تم پر
 پھرنے ہی آنکھ کے پھیر گئے گلے پر خنجر
 گرمی تب سے ہوا سوز و درون جو افشا
 حسرت اے خواری وحشت کہ گریبان کا تار
 کھانے پینے کی قسم کھائی ہے تجھ بن ہم نے
 نہ بھٹین شور قیامت سے بھی وہ تہ ہیں ہم
 ہم تبرک ہیں بس اب کر لے زیارت جنوں
 وصل کا اُسکے تصور جو بندھا رہتا ہے
 واہ قلم ازل صدمتے ہم اس قسمت کے
 دل میں نشتر ننگہ یار کا آہی کھٹکا

دل کا رہنا نظر آتا سنیں اصلا ہم کو
 ایک مدت سے اسی بچکے کا دھتھا ہم کو
 کہ رہی وصل کی تاہم گستاخا ہم کو
 خواب شب بستر منسل پہ نہ آیا ہم کو
 وہ محبت نے دیا سلسلہ پاہم کو
 کہ اگر زہر بھی دیتا ہے تو میٹھا ہم کو
 ہم بھرے بیٹھے تھے کیوں اپنے چھٹرا ہم کو
 یہ بدلت کس نے کیا تیر حفا کا ہم کو
 جا وہ پوچھانے لگا تائب دریا ہم کو
 انس میخانے سے جون پنہ منیا ہم کو
 بے سوم میں تہے آنے کا جو دھڑکا ہم کو
 مار ہی ڈالیا بس رشک ہمارا ہم کو
 ہو چکا آپکا معلوم ہے ایسا ہم کو
 آگیا مارے خجالت کے پسینا ہم کو
 ہو گیا ضعف سے تار رگ خسار ہم کو
 ورنہ ہے زہر تو ہر طرح گوارا ہم کو
 کہے جب تک کہ نہ قہم قہم لب منیا ہم کو
 سر پہ بھر تلب لے آبلہ پاہم کو
 تو مزہ جہر میں بھی آتے ہیں کیا کیا ہم کو
 جام عشرت اُسے اور داغ تمنا ہم کو
 رہی پیش آیا جو مدت سے تھا کھٹکا ہم کو

<p>اپنا ہے کعبہ مقصود فقط گوہر دل لگ گئی آنکھ جو سودے میں تری زلفوں کے حرف تلخ اس اب شیریں سے ہر اکبات پہ خاک سے کیونکہ ہمارے گل رعنا نہ اُگے اکیدم عمر طبعی ہے یہاں مثل حباب جتنے عاشق ہیں ہم ایک کا ہے ایک عزیز کیا ستم ہے کہ بے قطع رہ عشق فلک دلمین تھے نظر خون چند سومانہ اثار مل لئیں خاک میں جو صورتیں ہے انکا خیال ہم وہ ہیں وحشی لاغر کہ چھپا لیتے ہیں</p>	<p>طوب گرداب صفت چاہئے اپنا ہلکو شب سیاہی نے کئی بار دبا یا ہلکو ناصحا سنتے ہیں ہم کچھ تو ہے میٹھا ہلکو کہ کسی گل کی دور نگاہی ہے مارا ہلکو فکر امر و زبے نے کچھ غم فردا ہلکو شمع سے چاہئے ہے خون کا دعویٰ ہلکو ارہ سادیتا ہے دندان عوص پا ہلکو زہر ہے وہ بھی جب لفت نے چھوڑا ہلکو کیوں نہ فانیوں میں خیالی ہو بگولا ہلکو بزمِ دامن نگہ آہوے صحرا ہلکو</p>
--	---

ہم نہ کہتے تھے کہ ذوق اسکی تو زلفوں کو چھڑ
 اب وہ برہم ہے تو بے تحشہ کو قلق یا ہلکو

<p>آسمان اور وہ انسان بنا نا ہلکو فریج کیوں کرتے ہیں فراق سے باز ہلکو دل شکستہ مگر اس یار نے سمجھا ہلکو باعثِ رشک ہوا عشق ہمارا ہلکو گردیا گریہ نے آخر سبک ایسا ہلکو اس پہ مرتے ہیں کہ کیوں غیر کو تو نے مارا ہے وہی جنبشِ لہلہ جرات پس تل ہم وہ ہیں گرم کردارہ و فاجون خورشید خال سرمہ کا نہیں چاہئے زیبائش کو</p>	<p>خاک میں تھا مگر اس صفت ملا نا ہلکو چھوڑ ہونے دے تر بکر ابھی ٹھنڈا ہلکو خط بھی جو خط شکستہ سے ہے لکھا ہلکو بختیہ بن دیکھے ہے غش حسنے دیکھا ہلکو لنگے اشک بہا جوں کف دریا ہلکو وہ نصیب اسکو ہوئی تھی جو تمنا ہلکو کس لب تیغ کے بوسے کا ہے لپکا ہلکو سایہ تک بھاگ گیا دیکھ کے تنہا ہلکو خنجر سوختہ ہے اپنا ہی زریبا ہلکو</p>
---	--

مردک اُس میں کمان ہو داغ حسرت ہو تو ہو	انتظار یار میں جو چشم ہو جائے سفید
پست بہمت یہ بنو اور پست قامت ہو تو ہو	آدمیت سے ہے بالا آدمی کا مرتبہ
اگلے مکتوبوں میں کچھ رسم کتابت ہو تو ہو	اب زبان پر بھی کبھی آتا نہیں الفت کا نام
آج اک بگڑی ہوئی تھی سیکڑے میں بہن سے	
ذوق وہ تیری ہی دستار فضیلت ہو تو ہو	
تسنانین سے کہ امہ ادر دل کو پیش کا صلہ ہو کہ مزدِ شعلی ہو	
یہی حق ہے قاتل اگر حق دلائے یہ بسل ترے پانوں پر جان بحق ہو	
کتابِ محبت میں اسے حضرت دل تباؤ کہ تم لیتے کتے سابق ہو	
کہ تب آنکر تم کو دیکھا تو وہ ہی لیے دستِ انوس کے دودق ہو	
جو ہے نوس وہ شوح رشکِ قمر ہو تو سرِ حنی نہ کیوں اُسکے خساں ہو	
عزوب آفتاب درخشان اگر سو تو کس وجہ پیدائے رنگِ شفق ہو	
اگر دہ و لون آنکھوں کے طبقے یہ روشن کہ ہوا ایک رشکِ چار دہ	
اسنا ہے کہ تم نور سے اپنے کرتے منور بیک جلوہ چودہ طبق ہو	
یہ کشتوں کا اُس مانگ کے یاں پتا ہے کہ ان تیرہ بختوں کے مرقہ یہ کوئی	
اگر سنگِ موسیٰ کا تعویذ رکھ دے تو رکھتے ہی بس دریاں دہش ہو	
مری زندگی تھی ابھی اسے سنگِ سیاحی جو کر گئی تیری ٹھوکر	
کہ ٹھکر ابا تو نے تو تھا یوں سمجھ کر کل جائے جان کچھ جو بد مرتق ہو	
اگر رشکِ گلشن نہو مجھے باہم تو گلشن میں ہو دے یہ سنی کا عالم	
چٹکنا ہو غنچوں کا آوازِ ضیفم جہیں محکبواک وادی لق و دق ہو	
اگر زخمِ سینہ سے پھا ہا اٹھاؤں تو خورشیدِ محشر کو تپ بڑھاؤں	
اگر زہنیہ داغِ دل کو دکھاؤں تو صبحِ قیامت کا خند دم میں نق ہو	

<p>رہتی ہر طرف سے صیدی کی کبوتر کی طرح صیدی ہی میں نہ فقط ذبح کا کچھ مقصد رہا</p>	<p>ق ہاتھ سے اُس بت بیدار کے ایذا ہلکو صلح بھی ٹھہری تو بھڑکا ہی کے چھوڑا ہلکو</p>
<p>ذوق بازیکہ طفلان ہے سراسر بہ زمین ساتھ لڑکوں کے بڑا کھیلنا گویا ہلکو</p>	
<p>تھکھو پرانی کیا پڑی اپنی نمبیر تو دیکھا ستام عقل کے بچنے اڑھیر تو سوا بے جڑ سے پھینک دے اسکو اٹھیر تو تھکھو دیا کہ یاں سے کرے جلد ایڑ تو ماخذ صبح کا ذب ابھی ہے اڑھیر تو دامان و آستین نہ لہو میں لٹھیر تو دروازہ گھر کا اُس سگِ نیا پہ بھیر تو تربت پہ اسکی جال کا پائیکا پسیر تو غافل نہ پاؤں حرص کے پھیا اسکیڑ تو</p>	<p>بہ خراب حال کو زائد نہ چھپیر تو ماضی نہ دے خدا تجھے اسے پنجہ جنون الفت کا کڑے نخل تو سرسبز ہوئے گا عمر و ان کا تو سن چالاک اس لیے اسے زائد و درنگ نہ پیر آپ کو بسا اس صید مضطرب کو تامل سے ذبح کر جو سوتی بھڑ کو باعثِ غوغا جگائے پھر مرجائیکا جو تیرا گرفتار دام زلف یہ تنکے دہر نہیں سنزل فراغ</p>
<p>آوارگی سے کوئے محبت کے ہاتھ اٹھا اسے ذوق یہ اٹھانے کے گا کھلکھیر تو</p>	
<p>موت ہی سے کچھ علاج دردِ وقت ہو تو ہو بعدِ مردن ہی ترے نجی کو راحت ہو تو ہو تلخ گامی ہی میں گزری زندگانی عمرِ صبر ہو تو ہو آباد کیونکر یہ خراب آباد کہتے ہیں شورِ قیامت جسکو وہ اسے چشمِ بار آدمی سے کیا نہو لیکن محبت ہو تو ہو</p>	<p>موت ہی سے کچھ علاج دردِ وقت ہو تو ہو بعدِ مردن ہی ترے نجی کو راحت ہو تو ہو تلخ گامی ہی میں گزری زندگانی عمرِ صبر ہو تو ہو آباد کیونکر یہ خراب آباد کہتے ہیں شورِ قیامت جسکو وہ اسے چشمِ بار آدمی سے کیا نہو لیکن محبت ہو تو ہو</p>

سب صفو ماہ منور کا چین سینہ یار منقش ہو	
جب ضعف سے نجلو غش آیا تو طنز سے کیا وہ کتاب ہے	
ابن غش نہ کر معلوم ہوا کچھ مرنے پہ مجد غش ہو	
اک خون کا دریا جذب کیا ہے خاک کو سے قاتل نے	
ہاں دفن کو ایسے کشتوں کے ایسی ہی زمین دلکش ہو	
ابن جھوڑ دودھن قاتل کا لو ہاتھ بہاے خون سے اٹھا	
جب اپنا بہا خون پاؤں پر اسکے اٹھیں اتنا شہن	
اس بھرمین کیا جرتہ غزل اسے ذوق یہ تھے لکھی ہے	
ہاں وزن کو جس کے سکر خندان روح خلیل و خفش ہو	
<p>جب سے وہ کھر من بین دوڑے گھر کاٹنے کو مین تو خوش تھا کہ چھری لایا ہے سر کاٹنے کو اُسکے آنسو ہی لغایت ہیں جگر کاٹنے کو منہ فلک کھولے ہے اس رشک قمر کاٹنے کو باغبان نے سے انگار کھا مگر کاٹنے کو جی ہے دل یار کا جو زنگ اگر کاٹنے کو</p>	<p>دن کٹا جائے اب رات کہ نہ کاٹنے کو ہاے صناد تو آیا مرے ہر کاٹنے کو اپنے عاشق کو نہ کھلو او کہنی ہیر کی دانت انجم سے نکالے سے تھن مجھ پر وہ شجر ہوں نہ گل و بار نہ سایہ مجھ میں سرو گردن جگر دد ہیں یہ چادر حاضر</p>
<p>شام ہی سے دل بیتاب کا ہے ذوق یہ حال ہے ابھی رات پڑی جا رہی ہے سر کاٹنے کو</p>	
<p>کہنے عود کو غرق تو جلا دے اُسکو بھول تو جا دھلا میرے بھلا دے اُسکو عشق کی آگ میں ڈالا کہ بکا دے اُسکو مجھ سا ہو آئینہ تو منہ نہ دکھا دے اُسکو</p>	<p>چرخ صندی ہے کوئی ضد نہ دلا دے اُسکو دیکھیں تم کیسے بھلا کر ہو جسے کرتے ہو یاد تالاب خاکی انسان کو بٹا کر کچا آبرو خاک میں دی اُسے ملا آئینہ کی</p>

یہ بحر و قوافی غنزل کے بدکریم اک غزل کر کے نئے وقیع حسین	
نہ ہو لفظ مغلق نہ تعقید مطلق جو فی الجملہ کچھ ہو تو مصنون اوق ہو	
جس ہاتھ میں خاتم لعل کی ہے کراں میں زلف برکش ہو	
پھر زلف بنے وہ دست ہوئی جس میں آجگر آتش ہو	
اے قاتل طلق بریدہ سے اک شعلہ دل جو سرکش ہو	
اور روشن حلقہ جیسے اپنے دیکھ سوز آتش ہو	
ہو تیرا سیر و صبح جہان مجھ سے رخصت ہو	
وہ کھینچون آہ کہ خور بھی پہنان زیر دود آتش ہو	
لبریز تاب ناز دکھا تو ساغر چشم کافر کو	
تا زاباٹ ملوث ہو تا صوفی دل کش سے کش ہو	
تم وہ وہ زخمیں دل پر میرے کرتے ہو دکھلانے کو	
پر پر شش تیغ ناز سے اپنے دلیں کرتے عتیش ہو	
دل نخل میں قد کے جون زکریا چھپ کر چشم کافر سے	
اب ازہ جنبش ابرو سے کیونکر نہ بزرگنا کش ہو	
لبیک و اذان ناقوس و جرس یا خذہ قلقل نالہ سے	
دل کھینچنے میں ہاں کوئی ہو پر ایک نوا سے دلکش ہو	
بن تیرے آگے آتش دشمن جان ہو عاشق کی	
محراب طاق کمان بجائے دستہ نرگس ترکش ہو	
مانند نمدان چرخ اپنے خیم حق نے بنایا اس خاطر	
آنا ہر ب زخم حسرت ایسا ہجر کی رات نمک حشیش ہو	
گر گلک آہ کو پھیر دن میں تو سر نہ دو د دل سے پھر	

سر دمہری سے تری گر خون لہجہ بستہ ہو کیونکہ قابو میں فلک کے عاشق دار نہ ہو ہر قدم پر ہے خراش پائے مجنون کل نشان کیا ہوا دماغ محبت سے ہوا دل سنہر کیا نکالے سوزن الماس لہجے عکس سنہ سے جو نکلے مہاجب ہو کہ ہوئے نشین	بھرنے چکے کوڑا دل گر بہ سب شکستہ ہو یہ توجہ ہو گر گمان کے بس میں تیر حبستہ ہو تاکہ اک اک خاص صحرائے جنون گلستہ ہو یہ نہیں ممکن کہ ہزارا زل سر بستہ ہو جستی یہ کاوش کرے اتنی ہی یہ پیوستہ ہو آہ موزون ہے کہ نالہ مصرعہ بر حبستہ ہو
---	--

جانے کیا بید روانہ از کلام در دست
ذوق میرا ہم سخن گر ہو کوئی دل خستہ ہو

پتھر ادا جلوس لے ترے چشمِ صنم کو جب سے کہ لکھا ہے ترا وصفِ رخِ زیبا رونق ہے بارِ گلِ رخسار سے تیری جائے نہ کجی طبع جفا پیشہ سے ہرگز کیا ڈھونڈتا ہے تو عملِ بغض و محبت بینِ اشک کبابِ شک ترے سوتہ جانکے دیوانہ تہا قیدت ہستی کے جو جھوٹا جس دن سے رہین پر ہے فلک ہے اُرتی خوبی سے نہیں رونقِ بازار کہ یوسف کیا دیگا دم آزر کسی بیدم کو مسیحا دے جام مجھے چشمِ عنایت سے جو ساقی	چکر ادا غمزہ لے ترے طوفِ حرم کو چومے ہے قلمِ لوح کو اور لوحِ قلم کو گلزارِ جدوٹ و چمنستانِ قدم کو کس طرح نکالے کوئی شمشیر کے خم کو چلتا ہوا تقویٰ سمجھ نقشِ درم کو پر کرتے ہیں خونِ شبِ غم گلزارِ ارم کو چڑھ جائیگا اک زلزلہ صحرائے عدم کو دیتی تھی بیانِ راہ نہ اس سبز قدم کو اس شکل و شمائل پہ بکا چند درم کو اللہ سلامت رکھے اس تیغ کے دم کو دکھلاؤں تا شہ ابھی کیخسرو جم کو
---	---

بر ہو کوئی یا نیک رقم کام ہے اس کا
احوال بدوینکست کیا کام قلم کو

منہ سے کیا شمع کا ہونہم میں تجھ سے روش آنے تصویر جی اسکی وہ نہ آنے تو نہ آنے پیار کی بات یہ مجھے نہیں اک اور سے ہے وہ عیادت کو مری آنے تو کیونکر آئے	چشکوں میں ابھی کلک اڑا دے اُسکو پرہے پاس کوئی کھینچ ہی لاوے اُسکو نیزی یہ خوبے کے مجھ کو سنا دے اُسکو مر بھی جاؤں تو ذرا رحم نہ آدے اُسکو
---	--

مشت خاک اپنی ہم اُس کو جبہ میں کل بھینکے اب وہ ذوق آب اٹھانے نہ اٹھاوے اُسکو	
---	--

سگ دنیا پس از مردن بھی داسگہ دنیا ہو ہجوم آور جا نگھونین ترا شوق تماشا ہو تے بیار کو گرا پنے جینے کی تمنا ہو نہ ہو دے سترن امان وصل ماریک ہرگز مجھے کیا جانتے عقدہ کشا سوز محبت میں درازی میں شب غم کی اگر بھلا دل مجھوں کرے پرہ از مرغ بان اگر چہ شاخ طوبے تک حلاوت یان کمان جب ہو تو آب شور کا دیا قصور یوں کبھی غفلت میں آتا ہے مریکا مجھے بلوہ میں مارا ہے نگاہ دنا زمرگانے یہ شہرت نام کی بھی وہ بلا ہے سچ سہنی کا مرے صحر میں وہ وحشت برستی ہے کہ مجھ کو کہیں کیا دل کی وحشت اپنی ہم اندر سے اکیلا رہ گیا یاروں سے یوں ہوں ناتواں میں	کہ اُس کتے کی ٹٹی سے ہی کتا لھاس پیدا ہو تو شاخ ہر مردہ سے چشم ز گس واریدا ہو فلک پرین کے سنتے سنتے شادیمر عیسے ہو اگرچہ سرے عاشق با نون تک ست تنہا اگرہ میری پسند سامری فریاد سے داہیو حیال زلف لیل اسکے حق میں الف لیلی ہو پر اُس تار نظر سے شل مرغ رشتہ پر پا ہو زلزال خضر کا اک چشمہ سو بھی سبے اٹھا ہو کہ جیسے عالم پر دیا میں چشم کور مینا ہو بتاؤں کس کو قاتل کس سے میر خون کا دعوی کہ صحرے عدم میں گردن عنقا کا پھندا ہو گرے گر سر پہ نظر آبد زیر کیف پا ہو اگر نہ آسمان ہوں جمیع اک خال ویدا ہو کہیں شاخ خزان دیدہ چیسے زردیتا ہو
--	---

جو ذکر اللہ کو ہو ذوق بالغ اے عشرت	تو کیوں حق حق کرے وہ شیشہ جس میں مینا ہو
------------------------------------	--

گلِ غورِ شیدِ میرے واسطے غورِ نیدِ محشر ہو

مجھے صحنِ حین بھی عرصہ گاہِ حشر ہو تجھ بن

جو کھوے آپ کو وہ منزل مقصود کو پہنچے
تری گم گشتگی اس راہ میں اے ذاقِ بربر ہو

زبانِ خلق کو نثارِ حق اس مجھ
یہ عمر رفتہ کی اپنی صدا ہے با مجھ
اگر سمجھ بھی انہو کو ربے عصا مجھ
جو خاک سی بھی پڑے پھانسی دوا مجھ
صفا ہو دل تو بہ از روضۃ الصفا مجھ
ہمارے ڈھیر کو تم تو دہ خاک کا مجھ
نہ سمجھو چشم پہ دیوارِ قہقرا مجھ
جو یہ قضا ہو تو اسے غافل و قضا مجھ
اس آرزو میں کہ تم اپنا خاک با مجھ
لبِ جبرحتِ دل کو لبِ دعا مجھ
اسی کو یار و دیت سمجھو خون بہا مجھ
تم اپنے دل میں خدا جانے کئے کیا مجھ
جو روبرو ہو اُسے صورتِ آشنا مجھ

بجا کہ جسے عالم اُسے جسا مجھ
عزیز داس کو نہ گھرِ بال کی صدا مجھ
سمجھ تو کو رسوا دکن کو ہو جو علمِ نوا
نہ سمجھو دشتِ شفا خانہ جنوں ہے یہ
پڑے کتابِ قصوین کیا کر دل صاف
نہ نصیب کہ سنگامِ مشق تیرِ ستم
سنے وہ رونے پیرے تو جہِ صفِ خرمکان
نفس کی آمد و شد ہے نمازِ اہل حیات
تمھاری راہ میں ملتے ہیں خاکین لاکھوں
و عاینِ دیتے ہیں ہم دل سے تیغِ قاتل کو
بہا دیا مرا خون اُس نے اپنے کو جہِ میں
سمجھ ہے اور تمھاری کمونین تم سے کیا
تمھیں ہے نام سے کیا کام مثلِ آئینہ

انہیں ہے کم زرخا لُص سے زردی رخسار
تم اپنے عشق کو اسے ذوقِ کیسیا تجھو

ایک نظرِ دل سے ادھر دیکھ لو گر دیکھتے ہو
آئینہِ مخو پہ مرے رکھ کے کمرِ ہر دیکھتے ہو
ہو مجھے دیکھتے یا اپنی کمر دیکھتے ہو

ہاتھ سینہ پہ مرے رکھ کے کمرِ ہر دیکھتے ہو
ہے دم باز پسین دیکھ لو گر دیکھتے ہو
نا توانی کامیِ فحش ہے نہ پوچھو احوال

<p>آسمان بھی ہوا گردان بیضہ غفاسے گرد باد اس خاک پر ہمسرہ قد طوبے سے ہو وہ کف آئینہ سے موجود بیضات ہو جو ہو چادر یا کفن وہ دہن صحرا سے ہو وانہ انگور تار پنبہ مسنا سے ہو ہر قدم پر چپٹہ جاری چشم نقش پات ہو چاک سینہ گر فوم رگ خا سے ہو</p>	<p>منزل گم گشتگان! لعل لگ دنیا سے ہو سایہ افکن جبہ تو اپنے قدر غلا سے ہو گر کرے بخر نامی جسدہ خرابا رہا مین وہ مجنون بیابان مرگ ہون جسکے لیے سجہ صد وانہ بھی پڑ جاے گریبے گلے دشت کو سیراب کر دے آبلہ پانی مری تابت اک ٹانگانہ چھوڑے دلکا تیر منطاب</p>
---	---

تشنہ کامی گرمی دیوے چکھا شور اب تنگ
ذوق شور العطش پیدا لب دریا سے ہو

<p>لگا چہ نیم مرہ الود سے بھی جو مکد رہو غلین پر نام لکھ دوں تو نکل کر گھر سے باہر ہو جلائے زیر پا گر خار مزگان سمندر ہو ابھی قصہ ہوا آخر کہ آخر روز محشر ہو تو ہر اک فلس مای شکل برگ گل معطر ہو تو آہن ساتھ کیوں لکڑی دریا میں شناور ہو ہجوم نیش کڑم سے اگر دل گنج نشتر ہو کہ آہ سرد میری شمع کا فوری سے ہمسر ہو مبارک اس کو طوف کعبہ ہم کو دور ساغر ہو اگر سو ٹکڑے سنگ کو دکان سے کاٹے سر ہو کہ خون سید کا جس پر رحم کو خون کو تر ہو روانی تیغ میں وابستہ زنجیر جو بہر ہو</p>	<p>صفائیں رخ سے تیرے آئینہ کیا خاک ہمسر ہو مری تاثیر وحشت وہ بہ مضطرب سے پیچ ہو تر دیوانہ دل سوختہ التشنہ قدم گر ہو قیامت کو بھی کیا انصاف پناے سنگر ہو جو تو دریا میں دھوئے ناخن با گلبدن اپنے خوبوین آشنا کو گرسبک دوش اپنی صحبت میں کھٹکتے ہی رہیں دل میں تیرے مرگان کشتہ کیا یہ سوختہ جان تو نے محکو سردہی سے حرم کو جائے زاہد ہم تو میخانہ کو چلتے ہیں نوشہ ٹوٹے ترے ساغر کش وحشت کا کیا گن بچاے حق قاتلے اُس بزدلی شرم شراب سے وہ مائی قتل پر موقوف ہو کر ہم اسیر مل کی</p>
---	---

<p>ہمیشہ صدقہ اس اہکے ہو کے حضرت دل تو یا طواف حرم میں ہے سلسلے محراب وہ اے بام پر ہیں ہمدونہ بیھوا ب یہ صید بستہ فزاں کھل پڑے نہ کہیں مرے لئے تو ہر اک طرح سے قباح ہے لگاؤں گھس کے جو صندل تو کہتے ہو کھجے جویرہ کے سورہ اخلاص دم کروں تو کہو</p>	<p>ق یہ لب پہ نالہ جانگاہ اپنے لاتے ہو اور اس میں نالہ لبیک تم سناتے ہو اٹھاؤ سیر جنازہ اگر اٹھاتے ہو سمندر باز کو تیز اتنا کیوں اڑاتے ہو یہ تم جو دشمنوں کو دروہ سرتا تے ہو لگاؤ اتنی بھلا کس لئے دکھاتے ہو کہ دیکے دم بجھے اخلاص کیا جاتے ہو</p>
--	--

یا ایسا کو نسا انداز گفتگو سے ذوق
 کہ جس پر نور طبیعت تم آزماتے ہو

<p>جو کہوے قد یار کی تصویر دکھا دو دیکھو بے مقصد نہ کہیں چھوڑ دے سہل حالت طیش دل کی مرے پوچھیں اگر وہ گرد دیکھ لے زار تو پھر ایمان ہی لائے اگر جا ہو شریا ہو نہان پر دہ شب میں اُس چشم کو بے ناز بڑا تیر نگہ پر وہ برق نگہ اپنا ہے دکھلا رہی عالم گر وہ نہیں آسکتے یہاں تک تو بلا سے دیتے ہیں جز عیب کی اگر شیخ جی صاحب اک جان ہے اک دل ہے سو میں کیج ویکرنگ</p>	<p>تم المکمل الف اور دہی تحریر دکھا دو پہلے مجھے تم یار کی شمشیر دکھا دو تم ان کو تڑپتا ہوا پنجیر دکھا دو تم مصحف رنج ابھو کہ تیرا بیہ دکھا دو جھلمون کو تیرا زلف گرہ لپیٹ دکھا دو اے حضرت دل آہ کی تاشیر دکھا دو اس نالہ جانوز کا اک تیر دکھا دو لا کر کوئی ان کی مجھے تصویر دکھا دو کہدو کہ میں تم خطِ وقت ریر دکھا دو تم چاہو تو ہر رنگ میں تاشیر دکھا دو</p>
---	---

لطف و کرم یار کے تم پر جو ہیں منکر
 ذوق آج انہیں تم یار کی تحریر دکھا دو

پیر پر دانہ پڑے ہیں شجر شمع کے گرد بید مجنون کو موجب دیکھتے اے بل نظر شوق دیدار مری نفس یہ آکر بولا	برگ ریزی محبت کا اثر دیکھتے ہو کسی مجنون کو بھی آشفۃ بسر دیکھتے ہو کس کی ہو دیکھتے راہ اور کہہ دیکھتے ہو
---	--

لذت ناوک غم ذوق سے ہو پوچھنے کیا
لب پڑے جاتے ہیں زخم جگر دیکھتے ہو

عجبت تم اپنی رکاوٹ سے منہ بناتے ہو لگا کے سر سرہ تم آنسو نہیں بناتے ہو چھپا کے پان یہ کس کے لئے بناتے ہو تم اپنے رخ پہ یہ کاجل کا تل بناتے ہو اگر دباؤ کسی کا مختار سے دل پہ نہیں ملاپ جانیں بھی ہم کہ دے کے تم بوسہ مریض عشق کو تم بوجھ کر طبیبوں سے ہوں خاک چاٹ کے کتا بھی شفا ہو جانے جگر کے آبلے جو پھوٹے ہو حضرت عشق گلو یہ کہہ گئی کیا کان میں تمہارے صبا جلن سے رشک کے ہیں بڈیاں جلی جا تیں ہماری لاش پہ آوار قسم باذن اللہ اٹھیں گے یار کی ٹھوکر سے لے چلو تشریف جلارے ہیں سویدے دل کو ہم اپنے ہو کرتے سبزہ حظ کی جو سیر آمینہ میں نمک چھڑکتی ہے شبنم گلون کے زخموں پہ	وہ آئی لب پہ ہنسی دیکھو سکر اتے ہو یہ ہلکو جلوہ شق القمر دکھاتے ہو ہمارے قتل کا بیڑا کہیں اٹھاتے ہو کہ میرا خیر محبت سبہ دکھاتے ہو تو ہم کو دیکھ کے تم کان کیوں بناتے ہو کہو کہ آؤ زبان سے زبان ملا تے ہو مرا م شربت عذاب کیا پلا تے ہو جو شربت لب میگوں ذرا چٹاتے ہو ہماری چٹکیوں نہیں ہم کو تم اڑاتے ہو کہ لوٹے جاتے ہو بھولے نہیں ساتے ہو کہ ہانے تم نے قلیان کو منہ لگاتے ہو تم آ کے حضرت عیسیٰ عیث سنا تے ہو نہیں تو پھر کوئی صلوات سُنکے جاتے ہو نظر گذر کو تم اسبند کیا جلاتے ہو نمک کی تیغ کو کیوں زہر میں بھجاتے ہو دکھا کے تم لب و دندان جو کھلکھلاتے ہو
---	---

نکالے مینہ برسے بن کوئی کیا گھٹ سہان کو	نقص کس طرح بھولے تیرا اس چشم گران کو
نہ بیکار دل کو جوڑے ہے نہ دل چھوٹے ہے چکان کو	نجان کس طرح سینہ سے اپنے تیر جان کو
بڑے ہی وقت کام آیا مرے حیرت ہے باران کو	رکھا سمان بمان سے تیرے اس ماہ تابان کو

متفرقات

دیکھا دم تنوع دل آرام کو	عید ہوئی ذوق دے شام کو
نم سہی مل کر نہ عرفہ سے نکالا سندھ کر و	اور نہیں گریانت تو جاؤ کا لامندہ کر و
اشکباری مری شرکان کی ذرا دیکھیں تو	کتے پانی میں زینِ خوارے بھلا دیکھیں تو
یا تو پاسِ دوستی تجھ کو بتِ مہیاک ہو	یا منجھی کو موتِ آجات کہ تفتہ پاک ہو
غیر نے ایسا پڑھا یا کچھ مرے محبوب کو	لاکھ ہجڑوں سے پڑھا اُس نے مرے محبوب کو
جنابے ملک سب سے زخون میں کھپاؤ	بلکون سے اٹھاؤ گے نہ ہاتھوں سے گراؤ
ہشاکِ آبی آپ کو گردل پسند ہو	دریا پری حجاب کے شیشہ میں بند ہو
ملک دیکھو اس لذتِ پیکان کے اثر کو	جنش مرے اتک ہے لبِ زخمِ جگر کو

	دم دج تنج جفا بین جب تری بہتا آب حیات ہو
تو شہید ناز کو کیونکہ پھر نہ حیات بعد موات ہو	
	جو مذاق شعر کو اسے پری میں جکھاؤن تیری شکر لہی
قلم انگلیوں میں جو ہے مری ابھی رشک شاخ نبات ہو	
	جو ہن کرتے میرے لئے دعا کہ ہو دام عشق سے دل ہا
تو ہے دل یہ کہتا کہ اسے خدا انہیں اس جنون سے نجات ہو	
	مجھے کہتے سب ہیں کہ صبر کر جو نہیں تو صبر سے درگزر
حسرت عشق پری میں پر نہ وہ بات ہو نہ یہ بات ہو	
	سرا رہا کشتہ ناز کا وہ مزار ہے لفظ آرا
پڑھو آج اس پہ بھی فاتحہ طہود داخل حسناات ہو	
	ترا جس وہ بت رحیمین کہ ہے صدقہ جس بیزبان زمین
جو دکھائے رخ تو ہو دن وہیں جو چھپائے سنا بھی رات ہو	
	جو ہیں مرتے حسن صفات میں زہر ہیں گے اپنی ہی بات میں
	تو فنا ہو دوق اُسی ذات میں کہ جو ذات جملہ صفات ہو
کہ نہیں جاے سر اٹھانے کو چوم کر اُسکے آستانے کو ایک آمد ہی ہیں خاک اُڑانے کو	کو سون کیا تنگی زمانے کو قصہ کعبہ کا تھا پھر اُٹے نومکد رنہ تو عشق میں ہم
عجب کیا ہے جو مجھے طوق گونچیم سوزن کو یہ بالوں کی سفیدی شیر ہے اس بار بہن کو لبٹ کر مثل طوق فاتحہ عثمانی گردن کو	یہاں تک لاغری ہے اس ترے پیار کے تن کو زیادہ ہونا ہے پری میں زہر نفس امارہ گند نام و خیرت تنج لانی ہے عدم سے بھی

اُٹھنے کا قاصد کا قدم اور زیادہ	بکھکی رقم شوق نے تاشیر جو پیدا
لذت کی محبت سے ہے ہر زخمِ جگر کو	ذوقِ منک در دوالم اور زیادہ
<p>نالے سے نین کوئی قلم اور زیادہ مین لوگاترے سر کی قسم اور زیادہ ہو پشتِ فلک میں ابھی خم اور زیادہ سیدی تو ہے لیک اُس میں ہے خم اور زیادہ منگ اُسکو کرے کنجِ عدم اور زیادہ پیدا دم افغی میں ہوسم اور زیادہ ہے زہر نہ کھانا مجھے سم اور زیادہ اُبھرے ہے جاب لب دم اور زیادہ یار و نکا گیا اُنپہ بھرم اور زیادہ کیونکر نہ اٹھا دے وہ قدم اور زیادہ ہو آہوے رم دیدہ کو رم اور زیادہ بھڑکے ہے جو یوں آتشِ غم اور زیادہ آتا ہے مرانا کین دم اور زیادہ روکین تو اُبھر جائے شکم اور زیادہ کچھ تو سنِ وحشت کا قدم اور زیادہ بیخوف ہیں اب صیدِ حرم اور زیادہ سوچھیں اُسے پھر لوح و قلم اور زیادہ بانِ تجلومے سر کی قسم اور زیادہ</p>	<p>کرنے کو سبب نہ ورقِ حیرت کو اے دل کیا ہو دیکھا دو چار قدح سے مجھے ساقی گر میری طح دوش پہ ہو بارِ محبت و شمن کی نہ جا سیدی نگاہوں پہ کہ چون تیغ ہو جس کو پس مرگ بھی یاد دہن تنگ اُس زلف کے مارے کی اگر خاک کو جائے اُس شوقِ سنگرم کو مری مرگ ہے منظور بستی تنگ مایہ نے کچھ بھونکا ہے ایسا وہ دل کو چرا کر جو لگے آنکھ جرانے ہے سو محبت سے مری خاک میں گرمی دکھلائے جو وہ صیدِ مکن چشم کی شوجنی ہے روغنِ لفظ اب مرے گریہ میں کہ اسے چشم ہے نکلت ریحان کا دماغ اب کسے تجھ بن جو بیٹ کے بلکے ہیں پیچے بات کب اُسے مہینہ سرخار سے غلا سرحد صیدِ دل عاشق میں ہے مصروف کا فہر گو سر نہ کرے خاکِ غرائب کو صوفی اسے خنجرِ خونخوار نہ برش میں لگی کر</p>

خبر کرجنگِ نوفل کی تو مجنونِ اہل ہامون کو	کبادہ تا صبا کچھ اٹے شاخِ بید مجنون کو
و یا میں ترے حسن کے بالے میں بہنور و	اور اس پہ غضب یہ کہ چڑے اُس میں گرد و
جاتے ہیں اب تو کونے بتِ لالہ فام کو	اپنا تو بس سلام ہے دارالام کو
حق نے تھما اک زبانی اور یہ ہیں کانِ دو	اسکے یہ معنی کنے اک اور سنے انسانِ دو
کے ایک جب سن لے انسانِ دو	کہ حق نے زبانِ ایک دی کانِ دو
نہ شبنم کو کہو بلبل لے آنسو	یہ سنستے ہنستے غلے گل کے آنسو

ردیف ہاے ہور

مرے ہیں ترے پیار سے ہم اور زیادہ	تو لطف میں کرتا ہے ستم اور زیادہ
دین کیونکہ نہ وہ دلِ غالم اور زیادہ	قیمت میں بڑھے دل کے درم اور زیادہ
ساتھ اپنے ہے اب فوجِ الم اور زیادہ	کر تو بھی بلند آہِ علم اور زیادہ
تیز اُسے جو کی تیج ستم اور زیادہ	شقائقِ شہادت ہوئے ہم اور زیادہ
سرکٹ کے سرفراز ہیں ہم اور زیادہ	جون شاخِ بڑھے ہوئے قلم اور زیادہ
گر شہزادِ جنون کیجئے رقم اور زیادہ	ہو جاگ ابھی جیبِ ستم اور زیادہ
دیتا ہے وہ د مبار جو دم اور زیادہ	شیشے کی طرح پھولے ہیں ہم اور زیادہ
گھبرا اوجو یاد آیا ترا ہو کے ہم آغوش	گھبرانے لگا سینے میں دم اور زیادہ

ہوش و خرد گئے نغمہ سحر فن کے ساتھ
 ہے اُن کی سادگی بھی تو کس کس پہن کے ساتھ
 روز آفتین نئی ہین دل پر محن کے ساتھ
 یاد آگیا ترا قہر عشا جو بارغ میں
 وحشی کو بھنے دیکھا اُس آس ہو نگاہ کے
 نامخن نہ دے خدا تجھے اے پنجہ جنون
 افسردہ دل کے واسطے کیا چاندنی کا لطف
 بیا یاد اثر نہ کمین رات بھر بھرے
 اللہ ری لاغری کہ ترے ناتوان کی لاش
 دودنخ میں بھی پڑیں تو نہ سبھ ہوں کج شرت
 بزم صنم میں حضرت دل ذکر کعبہ کیا
 ان ناتواؤں میں بھی یا تنک ہے غرقِ دل
 ہوں زلفِ عجز میں کاجوشتہ تو کیا ہوا
 منظور تجھ کو کب ہے یہ اے میرے آفتاب
 گندم ہے سینہ چاک فراقِ بہشت میں
 لب پر ترے پسینہ کی بوند اے عقیق لب
 چشم و دہان حرص سے کون خیر مرگ
 آخر چین سے نکست گل کر گئی سفر
 اللہ رے تاب حسن کرا سکا دُرِ بلاق
 دواعِ دل افسردہ پہ چا ہا نہ ہو نہ ہو
 وحشت گئی نہ بعد فنا بھی مرا غبار

اب جو ہے اپنی بات سودیونے کے ساتھ
 سیدھی سی بات بھی ہے تو اک بانگین کے ساتھ
 جب دیکھو زخم تازہ ہے زخمِ کمن کے ساتھ
 کیا کیا لپٹ کے روئے ہن سر و چمن کے ساتھ
 جنگل میں بھر رہا تھا فلاخین ہر گن کے ساتھ
 مگرے اُڑا دے سہم کے تو پیر سن کے ساتھ
 لپٹا پڑا ہے مردہ سا گو یا کفن کے ساتھ
 سر مارنے پہ آہ سپہر کمن کے ساتھ
 اُڑتی پھرے ہے بولے عمیر کفن کے ساتھ
 آتش میں بیج و غم بین سن کے سن کے ساتھ
 تھی جس چمن کی بات گئی اُس چمن کے ساتھ
 گو یا چمن میں اُڑ کے لب چمن کے ساتھ
 لکھ دو کفن سیاہی مشکِ نعت کے ساتھ
 ہو کوئی تیرہ نعت ترا سایہ بن کے ساتھ
 آدم کو کیا ہو گی محبت و وطن کے ساتھ
 چشمک زنی کرے ہے سہیل بن کے ساتھ
 بخیہ کا تار اُن کے ہے ناکفن کے ساتھ
 خانہ بدوش کو نہیں الفت و وطن کے ساتھ
 چشمک زنی کرے ہے سہیل بن کے ساتھ
 کام اس چرخِ مردہ کو کیلے کفن کے ساتھ
 باقین کرے ہے سقف سپہر کمن کے ساتھ

کیا تہ ہے جتنا کہ وہ چاہت سے رکے ہے	اُتنا ہی اُسے چاہن گے ہم اور زیادہ
چالیس قدم ساتھ وہ تابوت کے آئے	کیا ہو جو بڑھیں چند قدم اور زیادہ
سرعت ہے ابھی بغض میں جون موج دم برق	کیا ہو گا جو ہوگی تب غم اور زیادہ
کتاب ہے مرا شوقِ حراست کہ صد افسوس	اُس تیغِ دودم میں نہیں دم اور زیادہ
کیون میں نے کہا تجھ سا خدائی میں نہیں اور	معزور ہوا اب وہ صدم اور زیادہ
کتاب ہے گلے لگ کے مرے وہ دم خنجر	لے عشق کا بھرا سَے تو دم اور زیادہ
اُس عاشقِ بیچارہ کا ہے اور بُرا حال	ق گریے سے ہے آنکھوں پہ دم اور زیادہ
پیٹے سرِ ستر پہ پڑا بانوں کمان تک	بس پانوں نہ پھیلا شب غم اور زیادہ
ہے باغِ جہان میں تجھے گرفتِ عالی	ق اگر گردن تسلیم کو خسم اور زیادہ
لیتے ہیں غمِ شاخِ شرم کو جھکا کر	جھکتے ہیں سخی وقتِ کرم اور زیادہ

جو کج فطاعت میں ہیں تقدیر پہ شا کر
ہے ذوق برابر انھیں کم اور زیادہ

اے ذوقِ وقتِ نالے کے رکھے جگر پہ ہاتھ	ورنہ جگر کو رو نیکا تو دھر کے سپر ہاتھ
میں ناوان ہوں خاک کا پر وانے کی غبار	اُٹھا ہوں رکھ کے دوشِ نسیمِ سحر پہ ہاتھ
خطِ دیکے دل میں تھا کہ زبانی بھی کچھ کہے	پر اُس نے رکھ دیا دہنِ نامہ بر پہ ہاتھ
لکھا ہے اس طرح غمِ عشقِ سیرا دل	جیسے گرسنہ مارے ہے حلواسے تر پہ ہاتھ
جون پختا نہ تو نہ جلا انگلیاں طیب	رکھ رکھ کے بغضِ عاشقِ تفتہ جگر پہ ہاتھ
اے شمع ایک چور ہے بادِ نسیمِ حج	مارے ہے کوئی دم میں ترے تاجِ سر پہ ہاتھ
پھوٹا نہ دل میں صبر نہ آرام نے شکیب	تیری نگہ کے صاف کیا گھر کے گھر پہ ہاتھ
قائل کبھی نہ تو نے اُٹھا لے نزارِ حیف	اگر مزارِ کشتہ تیغِ نظر پہ ہاتھ
جو دیکھے اس کو ختام کے دل میں جانے ذوق	جب ناز سے کھڑا ہو وہ رکھ کر کہ پہ ہاتھ

کر دغایرے لئے شیخ مناجات میں یہ	کہ خراب اور زیادہ ہو خرابات میں یہ
تو جان ہے ہماری اور جان ہی ہے سب کچھ	ایمان کی کمین گے ایمان ہی ہے سب کچھ
لے نکلا ہر سے دل سے بچشمِ قہرِ نیکہ	گر دئے سے جو ہے تو دے نہ اُسکو زہرِ نیکہ
نگہ دہ ترک کہ جسکی نہین جفا کی پناہ	اور اُسکی آنکھ دہ کافر کہ بس خدا کی پناہ
زیادہ ہوگا تو کل سے بھی کمین روزہ	کہ اُسین آیا تو روزی ہے اور نہین روزہ

ردیف یا تختانی

دل میں آئینہ کے جوہر خار سے	ہے ترس رنگِ خطرِ خسار سے
جو نگہ ہے کم نہین طومار سے	شرحِ فطرِ سرت دیدار سے
لم نہین دل مرغِ آتشخوار سے	کھائے دغِ آتشِ زسار سے
کوئی بچا بھی ہے اس آزار سے	باتھ اٹھاو عشق کے بیمار سے
ہے مشابہ زخم بھی تلوار سے	اُس ہے کیا دلیں تیر بار سے
ٹپے بلبل کے لہو منقار سے	میرے طرزِ نازِ باے زار سے
ست جیسے خانہ خمار سے	یون گم غلے ہے چشمِ بار سے
لم نہین بارِ رگِ گلِ خار سے	فرشِ گل پر ملبو ہجرِ بار سے
گرم ہے دکانِ آتشِ کار سے	آئینہ اُس شعلہِ رخسار سے
سی دوا نکھون کو نظر کے تار سے	بے نصیب اسے ہیں گردِ دیدار سے

جلد آکر مرنے جاے کوئی خانان خراب	نکدہ کے اپنا سر در بیت احزن کے ساتھ
تیرے بلاکش اثر و دوزخ کو کھینچ لیں	اک آتشیں کند دل شعلہ زن کے ساتھ
مکن مہین ہے ذوق علائق سے چھوٹنا	
جب تک کہ روح کو ہے تعلق بدن کے ساتھ	
جنوں کے جیب درسی پر ہین خوب چلتے ہاتھ	
سلوک سینے سے بھی کچھ تو کر لے چلتے ہاتھ	
ملا جو غیر نے عطر اس کو وان تو رشکے یان	
لکیریں مٹ گئیں ہاتھوں کی ملنے ملتے ہاتھ	
نہ آیا گور پہ میری وہ بے وفا در نہ	
گلے لگائے کو تربت سے بھی نکلے ہاتھ	
جو چھڑے برق کے شعلہ کو تیرا سوختہ جان	
تو وہ کہے کہ لگا تو نہ چلتے چلتے ہاتھ	
فقیر و حدین گر ہاتھ اٹھائے عالم سے	
تو پہونچے عرش پہ وہ کو دے اچھلتے ہاتھ	
مریض سوزِ محبت کی دیکھتا گر نبض	
تو پھر طبیب کے بھی آہوں سے بچھلتے ہاتھ	
کوئی جو کام ہو میری مین کس طرح ہو ذوق	
نہ اب مین پائوں سنبھلتے نہ مین سنبھلتے ہاتھ	
متفرقات و دلیف ہائے یوز	
مردم چوری سے اُسے بھیجا ہے انجان کے ہاتھ	
کیسی سوانی ہے پڑ جائے جو دربان کے ہاتھ	

دل کو ہر دم عالم معنی سے ذوق
ہے خبر آتی نفس کے تار سے

ترے کو بچے کو وہ بیمار غم دار الشفا سمجھے
نکد کیا اور خروہ کیا ہم تو دونوں کو بلا سمجھے
شہیدان محبت خواب آئین وفا سمجھے
غلط فہمی ہماری بھتی جوان کو آشنا سمجھے
دہی کچھ تلحکام اس زندگانی کا مزا سمجھے
ہر اک گردنشین سوانداز ناز فتنہ زار سمجھے
ستم کو ہم کرم سمجھے جفا کو ہم وفا سمجھے
برائی میں ہماری وہ اکرا پنا بھلا سمجھے
تجھے اے سنگدل آرام جان مبتلا سمجھے
وہ عسے خاکساروں کو جہا پنا خاک سمجھے
ترے کشتے جو یوں خوابِ عدم یک بیک بچے
نسیم صبح گلشن میں اگرچہ ہو دم عیسے
روان ہوتا ہے اس بستان سراکاروں گل
نہد رخصت نظر کو میری جانب کیوں غافل سے
حساب اصلا نہ ہو چھے مجھے میرے لئے زخموں کا
حکایت دلی کتا ہوں سمجھتے ہوشیاری سے
اگر دل کو نکالا چیر کر پیکان تو رہنے لے
گرے اور سامیری جو سیر عالم بالا
سہنے ہے زخم دل تیر پر چرخ کی کدو

اجل کو جو طبیب اور مرگ کو اپنی دوا سمجھے
سے تیر قضا اسکو پر تیر قضا سمجھے
بہا خون کو قاتل میں اسی کو غنہا سمجھے
ہم ان کو دیکھو کیا سمجھے تھے اور وہ ہم کو کیا سمجھے
ہو زہر آب تیغ بار کو آب بقا سمجھے
فلک کو ہم کسی کا فر کی چشم سرمہ سا سمجھے
اور اسپر بھی نہ سمجھے وہ تو اس بت سے خدا سمجھے
برا سمجھے برا سمجھے برا سمجھے برا سمجھے
پڑیں پتھر سمجھے پر اپنی ہم سمجھے تو کیا سمجھے
ہم اپنی خاکساری اپنے حق میں کیا سمجھے
مگر شور قیامت کو تری آواز یا سمجھے
ترا یا غم تجھ بن سموم جاننا زنا سمجھے
جنگلے کو صبا تجھے کی آواز درا سمجھے
اسے بھی آپ کیا میرا ہی بخت تار سمجھے
حساب دوستان درد دل گروہ دلرا سمجھے
تھیں سمجھو دار دل میں کہ سمجھے ہی تو کیا سمجھے
کہ عاشق اپنے پہلو میں اسی کو دل کی جا سمجھے
فلک کو بھی یوں اک ابد سازیر یا سمجھے
انھیں مانگے نہ سمجھے خندہ دندان نا سمجھے

مارے گریلی وہ زلف پر عرق
 خنجر موج تبسم سے ترے
 دوائے قسمت تلخ کامی ہو نصیب
 کرتا ہے دست جنوں جب کشمکش
 سُن کے میری جانکئی کو کوہ کن
 یہ بھی اُس نازک بدن کو بارہو
 نقطہ خال اُس کا سودا خیر ہے
 اٹھ چکا وہ ناتوان جورہ گیا
 توبہ توبہ کتنی استغفار ہے
 اپنے دامن کو بچا کر حیا یوں
 چاہئے پھر محبت میں ہمیں
 اب دمانے جب نگہ کو ضعف سے
 تیرے ہی پانوں پہ اے قاتل گرا
 اُس دہن کا نکتہ موزوں عجب
 صاف لاک ابر شفق آلودہ ہے
 خاک عاشق پر اٹھے جاے غبار
 ناکون سے کیا رین دار سنگان
 زلف کی فچی سے دل ڈرتا نہیں
 دل کو آئینہ کے گر کر دے گداز
 جو ہر اُس سے یوں اٹھالیں طبع
 بے تمیز دن کو ہو نقصان لطف و ن

بھر پڑیں دندان دہان مار سے
 گل چین میں بن جگر انگار سے
 ہلکوار کے لعل شکر بار سے
 جی اُلجھتا ہے نفس کے تار سے
 جون صدا لٹا پھر اُٹسار سے
 اگر کر باندھے نظر کے تار سے
 پھرتے ہیں اک پانوں ہم پر کار سے
 دب کے تیرے سایہ دیوار سے
 وقت توبہ میری استغفار سے
 برق میرے وادی پر خار سے
 کشتی اُس کی تیغ لنگر دار سے
 کم نہیں مرکان کی دیوار سے
 سرمرا اڑ کر تری تلوار سے
 منتخب ہے مخزن اسرار سے
 زلف اُسکی سحر جی رخسار سے
 فتنہ محشر تری رفتار سے
 اُلجھے کیا دامن صبا کا خار سے
 بھوت بھاگے ہے وگرنہ مار سے
 یار اپنی گرمی رخسار سے
 حرف قرطاس غلط بردار سے
 لیں ہیں نام طفل آدھا پیار سے

<p>نہیں یہ اتنا کہ بھر کا سہِ حباب تو دے پڑے تو واقعی اکبارِ آگ داب تو دے</p>	<p>رکھے ہے حوصلہ دریا کب اہلِ بہت کا خنکِ دلون کی اگر مشتِ خاکِ دوزخین</p>
<p>پہونچ رہو لگا سر منزلِ فنا سے ذوق مثالِ نقشِ قدم کرنے پا تراب تو دے</p>	
<p>کہ سر پہ جنج بھی دکھلائے جونِ حباب تو دے جو لذتِ اسین ہے ایسا مزا شراب تو دے کہو ہوا سے ہلا داسنِ سحاب تو دے کہ ایسا نقطہ کوئی وقتِ انتخاب تو دے وہ عا سے خیر ذرا ہونے سحاب تو دے ذرا ٹھہرنے نہ تیغِ اضطراب تو دے دلِ شہید تو چپ کیوں ہے کچھ جواب تو دے</p>	<p>الہی چشم کے چشمہ کو اتنا آب تو دے دلِ برشتہ کو میرے نہ چھوڑاے میخوار کہان بھی ہے ترِ خاکِ میری آتشِ دل تمہارے مطلعِ ابرو پہ خال کتنا ہے دور قبول ہے دربان نہ بند کر دریا پر شہید کرنا ہے قاتل تو پھر ہے جلدی کیا زبانِ خنجر قاتل نے کیا کہا تجھ سے</p>
<p>کرے گا قتل وہ اسے ذوقِ جگہ سر ہے نگہ کی تیغ کو ہونے سیاحِ تاب تو دے</p>	
<p>حورون پہ مر رہا ہے یہ شہوتِ پرست ہے آئینہِ خاکِ صاف ہے صورتِ پرست ہے مازکِ بنینِ فقیر بھی راحتِ پرست ہے خفاش تو بنین ہے کہ ظلمتِ پرست ہے سو ذی وہ دیگا کیا کہ جو دولتِ پرست ہے گم گشتہ کون کتنا ہے شہرتِ پرست ہے</p>	<p>کب حقِ پرست ز اہدِ حُبّتِ پرست ہے علِ صاف ہو تو چاہئے معنیِ پرست ہو در دیش ہے وہی جو ریاضتِ بینِ حُبّت ہو جز زلفِ سو جھٹانین اے مرغِ دل تجھے دولت کی رکھ نہ مارِ سرِ گنج سے اُمید عقائد گم کیا ہے نشانِ نام کے پہلے</p>
<p>یہ ذوقِ پرست ہے یا ہے صنمِ پرست کچھ ہے بلا سے لبکِ محبتِ پرست ہے</p>	

محب سے ذرا گرم ہو اُس دل شکن کا دل عدو آیا ہے بیکار نامہ بر لکھا نصیبوں کا مجھے آتا ہے رشک اُس رندے آشام ساقی نہ آیا خاک بھی رستہ میں نقشہ عمر فرستہ کا خبر سننے ہی قاتل سے ہوئے ہم بے خبر باطل خوست بھی سحابت ہو گئی سو دین دلفرو کشاوہ کار ہم نے خجہ نقدیر کو سونپا بلدا اُس لطف کی مصرع میں ہے مضمونِ حیدر ہوانے زلف کو چھپڑا اور اپنا دل تڑپا	دل شیکستہ میرا اپنے حق میں مویا سمجھے کریں گے لیکے کیا خط معی سے دعا سمجھے نہ جو دُعا ماکد ز جلائے نہ جو خُدا صفا سمجھے مگر سمجھے نودانِ معصیت کو نقدِ با سمجھے ترے پیغام کو گویا کہ پیغامِ فضا سمجھے کظیم تیرہ بختی سر بہ ہم ظل ہا سمجھے خرد کے تیز ناخن ناخنِ انگشتِ پا سمجھے اسی سے یہ کھلے جو معنی ناز و ادا سمجھے کہیں ایسا نہ دے سمجھے وہ کا فر ادا سمجھے
---	---

سمجھ ہی میں نہیں آتی ہے کوئی بات ذوقِ الکی
کوئی جانے تو کیا جانے کوئی سمجھے تو کیا سمجھے

کہاں تلک کمون ساقی کہ لا شرابِ تو دے نہ مجھے گما سوزِ دل سے گریہ پہلے آئے دے گدز کے گریہ مرے سر سے اتنا آبِ تو دے کھلے ہے ناز سے گلشن میں غنچہ نرگس بلا سے آپ نہ آئیں بد آدمی اُن کا صبا بگولہ بنا اس اسیرِ زلف کی خاک بلا سے کم نہ ہو گریہ سے میرا سوزِ جبگر شکارِ رستہ فتراک کو ترے مقدور نشے میں ہوش کسے جو گئے صبا کرے جوابِ نامہ نہیں گرتو رکھ دے نامہ یار	ندے شراب ڈبو کر کوئی کہا بتو دے وگر ہے آگ میں دینا یوہن عذابِ تو دے کہ سر پہ چرخ بھی دکھلائے جونِ حبابِ تو دے درا دکھا اُسے تو چشمِ نیم خوابِ تو دے تسلی آکے مجھے وقتِ اضطرابِ تو دے کہ بعد مرگ بھی معلوم بیچ و تابِ تو دے بُجھا کچھ اُن کی ذرا آتشِ عتابِ تو دے ہوانہ یہ بھی کہ بوسہ سرِ رکابِ تو دے جو چکو دینے ہن بوسے بلا حسابِ تو دے جو پوچھیں قبر میں عاشق سے کچھ جوابِ تو دے
--	--

دل میں شکل یار کب اُسے نظر ہے اضطراب
 بسکہ ہے نور و زہنا آفتاب بادہ سے
 کھل گیا مضمون شکست دکھان خط کے پڑے
 ہے اسیران محبت کی بلا سینے میں آگ
 ہوتے ہیں اعضاے بوسیدہ مرے تن سے جلا
 دیکھ لوسیا بن آئینہ بے مثال ہے
 دور ساغر ہم کو ساقی گردش یکسال ہے
 نامہ بر کا اس قدر اپنے شکستہ حال ہے
 شعلہ چراغ سان طوق گلوتک لال ہے
 کھینچنی تصویر محنون کی ترس اشکال ہے

روزِ محشر سے کئی دن دیکھنے کو جا، حسین	گو یہی اسے فوق طولِ نامہ اعمال ہے
موسے سر بارانِ سہ کا ایک سرا سر لشکر ہے	مانگ جو ہے جو اک مار سفید اس لشکر کا سر لشکر ہے
آبلہ ہاے سینہ جو خمیے سے دکھلائی دیتے ہیں	مزرعہ دل پر میرے گرتا غم کا اگر لشکر ہے
ہو دے دلِ مظلوم ہمارا کیوں نہ شمشید دشتِ بلا	در پئے اُسکے شاہین کا وہ زلفِ معینِ لشکر ہے
موزی زحمت کش کو ایذا کیونکہ نہ دیوین جمعِ ضعیف	دشمن مارِ زخمِ سیدہ مور کا اکشرِ لشکر ہے
گمبہ توبہ خدا ہی رکھے آج کہ جوشِ ابر نہیں	ایک اصحابِ فیل کا سایہ دوشِ ہوا پر لشکر ہے
میں وہ شاہِ کشورِ غم ہوں پار و جسکے ساتھ سدا	جوشِ اشک کی دولت ہے جون موجِ سمندرِ لشکر ہے
گاہِ ہجومِ یاس میں ہے دل گاہِ ہجومِ حسرت میں	ہے یہ مردِ سپاہی پیشہ پھر تالِ لشکرِ لشکر ہے

زخمِ دل پر کیوں مرے مریم کا استعمال ہے
 قبر میں عاشق جو تیرا مغطرب احوال ہے
 عشق کو گر استخوان پر میرے قصدِ فال ہے
 اب تو جانِ ناتوان کا ضعف یہ حال ہے
 ہمنے جانا تھا کعبہ پائین تمہارے خال ہے
 ابر برسوں روچکا پر سوزِ غم سے اب تلک
 میرے دوداؤ سے یا تلک زمانہ ہے سیاہ
 پوچھتے کیا ہو شکستِ دل کی صورت دیکھ لو
 میں وہ مجنون ہوں کہ میرا کاغذ تصویر بھی
 بارِ عشق اُس بت کا سر پر رکھ لیا جو سو
 جب ہے دلیں کسی کی نوکِ فر کا نکاحِ خیال
 غمِ مہین صیاد کو ورنہ مری فریاد سے
 جوشِ گریہ کا مرے تم کچھ نہ پوچھو تاہم
 دلہہ مہن گردِ داغ سوزانِ عشق میں اے کوہِ مہن
 کھاؤں میں ہیرا جو اُس بن کیونکہ دل ٹکڑے بنے
 میں جہانِ مدفن تمہارے کشنگانِ زلف کے
 شوخِ قاتل کو مرے کیا چاہئے ہے رنگِ پاں
 افندِ قون سے کس کی دلِ خون تھا کہ میری خاک
 اُسکی ٹھوکر کا ہونِ دیوانہ کہ جسکے پائوں میں
 آئے وہ شایر عبادت کو کہ با صدفِ صفال
 دادی وحشت میں بھی جا کر نہ اپنا دل کھلا

مشک اگر ہنگام ہے تو کیا خون کا بھی کال ہے
 لوحِ تربت پر بھی لکھا سورہ زلزال ہے
 جوشِ داغِ دل ہجومِ نقطہ زماں ہے
 لبِ تلک بھی اُسکو آجانا وہ صد سال ہے
 لیکن باب دیکھا سو یادے دلِ با مال ہے
 خاکِ میرے دھیر کی اڑنے میں جیسے مال ہے
 آفتابِ سمان زنگی کے سنہ کا خال ہے
 نامہ ہے چینِ چینِ فاصد شکستہ حال ہے
 مثلِ عیدی باعثِ خوشنودی اطفال ہے
 اب گسے پردا ہے سون ہے کہ اک شغال ہے
 نشترِ زبور ہے تن پر مرے جواب ہے
 ہے قفسِ توسینہ چالِ دردِ شبکِ طال ہے
 چادرِ آبِ روانِ سنہ پر مرے رومال ہے
 پھر خوشہ رو کا بھی گنجِ سوختہ کیا مال ہے
 جو رکِ پا ہے وہ بھگو شیر کا سا بال ہے
 نخل کی جا بیدِ مجنون ہے دہان یا جال ہے
 خونِ اعجازِ سیحان لبِ اُسکا لال ہے
 نوکِ برگِ سبزہ جوں شفا پر طوی لال ہے
 گردشِ رنگِ پری سے حلقہِ خطمال ہے
 آئی مژگان پر نظر بھی ہر استقبال ہے
 پنجرہِ مژگانِ آہو شیر کا چنگال ہے

	عشق ہے اس ذوق وہ کافر کہ جسکے ہاتھ سے شیخِ صنغانِ سامِ سلمانِ رنبرِ مشرب بنے	
عشق نے کشتہ کیا صورتِ سیاب مجھے چاہتے ہر کفنِ چادرِ متاب مجھے یہ جلا آج وہیں بھر دلِ بیتاب مجھے آب کے جائے دیا کرتی ہے دہراب مجھے قبلہ و کعبہ لکھا کرتا تھا القاب مجھے تیرہ تختی میں بھی جونِ تنجِ سیہ تاب مجھے دلِ بیتاب کو میں اور دلِ بیتاب مجھے کہ رہا مہِ نظرِ عشق کا آداب مجھے لیوے اس طرح سے زانو کے تلے داب مجھے	کچھ نہیں چاہئے تجھیز کا اسباب مجھے اُسے مارا رخ روشن کی دکھانا ب مجھے کل جہان سے کہ اٹھالائے تھے احباب مجھے جہن دہر میں جونِ سبزہ شمشیر ہون میں میں مجھوں ہوں کہ مجھوں بھی ہمیشہ خط میں جو مرے واقف جو ہر میں وہ کہتے ہیں عزیز کنجِ تنہائی میں دیتا ہوں دلا سے کیا کیا میں نہ تر پاہو دمِ نرجس تو باعثِ یہ تھا در نہ وہ شوغ کہ جو محل سے بھی نازک ہو	
	ہو گیا جلوہ انجمِ مری آنکھوں میں نمک کیونکہ آئے شبِ بھران میں کو خواب مجھے	
تم آگ لینے آئے تھے کیا آئے کیا چلے بیٹھے بٹھائے خاک میں ہمو ملا چلے اک دم تو ٹھہرا اور کہ کیا آئے کیا چلے شوقِ وصالِ دلمین لے بار کا چلے کیا خوب بھول گورہ میری چڑھا چلے آوارہ مثلِ آہوے صحرا بنا چلے رہنے دے کچھ کہ صبح کا بھی ناشتا چلے مانند آفتاب وہ بے نقشِ پا چلے		لیتے ہی دل جو عاشقِ دلسوز کا چلے تم چشمِ سرمہ گین کو جو اپنی دکھا چلے دیوانہ آکے اور بھی دل کو سنا چلے ہے لطفِ سیرِ باغِ جہانِ خاک اُڑا چلے غیرِ دن کے ساتھ چھوڑ کے تم نقشِ پا چلے دکھلا کے مجھ کو نرگسِ بہار کیا چلے اے غم مجھے تمام شبِ بھران میں نہ کھا بل بے غم و حینِ زمین پر نہ رکھے پاؤں

خالِ چشمِ جانان کا شکران سے تجمل دیکھو تو	
اترا پشتِ ماہی پہ کیا لے کے سکندرِ شکر ہے	
ہوئے امامِ برحق پیدا ذوق اگر تو دیکھہ ابھی	
ہوتا گردِ اسلامیوں کا جوں سجدہ گوہرِ شکر ہے	
یہی خاکِ تزاری تھی جس سے گردِ وں سب بنے	
اُسین کچھ آخِ گر جو باقی تھے سودہ کو کب بنے	
دل کو رکھ دن اُس دمِ شمشیر پر گر ڈھب بنے	
نایہ تہِ بانیِ صراطِ عشق پر مرکب بنے	
حال سے خورشیدِ روغ پر تھارت جب بنے	
تیرہ بختِ ان محبتِ سوختہ کو کب بنے	
عشقِ تسلیمِ نیاز و ناز یک جان کیونکہ ہو	
اگر نہ مجنون آن کر لیلی کا ہم مکتب بنے	
جو نمونِ عقدے کبھی جوں غنچہ تصویرِ آ	
و اے قسمت وہ ہمارے عقدہ مطلب بنے	
بے سیہ کاری سے نامہ یانِ تلک اپنا سیاہ	
رذرِ محشر پر پڑے گرسایہ اُس کا شب بنے	
سرِ حُسنِ کو اکب کیل بنے ہے دودِ آہ	
ایسا کاجل بن کہ جس سے اُس کا خال لب بنے	
محبتِ علیہ بنائے خر کو ان کس طرح	
تر بیت سے دافنی نا اہل دا نا کب بنے	
موزیوں کو حق نہ دے آنکھیں تالا وین بلا	عینِ حکمتِ نخی کہ معدوم البصرِ عقر بے

آفتابِ حشر ہے یارب کہ نکلا گرم گرم چشم کو بے پردہ ہو کس طرح نظرِ عیب بیتِ ساقی نامہ کی لکھو کوئی جاے دعا	اشکِ خونینِ دل جلوان کے دیدہ نمناک کرتادہ پردہ نشین پردہ تو ہے ادراک سے پرستو کے کفن پر کلکِ چوتیاک
--	---

عیبِ ذاتی کو چھپا بیگانہ حسنِ عارضی
زیبِ بد اندام کو ہو ذوق کیا پوشاک

الگ تا ہو دے کچھ کچھ کراہتا رہا رہا خبر لونِ جیب کی یامین رہوں بشیارِ اس لگے اس تنائیں مرے ہر خارِ اس لگے اس شعلہِ خو کے کون مجھ سازِ اس کرے گردِ هوتے دھتو تو جاہِ تبارِ اس کیا تو نے کنارہ مجھے اور ہاتھو کی جھٹ تمہارے جلوہ رخ کے جوسلِ خاکِ لومین کدڑ ہو دہ گل کیا کیا جو نادانستہ لگ جائے ترے جو سجدہ در سے حسینِ بونخاکِ نو ہوا بے پردہ بھی مجھے تو اُسے یوں کیا پردہ وہی زیبا ہے اُس کے واسطے جو قطعِ جے سکی اب انکوشِ جہت میں بختِ دریا لوگ کتنے چہرے لہجے ہوے کو سون میں اپنے زور جلین گے آتشِ رنگِ خانی پائے گم کتنے دکھائے صدرِ نہ زنجیر نے یہ پائوں مجھوں عزیزِ اصلا نہیں سراپا بہت کہ دریا نے	نہ دامنِ خار سے بھوٹ نہ چھوٹے خارِ اس جنونِ کچھ میں ناخنِ جیت اور خارِ اس گردنِ دستانِ گر مو عطا اک تارِ اس الجمہ سکتا ہے کوئی برق کے بھی خارِ اس تجھوٹے خونِ مرا بر تیرے خونِ خنوارِ اس گریبانِ بکھارا کر ہوا اسے یارِ اس تو پرانِ آکے پوچھیں لبِ پری خسارِ اس درا کر نسیمِ دامنِ گلزارِ اس سے نہ پوچھیں حورِ عین کے اے پری خسارِ اس بنایا دریاں اک پردہ دیوارِ اس سے محلِ سکتا ہے کوئی آستین کا کارِ اس سے گرے تھے اشک کے قطرے مردِ دلدارِ اس اگر بندھ جائے میرے دامنِ کسارِ اس سے ہلا نکھاجو وقتِ گرمی رفتارِ اس سے کہ اک صدمہ سا پہونچے ہے دم رفتارِ اس گرہ دیکھانہ باندھا تو ہر شہوارِ اس سے
---	--

<p> آئے تھے سر پہ خاں اڑانے اڑا ہے ہم جگے ساتھ ساتھ چلے وہ جدا ہے رنگ رنگ کے میرے حلق پہ خنجر ترا ہے کیا اڑ کے تجھ سے طائر نکلت بھلا ہے ہم اس سر سے دہرین کیا آئے کیا ہے تم وقت نزع ہو کے جو مجھے خفا ہے ہر سوج مثل بار یہ تم بنا ہے ہم اس جانبین مثل صبا خاں اڑا ہے گراؤ کے مثل طائر رنگ حسنا ہے دنیا سے دلین لیکے جو حرص و ہوا ہے دیکھا جان سے صاف ہی اہل صفا ہے یاں جان ہی بدن میں نہیں نصیب کیا ہے پھر پھر کے تیرے گھر کی طرف دیکھتا ہے ہے کیا غضب کہ آگ لگے اور ہوا ہے </p>	<p> کیا لے چلے گئی سے تری ہم کہ جون نسیم افسوس ہے کہ سایہ مرغ ہوا کی طرح قاتل جو تیرے دلین کا دھت نہ تو کیوں ہے گل کا دل تو سنبل بچان کے دامین ہو کر سوار تو سن سر روان پہ آہ لبریز ہو گیا مرثا شاید کہ جامِ عمر سلجھا نین زلفین کیا لب بیا پہ آپ نے دنیا میں جب سے آئے رہا عشق گل خان قاتل سے بھل گیا ہے کہ جانبر ہوا پناہ فکر قناعت اُن کو میسر ہوئی کمان آلودہ سرمہ سے نہ ہوئی چشم میں نگاہ کیا دیکھتا ہے ہاتھ مرا چھوڑ دے طیب لیجا لیں تیرے کشتہ کو جنت میں بھی اگر اُس روئے آتشین کی تصویر میں بادلف </p>
---	---

اے ذوق ہے غضب نگہ یار اکھنڈ
 وہ کیا بچے کہ حسب یہ یہ قضا ہے

<p> کم سنین ہرگز زبان منہ میں ترے مسکے خاک کا تو وہ بنا انسان کی شست خاک سے جھانکتا ہے دل تجھے یوں سینہ صفا سے یہ تو دالبتہ ہے تیرے دامن فراق سے دان کی آتش ہو جو انکے روئے آتشاک سے </p>	<p> پاک رکھا بنا دہان ذکر خلدے پاک سے جب بھی تیرا حادث کی کمان افلاک سے جس طرح دیکھے قفس سے باغ کو مرغ اسیر تیرے صید نیجان کی جان نکلے کس طرح بیٹھا دوزخ میں بہارین خلد کی دیکھا کرنا </p>
---	--

بد نصیبی سے مری اُس بام پر ٹوٹی کسند	
اور نہ میں کیسا وہ نہ ٹوٹے مجھ سے دس کے بوجھ سے	
ہے اسیری میں گران خاطر ہوں میں جانتا ہے ٹوٹ	
آہنی قلاب بھی میرے نفس کے بوجھ سے	
لڑو تو ڈوبے ہے اور تیرے ہے مردہ آب میں	
بوجھ شایہ جسم کا کم ہے نفس کے بوجھ سے	
باندھ دے ناقہ کی گردن میں دل نالان قیس	
بوجھ اُس کا کم ہے اے لیلیٰ جس کے بوجھ سے	
سکھ دینا سے کہاں احمق اٹھا کر باجر صر	
مرہ گیا یہ تو گدھا دل میں پھنس کے بوجھ سے	
شاخ گل کیا مال ہے گرم گران جانی پہ آئین	
توڑ دے لو ہے کے حلقے کو نفس کے بوجھ سے	
مت لگا اے عشق دل کے ابلہ پر نقش غم	
ٹوٹ جائیگا یہ کسبدا اس نفس کے بوجھ سے	
سرجہ کاتے ہیں وہ آزاد اپنا کب مانند سرو	
ہے سبکباری جنہیں بارہوس کے بوجھ سے	
اپنے دامن میں نہ لے میرے گل تخت جگر	
بھی دھڑکتا ہے کہیں چولی نہ سکے بوجھ سے	
کیا ہوا دل نے یا اگر ایک کوہ غم اٹھا	
یہ نہیں اے قویق دبتا ایسے دس کے بوجھ سے	

مرنی بھی نہیں دیتے خلش گر کوہین آرائش
 سراپت کچھ جو غن کوہ کن کر جاے بچہ مرین
 فرشتے تیرے دامن کو بنائیں جاننا زاپنی
 مرے باؤن کے چھالے شوہن کیا کیا شکستہ
 مرا آنسو ہے وہ زہر آب نیلا جو بدن سارا
 تیرے مجنون کو ہے وہ جامہ عریان تنی زیبا
 جد اگر سر ہوتے سے اور جدا ہوں تہ شانون
 ترا مجنون زار اتنا گران جان ہے نہ اٹھنے کا
 یہ تجھ بن اشکباری ہے کہ آنسو پوچھتا ہو نہیں
 لہان ہے موسم طفلی کہ ہم دامن سوار نہیں
 مرادہ گریہ غم خندہ عشرت سے بہتر ہو
 میں وہ آلودہ دامن ہوں بنائیں تار سجہ کا
 یہ صید ناتوان مثل پرانستادہ اڑ جائے
 ہوا پنکھے کی حجاب آور ہے کیا ایک جنبش میں
 نکلا ہوا ہوس آنکھی سے تیری خاک اڑائے کو

کہ صحرا پوچھتا ہے کب سنانِ خار دہن
 نکالے صل ہے پتھر کی جا کسار دامن سے
 اگر وہو ڈالے تو داغ سے پندار دامن سے
 جو کوئی ٹوٹ جاتا ہے الحکمر خار دامن سے
 خدا نا خواستہ لگ جائے اسے غمخوار دامن سے
 کہ جسکو آستین سے تنگ ہے اور خار دامن سے
 جدا ہو پر نہ مانعہ اپنا ترے اے یار دامن سے
 بٹ جائے اگر مصرعے کے مثل خار دامن سے
 کبھی تو آستین سے اور کبھی اے یار دامن سے
 کیا کرتے تھے کار تو سن رہوار دامن سے
 اگر آنسو مرے پونچھے وہ گل رخسار دامن سے
 فرشتے پاک دامن لیکے میرے نار دامن سے
 لگانے گر نسیم دامن گلزار دامن سے
 کرے سو فتنہ خوابیدہ وہ بیدار دامن سے
 پھیلے تو چراغ شعلہ رخسار دامن سے

نہو دے دل جلون کی ذوق ہمایون سے دلاؤ	
کہ کب فانوس پونچھے شمع کار رخسار دامن سے	
ہوں یہ لامع جھک کے فامٹ یک خس کے بوجھ سے	
جن گیا وہ لچکے ہے پائے ٹکس کے بوجھ سے	
حقاقت رعنا کبھی یزاب ہوس کے بوجھ سے	
بھلا تاسلے شعلہ اک نفس کے بوجھ سے	

<p>خزایدِ ستم کش ہے وہ شمشیر کشیدہ شکونِ مین بے جانے ہن ہم سوئے دربار آفِ گرمی و حشت کہ مری ٹھو کروں ہی میں کچھ رحمت باری سے نہیں دور کہ ساقی کشتہ ہوں میں کس چشمِ سیہ مست کا بار کھلنا نہیں دل بند ہی رہتا ہے ہمیشہ نالوں کے اثر سے مرے پھوڑا سا ہے پکتا</p>	<p>جسکانہ زُکے دلد فلک کی بھی پرستے مقصود رہ کعبہ ہے دریا کے سفر سے پتھر ہن پہاڑوں کے اُڑے جاتے ٹر سے رو دین جو ذرا مست تو ہے ابر سے برستے ٹپکے ہے جو سستی مرے تربت کے شجر سے کیا جانے کہ آجائے ہے تو اُسین کہ ہر سے کیوں ریم سدا نکلے نہ آہن کے جگر سے</p>
---	---

اے ذوقِ کسی مہدمِ دیرینہ کا ملنا
 بہتر ہے ملاقاتِ سیاحِ خضر سے

<p>کیڑا دزا سا اور وہ پتھر میں گھر کرے تیرا اُس نگہ کا زردِ دل مضطرب میں گھر کرے چشمِ سیہ بخاری نظر بھر کے دیکھے جب پتلی سیاہ دیکھو اُس چشمِ مست کی یوں میرے دلمین جھپتی ہے دندان کی آہٹ بہل کا آشیانہ ہے گلشن میں کیا عجب دکھلائے جوش گریہ اگر میری چشمِ تر گنبد میں گرو باد کے مجنوں نے گھر کیا گلشتِ چینِ نہیں کہ گئی صبحِ شام لے آنکھ اجنی اُسکے لب پہ عجب گھر بکڑ گئی قاتل مرے لہو کو شتابی سے دھکوت میں وزد کیا تو آنکھ میں گھر کرے میں ذوق</p>	<p>انسان وہ کیا نہ جو دلِ دہر میں گھر کرے ناسورِ عشقِ زخم کے پھر گھر میں گھر کرے لالہ میں دغ دے گلِ عبرت میں گھر کرے جھوٹا عجب ہے یوں گلِ عبرت میں گھر کرے ہیرے کی جون کئی کوئی گوہر میں گھر کرے اُس رخ پہ دل جو زلفِ معجز میں گھر کرے مردم کے غرقِ سیکڑوں پہ گھر میں گھر کرے سرگشتہ ایسا کون کہ چکر میں گھر کرے دل سو کہ اسکی زلفِ معجز میں گھر کرے جونِ عنکبوتِ برگِ گلِ تر میں گھر کرے جونِ مورچہ نہ یہ ترے خیمہ میں گھر کرے دل جتنا گم ہوا کس کو کس گھر میں گھر کرے</p>
--	--

	خصت اسے زندان جنوں زفر در کمر کاٹے ہے
مژدہ خار دشت بھرتلوا مرا کھجلاٹے ہے	
	سر زوبت ذبح اپنا اس کے زیر پاٹے ہے
یہ نصیب اللہ اکبر یونے کی جائے ہے	
واہ واہ شور و جھٹ خوب ہی بھڑکا نمک	
استخوان ہرے ہا کس کس مزے کھاتے ہے	
ہاں ۔ د طاقت کئے ہے ضعف سے سینے میں دراوا	
دیکھئے کس تک جا کیونکر مجھے پہنچائے ہے	
	بس کراے سوز درون بہ جا میں گئے دل دیکر
رحم جو سن کر یہ بھپرجانی مری بھراتے ہے	
	مل بے استغنا کر وہ یاں آتے آتے رہ گئے
انت ری بیت ابی کیان تو دم ہی نکلا جائے ہے	
	نزع میں بھی ذوق کو تیرا ہی بس ہے انتظار
	جانب در دیکھ لے ہے جبکہ ہوش آجائے ہے
جانے کا نہیں چور مرے زخم حبر سے	زخمی ہوں میں اس ناوک زردیدہ نظر سے
یہ تار نکلتا ہے کہیں دل کے گھر سے	ہم خوب میں واقف ترے انداز کمر سے
تو جانو پھرے شیخ جی اللہ کے گھر سے	گرا کی بھرے جیتے وہ کعبہ کے سفر سے
زعم سے ہے مطلب نہ صفا سے نہ حجر سے	البریز سے صاف ہے ہو جام بلورین
اک آہ بھی سینہ میں سونا سید از سے	سرمایہ امید ہے کیا پاس چارے
ہے شاخ ثمر دارین گل پہلے نثر سے	وہ ظن سے پیش آتے ہیں جو فیض ران ہیں
باندھے ہوئے کسار بھی دامن کو کر سے	حاضر ہیں مرے توسن و حشت کے جلو میں

حال مہر وفا کمون تو کمین	نہیں شوق ان حکایتوں سے مجھے
اکھی گرے سے جھلایا دل	ہوا نقصان کفایتوں سے مجھے
لے گئی عشق کی ہدایتِ ذوق	
اس مری سب نہایتوں سے مجھے	
اکھی کس بے گنہ کو مارا سمجھ کے قاتل نے کشتی ہے	
اکھ اُس کے کو بے مین آج شورِ بابتی ذنبِ قشتل ہے	
عس جہانی مین تیرے ظالم کو نہیں کیا مجھ سے کیا جانی ہے	
جگر گدازی ہے سینہ کا دوی ہے دل خراشی ہے جاگنی ہے	
زمین پہ تو قسم کے گرنے سے صاف اظہارِ روشنی ہے	
اکھ جون ہن روشِ ضمیر ان کو فروغ اُنکی فردوسی ہے	
بشر جو اس تیرہ خالداں مین بڑا یہ اُسکی فردوسی ہے	
اگر نہ قندیلِ عرش مین بھی اُسی کے جلو کی روشنی ہے	
ہوئے ہن تر گریہِ ندامت سے اس قدر استین و دامن	
اکھ میری تردا ہنی کے آگے عرقِ عرق پاکدا ہنی ہے	
ہوئے ہن اس اپنی سادگی سے ہم آشنا جنگِ داشتی ہے	
اگر نہ وہ تو پھر کسی سے نہ دوستی ہے نہ دشمنی ہے	
گناہ اُس بتکدے مین تو دل جو ٹوٹا ہے تو ٹوٹ کر مل	
اکھ کیسا ہی کوئی خوش شاملِ صم ہو آخر شکستی ہے	
نہیں ہے قانع کو خواہشِ زردہ مجلسی مین بھی جو تندر	
اجان مین مانند کیمیا گر پیٹ محتاجِ دل غنی ہے	
کوئی ہے کافر کوئی مسلمان جدا ہر اک کی جداہ ایمان	اجا کے نزدیک ہے ہر جی وہ اسکے نزدیک ہے ہر جی

<p>کھینچ اے کشش الفت کیا دیر لگائی ہے یان آنے میں یا قسمت کیا دیر لگائی ہے دکھلا دے کہیں صورت کیا دیر لگائی ہے اے دلبر خوش قامت کیا دیر لگائی ہے ہے تجھ میں اگر جزا کیا دیر لگائی ہے نحوڑی ہے یہاں فرصت کیا دیر لگائی ہے باندھو کمر محبت کیا دیر لگائی ہے لاجول ولا قوت کیا دیر لگائی ہے اندر سی تری غفلت کیا دیر لگائی ہے ساتی نے دم عشرت کیا دیر لگائی ہے اے سوز غم فرقت کیا دیر لگائی ہے لو اٹھو کہیں حضرت کیا دیر لگائی ہے تو اے دل پر حسرت کیا دیر لگائی ہے</p>	<p>آنہیں رہ طاعت کیا دیر لگائی ہے قاتل تو کب آتا ہے پر پہل اجل نے بھی آنکھوں میں ہے دم تیرے بیار محبت کا آنا بھی کہیں تیرا آنا ہے قیامت کا پروانہ سے کہتی ہے یہ شمع کہیں جل چک کس نگر میں ہے ساتی دے بادہ جو ہے باقی ہے تیغ کب قاتل تم مرے پہ جان بازو اگر قتل ہی کرنا ہے قاتل کہیں جلدی ہو یان وعدہ بھی آپہنچا تو اب ملک آتا ہے بے بادہ ملک تانین پتے ہیں لبیکش دے پھونک کہیں دلوں سے ملگتا ہے بالین پہ کما میری ہنگامہ محشر نے اُسکے لب خنجر کا لینا ہے اگر بوس</p>
--	---

اے ذوق شہید اُسکو کرتے ہیں کئی عاشق
 کرنی ہے اگر سبقت کیا دیر لگائی ہے

<p>تو نے مارا عنایتوں سے مجھے یار تیری حمایتوں سے مجھے خطہ کن کن کنایتوں سے مجھے آیتوں سے روایتوں سے مجھے دشمنوں کی رعایتوں سے مجھے شوق کم ہے کھایتوں سے مجھے</p>	<p>خوب رو کا شکایتوں سے مجھے کہنے کیا کیا ہیں دیکھ تو اغیار یہ بھی تقدیر کا لکھا کہ لکھے واجب القتل سے ٹھہرایا سمجھے ہے واجب الرعایت سے کر نہ کر لے میں تو کی اس چشم</p>
--	---

کرت یہ اشک و آہ میں بخیل کیون عبث و نہالے پر جو سرمہ کے دانہ ہے خال کا کیا شاد کو خفیف کرے ہے زبان خلق اٹھے جہان ہی سے جو ستر سے وہ اٹھے بہ زندہ ایک شیخ محرف سے بھی سوا سکن پذیر آج سے دل میں نہیں ہے غم	ہو جاتا راز دل جو نگاہوں میں فاش ہے گو یا کہ دست چشم فسونگر میں ماش ہے شاہ باش جسکو کہتے ہیں وہ شاد باش ہے تیرا مریض عشق جو صاحب فراش ہے اس کج ادا نے اور ننگی تیرا مش ہے رو زرازل سے اُسکی ہی بود و باش ہے ✓
--	--

اے ذوق جانتا ہے وہ ہمدرد سیرا در
دل جسکا پارہ پارہ جگر پاش پاش ہے

سے تیرے کان زلف منبر لگی ہوئی بیٹھے بھرے ہوئے میں خمیے کی طرح ہم چائے بغیر خون کوئی رہتی ہے تیری تیغ میت کو غسل دیجو نہ اُس خاک ر کی سیسے بھی گریے پاس تو ممکن نہیں شفا کچھ ہے کب کسی سے کہ اُسکی تڑپ کی نوک کرتی ہے زیرِ برقع فانوس ناک جھانک بیٹھے ہیں دل کے پیچھے دے ہزار ہا کل ہندی کیون نہ باغیں ہو پامال رشک یہ چاہتا ہے شوق کہ قاصد بجائے مہر منہ سے لگا ہوا ہے اگر جام نے تو کیا	رکھے گی یہ نہ بال برابر لگی ہوئی پر کیا کرن کہ مہر ہے شہد پر لگی ہوئی ہے یہ تو اُسکو چاٹ ستھر لگی ہوئی ہے تن پہ خاک کو چھ دلسبر لگی ہوئی خویشید کو دہ تپ ہے فلک پر لگی ہوئی ✓ ہے پھانس سی کلجے کے اندر لگی ہوئی بروانہ سے ہے سمع مقرر لگی ہوئی گدڑی ہے اُسکی راہ گدڑ پر لگی ہوئی بانوں میں تیرے دیکھے خاگر لگی ہوئی آنکھ اپنی حوافظ خط پر لگی ہوئی ہے دل سے نیا دِ ساقی کو شکر لگی ہوئی
--	---

اے ذوق دیکھ دخترِ رزگو: منہ لگا
چھنتی نہیں ہے منہ سے یہ کان لگی ہوئی

	مختلف منزل محبت نہ کر بلا چل تو بے تکلف
کہ جا بجا خارزارِ وحشت سے زیرِ پا فرشِ سوزنی ہے	
	<p>خدا نگِ مزرگان سے ذوق اُسکے دل بناسینہ پہرے ہے</p> <p>مثال آئینہ سخت جانی سے سینہ دیوار آہنی ہے</p>
<p>جان کشنی قصا سے لڑتی ہے</p> <p>شمعِ تجھ بن ہوا سے لڑتی ہے</p> <p>دیکھ احمق خدا سے لڑتی ہے</p> <p>اک بلا اک بلا سے لڑتی ہے</p> <p>کیا کسی آشنائے لڑتی ہے</p> <p>چھوٹ کس کس ادا سے لڑتی ہے</p> <p>موت کیا کیا شفا سے لڑتی ہے</p> <p>عشق میں ابتدا سے لڑتی ہے</p> <p>یہ لڑا کسا سے لڑتی ہے</p> <p>چھٹے آبِ بقا سے لڑتی ہے</p> <p>جب کسی پار سے لڑتی ہے</p>	<p>آگدا اس پر جفا سے لڑتی ہے</p> <p>مستغلا بھڑک نہ کیونکہ محفل میں</p> <p>قسمت اُس بت سے جا لڑی اپنی</p> <p>منین مزرگان کی و صفین تو بہ</p> <p>شوقِ قلقل یہ کیوں ہے دخترِ رز</p> <p>نگہ ناز اُسکی عاشق سے</p> <p>تیرے بیمار کے سرِ بالین</p> <p>واہ کیا کیا طبعِ اپنی بھی</p> <p>زالِ دنیا نے صلح کی کس دن</p> <p>تیری شمشیرِ خون کے چھینٹو لے</p> <p>دیکھ اُس چشمِ مست کی شوخی</p>
	<p>سچ ہے احرارِ خدمتِ آذوق</p> <p>نگہ اُسکی دغا سے لڑتی ہے</p>
<p>ڈرنا ہوں دل سے میں کہ بڑا بد معاش ہے</p> <p>تو آپ ہی بت پرست ہے اور بت تراش ہے</p> <p>سینے میں میرے ناخنِ غم کی خراش ہے</p> <p>اڑ جاتی ٹھوکرِ دن ہی سے عاشق کی لاش ہے</p>	<p>دل کی معاشِ غم سے غم کی تلاش ہے</p> <p>اس تیکہ دین کون ہے کافر ترے سوا</p> <p>لبرِ نہ صاف بزرگ ہلالِ عید</p> <p>ہونے و بالِ دوش نہیں کشمکشِ عینِ عشق</p>

سجد میں تنگ بیٹھا ہے کیوں عتاف سے کھولی نہ آنکھ ابرسہ کے کھاف سے اس اپنے ناتوان کو پرے کوہِ عتاف سے ہے تیغ تیز تنگ ہے اسکو غلاف سے اس کلک تیرنا لہ گردون شگاف سے کافر کو کام کعبے کے ہے کیا طواف سے فرقت کی رات کم ہنیں روزِ مصاف سے مجنون سمجھو کعبہ کے بہتر طواف سے ہے دسبہم نکل کے چمکتی غلاف سے لیکن دوئی عیان ہے قلم کے نہماں سے	چل سکید میں شیخ بسر کر مرصباں تاہوں نے دی چڑھا جو تپ لرزہ مہر کو پھینکے ہے ایک جنبش مژگانین وہ پری ہے جو ہر کمال پہ نگا اگر فقیہ گذری ہے شوق سینہ شگافی میں عمر چرخ گردش ہے اسکی چشم کی کیوں میر دلکے گرد لڑتے ہیں اگر نصیب سے گاہے فلک سے ہم طوفِ سیاہِ خمیہ لیتے ہوا نصیب جون تیغ خوش غلاف نگہ تیری آئے پی لکھتا ہے شیخ مسئلہ وحدت وجود
--	--

گلہائے رنگ رنگ سے ہے رونق چین
اے ذوق اس جہان کو ہے زیبِ اختلاف سے

کیا غرض لاکھ خدائی میں ہوں دولت والے

اُن کا بندہ ہوں جو بندے ہیں محبت والے

جاہن گرجا رہ محبت کا جرات والے

بیمیں الماس و ننگ سنگ جرات والے

گئے جنت میں اگر سوزِ محبت والے

تو یہ جا لوز رہے دوزخ میں یہ جنت والے

ساقیا ہوں جو صہبوی کی نہ عادت والے

صبحِ محشر کو بھی اٹھیں نہ ترے ستوا لے

رہے جون شیشہ و ساغر وہ مکر و دونوں
+ ابھی مل بھی گئے دودل جو کہدورت والے

<p>بیزہ ہوئے لطف اور شکایت کے مرے بے شکایت نہیں اے ذوقِ محبت کے مرے آئے مجھوں کو ترے سوہ جنت کے مرے دلِ بریان سے مرے سوہِ محبت کے مرے تو میں کیا عشق میں تأس کانِ ملاحت کے مرے کہ اُمّائیں ترے سر باز شہادت کے مرے ایک میں کیا کمون اُس عالمِ حیرت کے مرے یوں عبادت ہو تو عابدینِ عبادت کے مرے کہ اُڑائے ہی میں دولت کے ہر دُست کے مرے پوچھو فرادے اس تلخیِ حسرت کے مرے کہ اُڑاتے ہیں گنہگار ہی رحمت کے مرے لے رہا ہے دلِ مجروحِ جراحت کے مرے دیکھ تو کیسے جکھاتا ہوں محبت کے مرے شادی وصل کی لذتِ غمِ فرقت کے مرے پر مرزا بنا دیتے ہیں غفلت کے مرے چاٹتا ہونٹھ ہے لے لے کے جراحت کے مرے بھولنے کے نہیں پہلی وہ عنایت کے مرے</p>	<p>تجگو کچھ یاد بھی ہیں پہلے وہ الفت کے مرے بے محبت نہیں اے ذوقِ شکایت کے مرے کھائے کو بچے میں ترے آئے جو سنگِ طفلان گنتی پر میں سی کیا بون کو میں کیا کیا سنگِ صرف ہر زخمِ جگرِ ناموسد کانِ نمک کتبِ عشق میں ہو کاشِ تناخ ہی سہی دیکھ کر اُسکو گیا عالمِ حیرت میں تو میں سجدے میں باغِ مرے ہے یہ کس لطف سے غنچہ خندان ہو نہ کیوں کر کے زرا پنا برباد جانِ شیریں بھی گئی اور نہ ملی شیریں جی ابرو ابران کے نہ کیوں لطفِ تھامینِ بخوار ہے نمکِ پاش جو میں نہس کے وہ جلِ مکین کچھ جتاؤ جو محبت تو لے ہے کہ نہ کچھ اذا اللہ جاشنی عشق کا کامل ہو تو دین نہیں جربے مزگی کوئی مزہ و نہیاب میں خبر نازنے کیا چاٹ لگائی دل کو بے مزاجی کو کرین لاکھ ترے ظلم و ستم</p>
--	--

پھر بھٹنا زخیم کا انگو مبارک اے ذوق
دلِ زخمی کو ترے بادہِ عشرت کے مرے

<p>لیتا تھا کامِ سنجہ کا شکمِ پیاز سے جتکی کہ آتش ہے زبانِ لام و تکاف سے</p>	<p>اول ہی سے بشر کو بتِ رعبتِ خلاف سے کب وہ گزرتے ہیں سرِ لاف و گداز سے</p>
---	--

	تو مرے حال سے غافل ہے براے غفلت کیش
تیرے انداز تغافل نہیں غفلت والے	
مازہ ہے گل کو تراکت پہ چین میں اسے ذوق اُسے دیکھے ہی نہیں ناز و نراکت والے	
<p>جلاد فلک سے جی یہ جلا د غضب ہے سرمنا قدم و ستم ایجا د غضب ہے شاگرد بھی ہے قہر جا ستم د غضب ہے فریاد نہ کر دیکھ یہ ستم د غضب ہے کیا سو: ذکر از دل فرما د غضب ہے ہو خاک جابر سوختہ بر باد غضب ہے پہلے ہی سے اس چاہ کی افاد غضب ہے اس باغین ہونا ہی دل شاد غضب ہے یہ تجھ چہ نہ اکا دل ناشاد غضب ہے کیا سوختہ جانوں کی بھی فر باد غضب ہے دنیا میں گراں باری اولاد غضب ہے ہم جا بین قصا سے اگر امداد غضب ہے پھر آج وہ سب سے بیداد غضب ہے اللہ رسے زباجا فظہ کیا باد غضب ہے کیا حضرت آدم کی بھی اولاد غضب ہے ہم جیسے ہیں عاشق وہ پر نداد غضب ہے عاشق کی ترے گرمی فر باد غضب ہے</p>	<p>کیا غمزدہ ترا بر سر بیداد غضب ہے جو ہے ستم و کینہ و بیداد غضب ہے مازہ آفت و چشم ستم ایجا د غضب ہے بلبل یہ ترے واسطے فریاد غضب ہے نخلے بے سدا کوہ سے ہم آتش و دم آب خاکستر پروانہ پر روتی ہے سدا شمع ہم جاتے ہی تم کو گرسب کی نظر سے کیون غنچہ پریشان ہونہ ہوتے ہی شگفت اُس بت کا سمجھ سن خدا داد نہ اسکا ہوتا ہے پیند ایک ہی آواز میں آنسر توڑا کر شاخ کو کشتہ تے نمر کی اے شوخ تری چشم غضبناک کے ہوتے اللہ کرے خیر مرے شیشہ دل کی بھولانہ تجھے قتل گم عام میں قاتل اخوان شیاطین ہیں یہ سب سے پندار مرے نہیں حور و ان بہ نری طرح سے و اعذار انجم سے بچ چرخ پہ بونین بین عرق کی</p>

کس مرض کی ہیں دعا یہ سب جان بخش ترے	
جان بلب ہیں ترے آزار محبت والے	
حرص کے پھلتے ہیں پاتون بقدر وسعت	
تنگ ہی رہتے ہیں دنیا میں فراغت والے	
ہائے حسرت دیدار مری ہائے کو بھی	
کھتے ہیں ہائے حوشی سے کتابت والے	
نہیں خبر شمع مجاور مری بالین سزا	
نہیں جز کثرت پروانہ زیارت والے	
سہم ہا کبھی شکوہ نکرم کی خواہش	
دیکھ تو عم بھی ہیں کیا صبر و فطانت والے	
کیا تماشہ ہے کہ مثل رہ نواہن فروغ	
جاننے اپنی حقارت کو ہیں شہرت والے	
دل سے کچھ کستابوں میں مجھے ہے لکھ کتا	
دونوں اک حال میں ہیں رنج و مصیبت والے	
بے نصیبوں کے نصیبوں میں کمان بارگاہ وصل	
انہی قسمت میں سے جو لوگ میں قسمت والے	
تو جو آجائے تو ہے درد محبت کی دوا	
میرے ہمدرد ہوں بیدار و نصیحت والے	
پھٹ دیتے ہیں قلم جو قلم اتشبار	
میری شرح تیش دل کی کتابت والے	
بھرا اسوں ہے آنا کبھی روئے اتنا	
دل بیار کے ہیں دہی عبادت والے	

ہلال کو دیکھیں کہوں فلک پر اگر ہے مغفور عید ہلو	
نوا کی تیغ تم کے دل میں لب جراحت نہ دیکھ لینگے	
بہارِ یاران کو کون دیکھے نصیب یاران ہے تیرا یار	
ہم اس کے بدلے سر شک ترکان کی اپنی شہادت دیکھ لینگے	
اگرچہ میں مر بھی جاؤں کا تو کہیں گے ہے جیتا دم جرا	
وہ جب تک اپنے استان پر میری تربت نہ دیکھ لینگے	
مجھے یقین ہے نہیں دکھائیں گے اپنے رخسار لالہ گون کو	
روان مری چشم تر سے بے تک وہ خون حسرت نہ دیکھ لینگے	
یہ لوگ ناواقف محبت نہوں گے واقف تپ درون سے	
اگر جب تک مثل برق رگ رگ میں میرے سرعت نہ دیکھ لینگے	
خطا اس کو دے بھی دیا جو قاصدِ ذوق دیکر کیسا دھکا	
وہ خط نہ پہچان لینگے میرا مری عبارت نہ دیکھ لینگے	
کیا نہ نظر تلکو ہے یاروں سے تو کہتے	حال دل مبتاب کما جائے تو ہم سے
گر کہتے نہ لاکھوئے ہزاروں سے تو کہتے	کیا کہتے ہو آئین گے سرفراک شہیدان
کچھ فتنے اٹھاتے ہو مزاروں سے تو کہتے	پھر تم نہ کہیں حضرت عیسیٰ اگر ان سے
کہتے یہ تم عشق کے ماروں سے تو کہتے	کچھ سوزِ دل اپنا کسی دلسوز کے آگے
فرصت ہو تپ غم کے حرارِ دل سے تو کہتے	موقوف ہے گروہ کاشکارانِ واد پر
تو کہتے کچھ ان میر شکاروں سے تو کہتے	ان دانو نکو کیا موتیوں سے کہتے ہو ہبتا
موتی نہیں کچھ مال ستاروں سے تو کہتے	شانے کا دل جاں پسند آپ کو آیا
کس واسطے یہ سینہ فگاروں سے تو کہتے	کہتے نہ تکلّف ہے اے ذوق کبھی یاد
اکہلے سے سننا ہو ہزاروں سے تو کہتے	

ہے سر تو پابند غم ہے غم ہی میں
 غصہ ہے ترا قمر ترا قمر کیا ست
 ہے غم سے منور آئینہ بادیدہ پر اب
 وہ کونسا ہے غم کہ جو دنیا میں نہیں ہے
 قامت بھی ترا کیا ہے سر سر و قیامت
 دین ہوش جھلا مہم ہشت یار کے بل میں
 سو نقشہ دین نہان نظر ملت میں اس کی
 کہتے ہیں گرفتار کو آزاد غصہ ہے
 رخش تری بیدار ہے بیدار غصہ ہے
 سکنہ رومی کی بھی روداد غصہ ہے
 اور اس پہ بھی دلکش یغم آباد غصہ ہے
 طرہ بھی سطرہ شمشاد غصہ ہے
 آنکھوں کو تمنا یی فسون باد غصہ ہے
 یہ اظن نہیں اسے دل ناشاد غصہ ہے

ایہ خانہ ہستی ہے عجب نانہ رنگین
 اسے قوت کمر سے کیا بنیا غصہ ہے

ہوے وہ کب قائل قیامت جو تر قیامت دیکھ لینگے

ارہین گے رویت سے بلکہ منکر جو تیری صورت نہ دیکھ لینگے

بہیں غرض کیا کہ جاہلین گے ہم سرم کو اسے تیج تکہ سے

بہیں تون میں خدا کا اپنے ظہور قدرت نہ دیکھ لینگے

نہ دیکھ لی کیسی کیسی آفت جہان میں ہم نے تمہارے ہشت

اور آگے کیا کیا غم عالم ہم تمہاری دولت نہ دیکھ لینگے

دکھانا احوال اُنکو اپنا یہ اُنکی الفت کا امتحان ہے

کہ ہوگی الفت تو دیکھ لینگے نہ ہوگی الفت نہ دیکھ لینگے

کون یہ کیوں میں کہ حضرت دل شکر بون پر نہ زیر کھاؤ

کہ آپ ہی تلخی محبت کی وہ حلاوت نہ دیکھ لینگے

اگر چہ درد محبت اپنا کہا نہ میں نے زبان سے اپنی

وہ میری صورت نہ دیکھ لینگے وہ میری حالت نہ دیکھ لینگے

بلا سے گرد آبیال کا سائین ہے پاس چڑھنا لہا ہم اپنے نقطوں داغ دل ہی کو فال و دفع دیکھ لینگے

<p>تھاری بادبھاری میں آرزو کرتے کہ جاگ پردہ حقیقت کا ہن رفو کرتے تیسرا آب سے اور حال سے وضو کرتے</p>	<p>چمن میں دیکھتے گلزار آبرو کی بہار سمجھ یہ دار و رسن تار و سوزن اے مضمون عجب نہ تھا کہ زمانیکے انقلاب سے ہم</p>
<p>سراغ عمر گزشتہ کا دھونڈھے گزروق نام عمر گز جانے جستجو کرتے</p>	
<p>کیا حجب دل ہے وہاں ہرچہ پہنارتے وہ اپنی جانماز ہے اور یہ نماز ہے ظالم خدا سے ڈر کہ دو تو بہ باز ہے دوبی دو احراب ہے جو خانہ ساز ہے میرے گلے میں نالہ آہن گداز ہے سچ ہے حرافرادے کی رشی دراز ہے ہر خیمہ جانتا ہوں کہ وہ پاکباز ہے سختے تو کیا عجب کہ وہ نکستہ نواز ہے گلشن میں کس کی خاک شہیدان نماز ہے</p>	<p>ما سازب جو ہم سے اسی سے یہ ساز ہے اُس سنگ آستان چمن نیاز ہے دروازہ سیکرے کا نہ کرنہ مختب خانہ خرابیان دل تجار غم کی زکھ دُرتا ہوں اُسکا خنجر نہ جانے ہو کے آب پہو بچا ہے شب کمند لگا کر دمان رقیب اُس بت پہ گر خدا بھی ہو عاشق تو اے سنگ مراح خال روے بتان ہوں مجھے خدا بربرِ بگ گل کے لب سے ٹپکتا ہے خون پڑا</p>
<p>اے ذوق اپنا سب پہ کھلے کیون نہ را عشق ہر نالہ اک کلید در گنج ناز ہے</p>	
<p>کہے آشام پایاے ہن مینا بھر کے تو ڈوبو دو غنیں دریا میں سفینا بھر کے لائے اُس عارضِ روشن سے پسینا بھر کے زنگ سے بھر تلبے کیوں سین تو کینا بھر کے اپنے دامان نگہ مردم مینا بھر کے</p>	<p>ساقیا عید ہے لا بادہ سے مینا بھر کے آشناؤں سے اگر ایسے ہی بیزار ہو تم ہنیں پروین کہ یہ ہیں حقہ پروین میں ملک دل سے آئینہ صفا چائے رکھنا اسکا رد ز اُس گلشن رخسار سے لیجاتے ہیں گل</p>

<p>یہ اقامت ہیں پیغام سفر دیتی ہے زال دنیا ہے عجب طرح کی علامت دہر تیرہ خنجر مری کرتی ہے پریشان مجھ کو رات بھاری تھی سر شمع پہ سو ہو گدزی فائدہ دے تیرے بیاہ کو کیا خاک دیا برہمستی جاتی ہے جو عشق اس ستم ظالم کی دیتی شربت ہے کسے زہر بھری آنکھ تری دمدم زخم پہ اک زخم ہے دم لینے کی غنی بننا ترے آگے ہے جو کتنا جی سے شمع بھی کم نہیں کچھ عشق میں پروانہ سے نخل مزگان سے ہے کیا جانے کیا چشم تر کتے سنتے نہیں کچھ تم تو شب بھر میں پر تپ دل شمع کی جب کم نہیں ہوتی ناچار</p>	<p>زندگی موت کے آنے کی خبر دیتی ہے مرد و دیندار کو بھی دہریہ کر دیتی ہے تہمت اس زلف سیہ فام پہ دھر دیتی ہے کیا طباشیر سفیدی سحر دیتی ہے اب تو اکسیر بھی دیکھے تو عنصر دیتی ہے کچھ غنیمت مری اصلاح مگر دیتی ہے عین احسان ہے وہ زہر بھی گر دیتی ہے مجاہد فرصت تری کب تیغ نظر دیتی ہے چٹخا منہ پہ دھین باد سحر دیتی ہے جان دیتا ہے اگر وہ تو یہ سحر دیتی ہے چشم پانی کی طلیہ خون جگر دیتی ہے نالہ دل کا جواب آہ بگر دیتی ہے اسکو کاغذ سپیدی سحر دیتی ہے</p>
--	--

کوئی غماز نہیں میری طرف سے اے ذوق

کان اسکے مری فریاد ہی بھر دیتی ہے

<p>مرنے جو موت کے عاشق بیان کھو کرتے مزا تھا ہلکو جو بلبل سے دو بدو کرتے معرض تھی کیا ترے یرون کو آب پیکان سے اگر یہ جانتے جن جن کے ہلکو توڑیں گے یقین ہے صبح قیامت کو بھی صبحی کش نہ رہتی یوسف کفنان کی خوبی با نزار</p>	<p>سچ و خضر بھی مرنے کی آرزو کرتے کہ گل تمھارے بہار و ن کی آرزو کرتے مگر زیارت دل کیونکہ بے وضو کرتے تو گل کبھی نہ تمناے رنگ و بو کرتے مٹھین گے خواب سے ساتی ہو سو کرتے مقابلہ میں جو ہم تجھ کو بردہ کرتے</p>
--	--

ہم مفت عدو اپنا کسی کو نہیں پاتے چمکتے تری غنچہ دہی کو نہیں پاتے کچھون بنے دیاد دل تجھے ادسنگدل پنا وہ کو نسا غم ہے جیسے پاتے نہیں دل میں لیتے ہیں شب وصل میں ہم آنکھ جو بوسے میں ایسا کہیں گرم ہوں کہ یاران عجب رکتے ہیں دم شعلہ نشان افروز درخ وہ دن ہیں کہاں سبتے تھے جو شمع سے چمکتے	نم پاتے ہو ہکو تو چھری کو نہیں پاتے سنہتے ہیں گہری سہی کو نہیں پاتے کبخت ہم اس سخت گھڑی کو نہیں پاتے لیکن نہیں پاتے تو خوشی کو نہیں پاتے وہ لب پہ سحر رنگ سی کو نہیں پاتے گرم ہو کے مری گم شدگی کو نہیں پاتے لیکن مری آتش نفسی کو نہیں پاتے اب نام کو بھی زمین نمی کو نہیں پاتے
---	--

علوم نہیں اُسکے دہن ہے کہ نہیں ہے
اسے ذوق ہم اس سرخنی کو نہیں پاتے

بعض ملی ہے کہاں میری فلاحوں چلتی پہنچے کیونکر جو بس ناکہ لیلیٰ کی صدا کھول دے آنکھیں دم نوح نہ دیکھو کا تجھے جس میں دنیا سے چلا سر پہ یہ بولی حسرت وہ در کر باون کو سر سے یہ کہے ہے لیلیٰ میں تو ان آنکھوں کی گردش کا بلا گردان ہیں عمر طے کرتی ہے ہر دم سفر عجب فنا چلتے گود دیکھے ہے ساحل کو سوار گشتی	ہے ضعیف ابتو کہ چوٹی بھی نہیں یوں چلتی آج آذمی تری قسمت سے ہے مجھوں چلتی پر چھری اپنی تو گردن پہ میں کچھوں چلتی تو اکیلا نہیں ہمہ ترے میں ہوں چلتی پر نہیں کان پہ مجھوں کے کبھی جون چلتی کہ نہیں متری بھی واں گردش گردن چلتی حبکو تو سانس کہے ہے دل محزون چلتی حقیقت میں ہے کشتی سر جیون چلتی
---	--

ذوق گل مادر کوئی تازہ کھلا جاہتا ہے
کہ ہوا بلع جان میں ہے دگر گون چلتی

مڑے یہ دل کے لئے تھے نہ تھے زبان کے لئے	سو نہ تھے دلیں نرے سوزش نہان کے لئے
---	-------------------------------------

<p>زخم پر چوشس کے مانند جھلکتا ہے دم</p>	<p>خون حسرت سے لبوں تک مرا مینا بھر کے</p>
<p>جام خالی بھی لگا سحر سے نہ کم ظرف کے ساتھ ذوق کے ساتھ قدر ذوق سے پینا بھر کے</p>	
<p>نہیں جڑ کان بہ خون غار غم بھی دلشیں نکلے عنوش رن کے گھوس میرا جس نکلے جھٹے کیا ہم سے شوق من گندم گون کہ گندم توے انداز سے سوسو طر کے ناز ہون پیدا پوس جا کر نئی دنیا سے بھی گڑھ خود دنیا میں خدا سے دویش اور اس چشم تصور کو قلہ کی دیکھو گل کاری دم بحر جبال دل زیادہ جان کے جانے سے غم ہے تیرے جانیکا نہ غربت میں ہو گدہ رصفا پاکیزہ گوہر کی تیا ہی میں ہے مودی کی حلاوت اہل عالم کی ہوے تم چین برابر ہو کے بوسے قتل کے دلچ سرا بار و سیاہی گر لے ان نام دار دن کو فلک بھی خانہ زبور ہے کثرت سے انجم کی دل زخمی کی حالت پر دہان زخم کیا بولیں تصور اس لب شیریں کا آجائے اگر دلمیں مرے دل میں جسرت ہے کالوچ کالوچ کیا لکھو</p>	<p>جنون یہ بیشتر کیسے کہیں ڈوبے کہیں نکلے الہی برج عجب سے قمر صلبی کہیں نکلے ہمارے جدا جدا چھوڑ کر خلد برین نکلے ترے ہر ناز پر سوسو کا دم اسے ناز میں نکلے تو خالی خاک آدم سے نہ جتا بھر زمین نکلے کہ لاکھوں کام اس سے دو کتبے و دین نکلے کہ جاے حرف کھلاے ازار آتشیں نکلے الہی جانے سے پہلے مری جان حزمین نکلے تو کیوں دریا سے کیا ہو کے پھر دین نکلے کہ ویران خانہ زبور ہو جب انگبین نکلے چکنے سے تھارے جو ہر شیر کہیں نکلے ہوس ل سے نہ انکے نام کی مثل کہیں نکلے مگر کیا دخل جز زہر اب اس میں انگبین نکلے زبان تیغ سے نکلے تو شاید آفرین نکلے تو آنسو ہو کے شربت خون ہو کر انگبین نکلے نہ وہ زیر فلک نکلے نہ وہ زیر زمین نکلے</p>
<p>سناکتے تھے شہرہ ذوق جنگی پارسیانی کا وہ سب یار خرابات اپنے تھے ہنشین نکلے</p>	<p>سا</p>

بلند ہووے اگر مرزا کوئی شعلہ آہ چلے ہیں دیر کو مدت میں خانقاہ سے ہم وہاں دوش ہے اس ناتوان کو سرلیکن بیان در محبت جو ہونو کیوں کر ہو رہے ہے ہول کر یہ ہم نہو مزاج نہیں استارہ چشم کا تیری یکا یک اسے قاتل	تو ایک اور ہو خوشید آسمان کے لیے شکستہ توبہ لیے ارغوانِ مغان کے لیے لگا رکھا ہے ترے خنجر و سنان کے لیے زبان اس کے لیے ہے نہ دلِ دبان کے لیے بجا ہے ہول دل اُنکے مزا جہان کے لیے ہوا بہانہ مری مرگ ناگمان کے لیے
---	--

۸۰ بنایا آدمی کو فوق ایک سبز ضعیف

اور اس ضعیف سے کل کام و جہان کے لیے

جودل قمارخانہ میں بت سے لگا چکے کیا خط میں مدعا لکھوں اپنا کہ مدعی آنا بلا سے انکا قیامت سے کم نہیں زہر آب بھی ہے بادہ تو کر لینگے نوشخان اچھا کیا وفا کی عوض تو نے کی جفا یاد آیا یان کے آنیکا وعدہ انھیں بوی کب جب تک کہ سر ہے ساتھ ہے یہ سر کے ہو سو ہو کیا دیکھتا ہے تیغ نگہ ایسی اک لگا باب خاک کے مین ڈھیر تو کیا اس خزاہ میں باز آیا دیکھنے سے نہ آتشِ رخون کے دل حاجت نہیں ہے تیرے شہید و نگو غسل کی کیا مجھے قیمت دل و جان پوچھتا ہے تو تم بھول کر بھی یاد نہیں کرتے ہو کبھی	وہ کعبتین چھوڑ کے کعبہ کو جا چکے پہلے ہی اُنکو میری طرف سے پڑھا چکے مرے ہیں انتظار میں اک روز آپ کے ساقی پیالہِ سندھ سے ہم اب تو لگا چکے بس اب ستم نہ کر کہ کیا اپنا پا چکے جب رات کو وہ پانوں میں مہندی لگا چکے اب ہم تو سہرہ بار محبت اٹھا چکے قصہ نامِ عمر کا اسے پڑھا چکے پہلے تو ہم بھی خاکِ بہت سی لڑا چکے سو بار آئے اسے آنکھیں دکھا چکے قاتل وہ تیرے ہاتھ سے خونیں نہا چکے دو لڑن میں اک نگاہ پہ اسے دل رہا چکے ہم تو تحاری یاد میں سب کچھ بھلا چکے
---	---

نہیں ثبات بندی عز و شان کے لیے
 ہزار لطف میں جو ہر ستم میں جان کے لیے
 فرم عشق سے ہے روشنی بمان کے لیے
 دم عروج ہے کیا فکر زردبان کے لیے
 صبا جو آئے حسن و خار خاکدان کے لیے
 صدا تپش تپش ہے دل تپان کے لیے
 لگا ہوا نازنے کی دیر و نہ میں تیار
 حجر کے چونے ہی پر ہے حج کعبہ اگر
 نہ چھوڑ تو کسی عالم میں راستی کہ یہ شے
 جو پاس مر و محبت کہیں بیان بکشا
 غلبہ سے عشق کے ہے خار پیرین تن زار
 تپش سے عشق کے یہ حال ہے مرا گویا
 مرے مزار پر کس طرح سے نہ برسے نور
 الہی کان میں کیا اُس صنم نے پھونک دیا
 نہیں ہے خانہ بدوشوں کو حاجت سامان
 نہ دل رہا نہ جگر دونوں چلکے خاک ہوئے
 نہ لوح گور پستونکے ہو نہ ہونو یز
 اگر امید نہ ہمسایہ ہو تو خانہ یاس
 وہ مول لیتے ہیں جسم کوئی نئی تلوار
 صریح چشم سخن کو ترے کئے نہ کئے
 مثال نے ہے مر اجب تلک کہ دم میں دم

کہ ساقدارِ اوج کے پستی ہے آسمان کے لیے
 ستم شریک ہو اکون آسمان کے لیے
 یہی سب باغ ہے اس تیرہ خاکدان کے لیے
 لکھنڈ آہ تو ہے بام آسمان کے لیے
 نفس میں کیوں کہہ بھر کے دل آشیان کے لیے
 ہمیشہ غم ہے غم جان ناتوان کے لیے
 ہوں کب سے بیٹھا ہوا مرگ ناگہان کے لیے
 تو بوسے بنے بھی اُس سنگِ شاک کے لیے
 عرصا ہے پر کوا اور سیف ہے جوان کے لیے
 تو ہم بھی لیتے کسی اپنے مہربان کے لیے
 ہمیشہ اس ترے مجنون ناتوان کے لیے
 بجائے نعر ہے سب مابستخوان کے لیے
 کہ جان دی ترے روئے عرق فشان کے لیے
 کہ ہاتھ رکھتے ہیں کا نو پہ سب اذاک کے لیے
 انا ہے چاہتے کیا خانہ کمان کے لیے
 رہا ہے سینہ میں کیا چشمِ خورشیدان کے لیے
 جو ہو تو خشتِ خم سے کوئی نشان کے لیے
 بہشت ہے مہین آرام جادوان کے لیے
 لگاتے پہلے بھی برہین امتحان کے لیے
 جواب صاف ہے پر طاقتِ توان کے لیے
 فغان ہے میرے لئے اور میں فغان کے لیے

پوچھے ملے سے جسے کرنا ہو مسجد سوکا	لکھے گرا بنا بھلا کوئی جسے سکھ جائے
کیا ہوا اسے ذوقِ بینِ جونِ مردِ کمِ ہمِ رو سیاہ	لیکن آنکھوں میں سنا کوئی جسے سکھ جائے
زبان پسند کروں جونِ آسپاسینے میں بکلیں سے	
اڑائے خوب کچھ ترے غلِ مجنون نے زندان سے	دہن کا ذکر کیا بانِ سرِ ہی فائب ہے گریبان سے
نکل گیا فتنہ سازی میں ہو ہر شرمِ فتنان سے	کہ ہر سو محلِ فشان ہے شرارِ سنگِ طفلان سے
شرارے متصل نکلے یہاں تک سنگِ طفلان سے	کہ چکے ہے سرِ مجنون پہ کھلی سنگِ پاران سے
یہاں تک ناقوان ہم ہیں گزر جائیں اگر جان سے	
اسی باعث سے دایہ طفل کو افیون دیتی ہے	کہ نہا ہو جائے لذتِ آشنا تلخی دھوان سے
پیشوائی کو بڑے کر کششِ دل آگے	دورے مجنون کی طرف ناقہِ محل آگے
جاتے اس طرح سے اُس کو بے کوہِ دل آگے	دل سے ہم آگے کبھی جسے کبھی مل آگے
اگرچہ بہنِ وہی عفتا سے چلا کھوں کس	لیکے ہم بندگی کی ابھی منزل آگے
تجھنا ناقص بھی غنیمت ہے اب سو فیضِ فوق	
کاملیت ہے کہاں ہو چکے کا سال آگے	
جو خاۂ ہستی میں ہے انسان کے لئے ہے	آراستہ یہ گھر اسی ہمان کے لئے ہے

دشمن بارے نام کو کیا کیا سٹا چکے جھگڑا یہ وہ نہیں ہے کہ جو بے نقصا چکے سراپنا خوب حضرت ناصح پھرا چکے	لو بکھو خدا کے نام نے روشن کیا نشان ہو سرکہ میں عشق کے قاضی نہ کیونکہ موت اپنا ہی دل نہ پھیر سکے رخ سے یار کی
--	---

بنکا رو آج خوب چلو میکہ کو ذوق
چھوڑو کہیں وظیفہ بہت بڑھا چکے

بھی جی میں تملانا کوئی ہے سیکہ جائے اُن کو درپردہ جلانا کوئی ہے سیکہ جائے اُن کو کف لا کر ڈرانا کوئی ہے سیکہ جائے برق مضطر تملانا کوئی ہے سیکہ جائے اپنے ہاتھوں گھر لٹانا کوئی ہے سیکہ جائے سچ تو ہے یوں سکرانا کوئی ہے سیکہ جائے در و دل اپنا جتنا کوئی ہے سیکہ جائے دلو قاتل کے بڑھانا کوئی ہے سیکہ جائے جھوٹ کو سچ کر دکھانا کوئی ہے سیکہ جائے بات کا ایسا بھی پانا کوئی ہے سیکہ جائے پیشوا لینے کو جانا کوئی ہے سیکہ جائے تیور پوٹا مار جانا کوئی ہے سیکہ جائے کیا سکھایا سکھانا کوئی ہے سیکہ جائے پہلے اُسکے ناز اٹھانا کوئی ہے سیکہ جائے گر نہیں آتا بسا کوئی ہے سیکہ جائے چاک سینے کا سلانا کوئی ہے سیکہ جائے	چکے چکے غم کا کھانا کوئی ہے سیکہ جائے دگر حسن شمع لانا کوئی ہے سیکہ جائے جھوٹ موٹ ایون کھانا کوئی ہے سیکہ جائے ہر تر آنسو بھانا کوئی ہے سیکہ جائے تیر و پیکان جتنے تھے دے دیے تھے نکال دیکھ کے قاتل کو بھلائے خراش دلمین خون خط میں لکھو اگر اُٹھیں بھیجا تو مطلع در دکا شیخ تو او بھی پڑی تھی گر بڑے ہم آپ سے جب کہا کرتا ہوں وہ بولے مرا سر کاٹ کر وان بے ابرو بیان گردن پہ پھیری تھے تیغ سکے آما نکلی از خود رفتہ ہو جاتے ہیں ہم ہم نے پہلے ہی کہا تھا تو کر لگا ہم کو قتل جو سکھایا اپنی قسمت نے و گرنہ اُس کو غیر مطف اٹھانا ہے اگر منظر اُسکے ناز کا کمد و قاصد سے کہ جائے کچھ بھانے سے وہاں زخم تو سینے ہیں سب پر سوزنِ الماس سے
---	--

تو جو دم ہے غافل دم واپسین ہے
لے لے پھرتی مجھ کو کمین کا کمین ہے
کوئی نام کفان کو کمنا سین ہے
لگانے ہوئے میرا دل دور بین ہے
زمانہ کو تو کچھ تغیر نہیں ہے
وہی آسمان اور وہی زمین ہے

نہ ہو دے اگر تجھ کو دم کا بھر دے سنا
وہ چنوین بیٹھے ہیں اور برگمانی
ہنسی آتی ہے مجھ کو جب تیرے آگے
جو تم عرش سے دور بیٹھے تو بیٹھو
نہیں وہ رہے ہم سے تم تھے جو پہلے
وہی ہے زمانہ وہی رات دن

یہ کی آہ سوز نسیم دل پر اٹھائے
بجھے آف بین ذوق صد آفرین ہے

یہ کچھ نشانی اپنی مجھے یاد کا رو دے
مضنون چشم کو یونین ایک تیرا رو دے
جو اپنے ہاتھ کا نہ بجے پشت خار دے
تو بے تلک نہ کیسے شلین کا تار دے
یاں وہ نشے نہیں جنہیں ترشی آثار دے
میں بجائے بھینہ میرا آبدار دے
مٹی بھی جس کو تیرے نہ دکا خیار دے
پھر میں نہ لون اگر کوئی مشک تار دے
تو سر نہ چشم ماہ میں میرا اخبار دے
پلے اگر نہ بھوکو دل بغیر ار دے
یہ جس نہیں ہے جس کو سیانا آثار دے
قاصد جواب نہ نہ کی سقاہ دے
سچ ہے کہ ساتھ یار کا کیونکر نہ یار دے

چلا نہیں تو پہلے کا کل اب نگار دے
تو چشم میں نہ نہ دنیا لہ دار دے
باز اپنا سیر ہاتھ میں کب وہ نگار دے
مانگے نہ زخم دل میں ترادلفگار دے
دشنام ہو کہ وہ ترش اب ہونہار دے
کاشن کو آب گرمزہ اشکبار دے
کیا خاک تجھ پہ جان کوئی جان نثار دے
وہ زلف شکبار اگر ایک نار دے
جولان سمندر نما کو آب شہسوار دے
وہ ناتوان ہون میں کہ نہ جنبش کردن کھی
عشق اس پہی کا ہے وہ بلا جائیکے جان
ایسا نہ کہ آتے ہی آتے جواب حفظ
غم یار کا رہے گامے ساتھ تاجہ چشم

<p>دل کعبہ ہے اور کعبہ مسلمان کے لیے ہے از بیا تہ نفس مرغ خوش الحان کے لیے ہے از اب جو دعا ملتذا بآبان کے لیے ہے ہر نے میں بھرتی آگ نستان کے لیے ہے اک کل بھڑپشم غزالان کے لیے ہے باقی ہے تو میری شب بھران کے لیے ہے گویا سبق المفاہل دبستان کے لیے ہے یہ صید کسی خبیہ فرگان کے لیے ہے جدیر ہے اس تو وہ طوفان کے لیے ہے</p>	<p>زلفین تری کا فرامین دل سے مرے کیا کام بیٹھائے سخنور جو گرفتار تفسیر مستون کے لئے رزت باری کے ہیں آثار اپنوں سے نہ مل پئے ہیں سب بونکے بچن میں کس کی گھا ہونکا ہوں جوشی کہ مرخی خاک کچھ میرے نصیبوں سے زیادہ جو سیاہی عاشق کا جنون طرفہ تماشا ہے کہ ہر بات وہ الف سیہ چھینکتی کیوں دام ہے دلق دل بھی ہے مرا جان ترے شق ستم کی</p>
---	---

دل قید بعلق سے نکل سکتا نہیں ذوق
 کیا در نہیں اس خانہ زندان کے لیے ہے

<p>ستاروں میں کیا کیا جان مہین ہے خبر بھی نہیں یان کہ ہے یا نہیں ہے تو دل ہے نہ جان ہے نہ ایمان نہ دین ہے یقین ہے یقین بلکہ عین یقین ہے بیان ناتوان میں و بار یک میں ہے مرا عشق کم خرچ و بالا نشین ہے بیان منتظر لب پہ جان حزیں ہے کہ میں ہوں کہیں دل کہیں جان کہیں ہے دم سرد ہے نالہ آتشین ہے تو موج تبسم بھی چین بر حسین ہے</p>	<p>چنی توئے افسان جواب نہ حسین ہے نہ بوجھو کہ دل شاوہے یا حزیں ہے یہی گزرتی چشم حسرا فرین ہے منم میرے دل کو خدائی کا تیری ہر اک چاند دیکھے ہے اُنسیوین کا رگ کے اٹک اور آہ پہنچی فلک پر تعاضل سے فرصت نہیں دان نظر کو پڑے تفرقے یہ جدائی سے تیری شب غم میں دسا زود و سوز اپنا سہنی ہے جو کچھ بخشش آسیران کی</p>
--	--

<p>یہ تر خوب جادو اس خیال خام چلتا ہے نے منصوبہ سے روز الملق آیام چلتا ہے ابھی کچھ دم سے سینے میں زیرِ دام چلتا ہے تو یہ جانو کہ نامینا کس را بام چلتا ہے</p>	<p>کیا بخت مزاجوں کو سحر تو نے دنیا میں عجب شطرنج گردوں ہے کہ حسین اپنے گھوڑی کو کہو صیاد سے گرزج کرنا ہے تو بعدی کر ارادہ گر کرے ناقص علو حسابہ کامل کا</p>
<p>خرد نے راز عالم کچھ نہ پایا ذوق اگر پایا کہ بے آغزا زایا اور بے انجام چلتا ہے</p>	
<p>آتا یہ کس بھروسے پہنتا چمن میں ہے پردہ ساعنکبت کا سقف کمن میں ہے یہ وہ غریب ہے کہ مسافر وطن میں ہے اس دروے عقیق کا دل خون بین میں ہے زیرِ شنگہ زلف شکن در شکن میں ہے بھرا تا میرے زخم کے پانی دہن میں ہے یہاں کام اُگائیش زنی ہر سخن میں ہے دیکھیں سہیل کیونکہ چکنا چن میں ہے</p>	<p>پھولا نہیں سمانا جو گل پیر بن میں ہے سر میں کہاں جوتا ب نچ سیم تن میں ہے دم کو نہیں ہے سینہ میں آرام ایک دم حرف آئے مجھ پہ دیکھے کس کس کے نام وہ دل کہ لانا نہ سکتا تھا چین چین کی تاب یاد آتا ہے جواب دم تیغ کا مسزا بہن روزن دہن میں جو کڑو دم لئے ہوئے دکھلا دو پشت لب یہ تم اپنی ڈر بلاق</p>
<p>ہوش و خسر کو دیکھ لیا درِ سر میں ذوق آرام کو بھی دیکھ کہ دیوانہ بن میں ہے</p>	<p>ہوش و خسر کو دیکھ لیا درِ سر میں ذوق آرام کو بھی دیکھ کہ دیوانہ بن میں ہے</p>
<p>جو تو مانگے گا وہی دو گنا خدا وہ دن کرے میرے سعد و نحس کا معلوم تا وہ دن کرے عید قربان سے شرف پیدا سوا وہ دن کرے اس سے کم دیوں ہی مشترک گناہ وہ دن کرے عید کے دن کو نہ کیوں عاشور کا وہ دن کرے</p>	<p>یہاں کے آئینا مقرر قاصدا وہ دن کرے کون سی شب آئینا گدا وہ نہ منجم سے کہو تو کرے قربان بہن حبدن ہمارے واسطے جب کہا تا صدمے دن وعدہ کا آیا تو کہا تیغ قاتل سے رہے جو قتل کے دن بغیب</p>

اگر تباہیوں فغان دلِ امیدوار چسل
 میں ہوں وہ گل کہ پہنچوں نہ گلشنِ خاکِ تنگ
 اس شمعِ تیری عمر طبعی ہے ایک رات
 میں ہوں وہ زندہ دل کہ مری جان بقرار
 لے دامِ داغِ دل سے مرے سوزِ شبنام
 نے ہم سے نہ پاسِ مر دت نہ مضغی
 ہو گری و فنا سے شگفتہ نہ گل کا دل
 بے نیلِ چشمہ آبِ مصفا کا ہے تو کیا
 جاننا ز عشقِ جانِ ناک اپنی لعلِ جانے
 جون شمعِ مردہ کشتہ زلفِ سیاہ کو
 پھوڑے کمانِ جہنم نہ تیرا بچھوڑنا
 عاشق نہ جہنمِ اجمِ گردون سے پائے شد
 بقتل سے لیکھے شیدوہ مردانگی کوئی

جیسے اذانِ بلند کوئی روزہ دار دے
 جنبش اگر نہ مجھ کو نسیم بہار دے
 ہنس کر گذار یا اسے رو کر گذار دے
 برقِ جان کو آتشِ مردہ قرار دے
 وعدہ پہ روزِ حشر کے پر کون اُدھار دے
 پھر جانِ کسِ سید پہ یہ جانِ نثار دے
 جانِ اُس پہ اپنی بلبلِ شیدا ہزار دے
 مانگوں تو ایک قطرہ نہ آئینہ وار دے
 لیکن تمہارے عشق میں جہت نہ ہار دے
 گزرتے کھن تو دہنِ شہائے مار دے
 یہ آہِ تیرناک میں اس کی ہزار دے
 لیون کوڑیوں کے مولِ دُرِ شاہوار دے
 جب قصدِ خون کو آئے تو پہلے پکار دے

اس جبر پر تو ذوقِ بشر کا یہ حال ہے
 کیا جانے کیا کرے جو خدا اختیار دے

فلک تو ٹیڑھ ہی کی صبح سے ناشام چلتا ہے
 جہرے جاؤ گلا میں صیادِ دمِ گلشنِ چلتے کا
 ہمیشہ دو عشرت ہے جو تم ہوا بل کیفیت
 چلا پہلو سے اُٹھ کر جبکہ وہ آرامِ جانِ دل
 سزا تیر نگہ بیکِ قصائے کم نہیں فاقہ
 سمندرِ دشتِ پناہِ تلخِ گل سے تازیانے

مگر سید بھی نظرتِ تیری اپنا کام چلتا ہے
 مے سینے میں دمِ جب تک بزمِ دِرام چلتا ہے
 کہ مہر و ماہ سے دن رات بیانِ اکِ جام چلتا ہے
 کہا آرام نے جسے کہ تو آرام چلتا ہے
 جہدِ سر چلتا ہے جن کرموت کا پیغام چلتا ہے
 جنوں کی شاہِ رامین سدا شہِ گام چلتا ہے

اور اگر کچھ نہیں دیکھوں تو دھر جائیں گے پہلے جب تک نہ دو عالم سے گزر جائیں گے جب یہ عاصی عرقِ شرم سے تر جائیں گے بلکہ پوچھے گا خدا بھی تو مگر جائیں گے مہر وہ نظروں سے یاروں کے اتر جائیں گے پر یہی ڈر ہے کہ وہ دیکھ کے ڈر جائیں گے بیانے سب ہم روشِ تیر نظرِ جانین گے	لے جوت ہن تربت پہ گلابی آنکھیں پہو پھین گے رہ گزیر بار تک کیونکر ہم آگ و دوزخ کی بھی ہو جائیگی پانی پانی ہم نہیں وہ جو کرین خونِ عروے تجھ سے رخ روشن سے نقاب اپنے اٹکھو تم شعلہ آہ کو بجلی کی طرح چمکائوں ہم بھی دیکھیں گے کوئی اہل نظر سے کہ نہیں
--	--

ذوق جو دیر سے کے بگڑے ہوئے ہیں ملتا
ان کو میخانہ میں لے آؤ سنو رہا جانین گے

اپنا گھر تو سوہتا ہے سیکڑوں فرنگ سے اس الِ متاب و جانِ مضطرب و صنگ سے جنتری میں گچھ کے نکلے ہے دہان تنگ سے خون اگر ٹپکے نواسے مرغ خوش آہنگ سے ہو کا تو جس رنگ میں مل جائیگے اس رنگ سے اسکی تیغ تیز آلودہ نہ دیکھی رنگ سے دل سے کہہ دیجئے کہ دیکھو ہاتھ نام رنگ سے جھڑتے ہیں جاں شرر بانیکے قطر رنگ سے	دل بچے کیونکر تیوں کی چشمِ شونخ و تنگ سے اسے تغافل کیشِ جلدی اکہ تو آفتابین بل بے باری کی کہ گویا برتر تارِ سخن ایک بھی نکلے نہ میری سی صدائے دلخراش چھپ کے بیٹھے گا کمان تو ہے اسے ٹکین دا جوشِ گریہ سے ہی برساتِ برسوں پر کبھی پہلے یہ نیت و ضو کی ہے نازِ عشق میں میرے رونیکے اترے ہو گئے پتھر بھی آب
--	---

ذوق زیبا ہے جو ہوا بشِ سفید شیخ پر
وہمہ آبِ تنگ سے صدی سے گزرتے

اور یہ تنگ کرین مٹھ تو شکایت نہ کرے فائدہ اسکو کبھی سنگِ جراحت نہ کرے	کوئی ان تنگ دہانوں سے محبت نہ کرے ہے جراحتِ کامری سودہ الماس علاج
--	--

دن قیامت کا نوے پیرا طومار عمل نیک و بد سب دن خاک ہیں تکی جسین کی جو لاش دفن کر مری جہانے قاتل سوچ میں	ہاتے آتا ہے کہ امکان کیا و فادہ دن کر کچھ کر دلیکن فراش کیا قضا وہ دن کرے یعنی میری فاتحہ کا کو سادہ دن کرے
--	---

آذوق کنا خاک و دنگا جمعہ کو حب کا غسل

لونی اُس کو جا کے بتلا دے جوادہ دن کرے

کوئی لڑکھو تری ہوا تر کر تو کے مری حقیقت پر درد کو کوئی اُس سے بہ آرزو ہے جہنم کو بھی کہ آتش عشق بغد مایہ نین گر ہر ایک کا تبہ و نام جو چپ لگا کے نہ بیٹھے تو کیا کرے ناصح جل اٹھے شمع کے مانند قصۂ خوان کی بان شید عشق کا ہر نظر خون اناحق ہے مجال کیا کہ تیرے آگے فتہ دم مارے بھرے گا بابر محبت کی کیا فلک مامی جلاے ہو دے مرا رخ نامہ بر بہو مزا	کہ آدمی جو کئے بات سوچ کر تو کے بہ آہ و نالہ نہ کہوے چشم تر تو کے مجھے نہ شعلہ گلابا کے شر تو کے بھلا حباب کو دیکھیں کوئی گھر تو کے کہ جانتا ہے کئے کا ہو کچھ اثر تو کے ہمارا قصہ پر سوز لحظہ بھر تو کے کے بدن کوئی منصور اسقدر تو کے کیگا اور تو کیا پہلے اسقدر تو کے یہ حوصلہ کوئی رکھے بجز نیر تو کے کہ اُسکو دیکھ کے وہ مجھ سے خوشخبر تو کے
--	--

سر شک جہنم مرے ہیں کہ ہوئے موزون

مری طرح سے کوئی ذوق شعر تر تو کے

اب تو گھر کے یہ کہتے ہیں کہ مر جائیں گے ساتے چشم گہ بار کے کمد و دریا تم نے ٹھہرائی اگر غبر کے گھر جانے کی خالی اسے چادر گرد ہوئے بہت مریدان	مر گئے پر نہ لگا جی تو کہ مر جائیں گے جڑھ کے گر آئے تو نظر دن سے نہ جائیں گے نوارا دے بیان بھر اور ٹھہر جائیں گے پر مرے زخم نین لیے کہ بھر جائیں گے
---	--

جسدن سے ہوا عشق مرے درپے تعلیم مر جاؤں مگر رازِ محبت نہ جبت اُون بتیابی دل لفظوں میں کیا آئے کہ حرف بتیابی دل کا کوئی مضمون جو ہو نظم تلمی با حسرت کو پیون کیون نہ مرے سے ہے وصل میں غم بجر کا اور بجر بلا ہے آلودہ اظہار نہ ہو رازِ محبت کھو آپ کو گر ڈھونڈھتا ہے عشق کی منزل باروت سے دان لاکھوں میں شاگردِ حجا	ہر خارِ بیابان قلمِ مشق جنون ہے کیسا ہی اگر درد ہو دلمین نہ کہون ہے دکھلا رہا گا ہے حرکت گاہ سکون ہے ہر حرف پہ میرے حرکت جا سکون ہے میری ہی تیرے تپ سوزِ درد ہے آرامِ محبت میں بہن یوں ہے نہ دون ہے دم ہونٹوں پہ آجائے مگر میں نہ کہون ہے گم گشتگی اس ہ میں تری راہ نمون ہے وہ چشمِ منو مگر سبق آموزِ منون ہے
---	---

کیون حالِ زبون اپنا بیان کرنا ہے اُنے
اے ذوقِ ترے واسطے یہ سخت زبون ہے

کوسے ہے کام تیغ یا کس کس ابداری سے زبان کھولیں گے مجھ پر جربان کیا بشارتی گذرتی ہے مزہ میں زندگی غفلتِ شکاری سے نہو تا گردہ شوح خودِ ما سرگرم آرائش روانِ شمع کے اشکو میں چربی خاک گھل گھل کر خبر کیا پوچھتے ہو اپنے بیمارِ محبت کی جو پوچھے زانہ شک اپنی دار و کدو پی لے فقس کو لے اڑیں حیاتِ اسیرِ منظرِ تیرے کبھی گر سُر اٹھا اپنا تو چون اشکِ ہرگز کان اٹھائے جاؤں کبتک داغِ کاش اُنکے غرض ہوتے	دکھاتی اپنی کلکاری ہے کیا کیا بھکاری سے کہ میں نے خاک بھری اُنکے نظیرِ خاکساری سے مرے نزدیک بیہوشی ہے بہترِ ہوشیاری سے اٹھاتا ہاتھ خورشیدِ فلک آئینہ داری سے بہا جاتا ہے دل خون ہو کے اپنا اشکباری سے کہ نوبت دمِ شکاری کی تھی شبِ اخترِ شکاری سے اگر پر ہیز کو پوچھے کہو پر ہیز گاری سے خبر گل کی اُڑاؤ تیری سنیں بادِ بہاری سے زمین کو جانکا رہ چکے اپنا شرمساری سے مری چھاتی ہے پتھر سنگدل دو چاہِ بہاری سے
--	---

<p>عشق کے داغ کو دل مہر موت سمجھا ہر قدم پر ہر انگون سے روان میں دیا آج تک خون سے رہے ترے زبان خنجر کلمت صبح ازل کا ہے خلیفہ انسان بن جلے شمع کے پردہ انہیں جل سکتا</p>	<p>دُور ہے کافر کہیں دعوائے نبوت نکرے کیا کرے حادہ اگر ترک رفاقت نکرے پر کرے کیا جو طلب کوئی شہادت نکرے بھر کرے کون اگر یہی خلافت نکرے آیا کرے عشق اگر حسن ہی سبقت نکرے</p>
<p>پھر چلا مقتل عشاق کو تانلی سے ذوق سہ پہر پاکین کشتوں کے قیامت نکرے</p>	
<p>کہتے ہیں جھوٹ سب کر نہیں پاؤں جھوٹے چلتا ہو ذوق قید سے بستی کے پھوٹ کے دُعا لا جو کجاو حسن کے سانچے میں اُصنم بید رو سب نے کوٹھا خالی نہیں مر کیونکر حجاب ہو سکے دریائے بیکران</p>	<p>جھوٹے تو بیٹھے بھی نہیں پاؤں ٹوٹ کے یہ قید مار ڈالے گی دم گھوٹ گھوٹ کے آنکھوں کی جا بے بھر دیے موتی سے کوچ کے دل میں بھرا ہے درد مرے کوٹ کوٹ کے دریا سے بے تلمٹ ملے ٹوٹ جھوٹ کے</p>
<p>اُس شمع رو سے رات کو حضرت ہو سے جو ذوق روئے ہیں دل کے آبلے کیا پھوٹ پھوٹ کے</p>	
<p>ہر دم دل خون گشتہ میں اک جوشِ فردا ہے دنیا کی ہے رفعت کا سبب بستی ہمت بھر جاتی ہے سینہ کو مریٰ بھی اُلٹی میں درد سے ہوں عشق کے بیٹھا ہوا البریز اک غمرہ تری چشمِ فسوں کا رک کا کافر دل کرتا ہے اس کوچہ کا جب قصد تو لیتا آقا میں ہے بنا درد کی فریاد سے میری</p>	<p>جواہ ہے سینہ میں سو فوارہ خون ہے اگر دن کو ہے ابج اس زمانہ میں کہ دن ہے قسمت ہے جو گزشتہ ہوئی بخت نگون ہے پر دل ہی کہتا ہے کہ ہر گز نہ کمون ہے سو چشم پر پی کو سبق آموز فسوں ہے طاثر کے عموں رنگ پریدہ سے شگون ہے جو مالہ ہے ایوانِ محبت کا ستون ہے</p>

<p>ہمے محتاج ہوا مرسم زنگار کا تو آبِ خنجر ہے جو زبرِ آبِ وفا داروں کو قدرِ مجنون ترے پھولوں کی چھڑی ہے لیلیٰ</p>	<p>زخمِ دل زہرِ نیچے ہنستا ترا لگتا ہے ملکِ رعب ہے وفا پانی درا لگتا ہے جب ذرا جھکتا ہے سر پا نوائے جا لگتا ہے</p>
<p>زورِ زائد ہے تو کیا کھوٹ ابھی ہے دلیمن ذوق اس زور کو کسوتی پر کسا لگتا ہے</p>	
<p>اُڑانی طرزِ نالہ کی تھی ایک دم تیرے محزون سے نہ شب آنکھوں میں خوابِ باخیاں خالِ شبکوں یہ دنیا ہے وہ چھانہ کہ حسین دورِ گردون نہ اثر ہونا کہ پر درد کا انا تو اسے بل شہیدِ چشمِ سگیں ہوں کمورت پر سبکدش ترے مجنون کے تن پر لاغری کا قطع ہے جام خدا جانے ہوئے بخت اپنے وارزون کی لہوؤں اُڑائیں پون جادو گر ملا ہے ہمین دُرتے</p>	<p>سوا تک دیکھ لے منقارِ طولی سرخ سے خون رے بیدار ساری رات ہم آں حسابِ خون کل حکمت کیے کتنے ہی خمِ خاکِ فلاطون سے کہ پکے جاں شبنم اشکِ چشمِ گردون سے کمرین آکر چرخِ انان ساغرِ صبلے کلکوں سے بنانا پیرِ بن ہے ایک برگِ بید مجنون سے ویا زلفینِ مین اسکی وارزون مجھ بختِ وارزون سے ہے اپنا دم ہوا ہوتا تری چشمِ پراسون سے</p>
<p>اُسی باغِ سخن میں ذوقِ حسی اپنا بہلتا ہے جہاں بے عشق کی آتی ہے کچھ گلہائے مضمون</p>	
<p>ننگہ کا وار تھا دل پر پھر کئے جان لگی ترا زبان سے ملا نازِ بانِ جو یا د آیا کسی کے دل کا سوا حال دل لگا کر تم تو وہ ہلالِ حسین ہے کہ تارے بن کر خدا کرے کے تجھ سے یہ کچھ خدا نکستی اُڑانی حرص نے آکر جہانین سبکی خاک</p>	<p>جلی تھی بر بھی کسی پر کسی کے آن لگی نہ ہائے ہائے میں تالو سے پھر زبان لگی جو ہو دے دلوں تھارے بھی مہربان لگی رے ہے تیری طرف چشمِ یکِ جان لگی کہ بے غلے بت بدکیش تیرے کان لگی ہنیں ہے کس کو ہوا زبرا سمان لگی</p>

لگی جی گریزین کو پھرتے تفتہ جانوں کی	نوشل زبانی جگے جن پھر بھیری سے
ہنیں آمانہ آئے جہاں سے ذوق اُس تنگ کو	بلا سے خوش تو ہو جانا ہے میری آہ و زاری
یار بننے حال پر ہم دلفگاروں کے گئے اور بھی تمکا سمندِ حشت اپنا دشت میں کس کی کفش پا بہ دیکھے ہیں ستارے تنگ بزم میں کر وہ الٹ دے روستوں سے نقاب اس طرح درپے دونوں ہیں ترے چشم و نگاہ سرزمینِ باغِ الفت میں ترے اے فتنہ گر شمنیانِ تیرے دلی غلین پھولے سو فار و کھل ہو اگر گرمِ فغانِ مرغِ جن میری طرح آئے ہم اس بزم میں ایک دم سوا سیر کیڑوں اے خدنگ یار مریم جا بے غریب کیوں	کاش کے ایسے ہی یارب کلو بارون کے گئے تیز جون ہمیشہ شتر حب کہ خارون کے گئے رہتے ہیں دیدے زمین کو جو ستاروں کے گئے چھوٹے کتاب بند ہر ماہ پارون کے گئے جون شکارا فلک پھرین پیچھے نکارون کے گئے نخلِ قامت جب ترے سینہ نگارون کے گئے خنجر و نکلے برگِ نکلے بھل کٹارون کے گئے آگ دم میں آئیا نو نکو ہزاروں کے گئے تینے طعنوں کے گئے خنجر اشارون کے گئے مریم اگر زخم پر سینہ نگارون کے گئے
ذوق صحرا جنوں میں ہو گیا ہے گرد باد	تو سنِ حشت کو ہیں مہمیز خارون کے گئے
باغِ عالم میں جہاں نخلِ حنا لگتا ہے کیا تر پناہ دلِ بسمل کا بھلا لگتا ہے دلِ کمانِ سیرِ تماشا پہ مرا لگتا ہے جو حوادثِ زمانہ کے گرا کب اٹھا دل لگے کا سے مزا یہ کہ نزدیک میں اید شبِ بھر میں لگتی ہے زبانِ تالو سے	دل پر خون کا وہاں ہاتھ پتا لگتا ہے جب اچھلتا ہے ترے سینہ سے جا لگتا ہے دل کے لگ جانے سے جتنا بھی بُرا لگتا ہے نخلِ آندھی کا کین اکھڑا ہوا لگتا ہے سب کیا بون سے نکم ٹھکڑا ہوا لگتا ہے اور نہ پہلو مرا بستر سے ذرا لگتا ہے

<p>البتہ آدمی سوکھی آئے جائے ہے فردوس میں کب لکھو متائے جائے ہے پریرے پاس سے بھی کوئی کھائے جائے ہے یوں روغنِ شکِ گرم سے بپکائے جائے ہے دل کو ذرا ذرا مرے پر جائے جائے ہے نالہ تو وہ ہی آگ سی برسائے جائے ہے اس سرکشی پر سر کو وہ نوٹائے جائے ہے ایک بال ہے کہ آگ پہ مل کھائے جائے ہے وہ مرع نامہ بر کو جو پھڑکائے جائے ہے کیا پائون اپنے چین سے پھیلائے جائے ہے پر شوقِ مدعا ہے کہ دوڑائے جائے ہے</p>	<p>لٹنا ہمارا ان کا تو کلب جائے جائے ہے جو اس گلی میں مثل صبا آئے جائے ہے کہتے ہیں لوگ موت تو سب جائے جائے ہے ٹوٹا ہے کس تنگ کا بازو کہ شمعِ نرم لکھو اکے بھیج دیتا ہے ایک پرچہ گاہ گاہ ابر فردوس کے اگر کھل گیا تو کیا نوارہ سے بجائے تواضع کا سیکھنا کیا حال جسم زار کہوں سوزِ عشق سے مضمونِ اضطراب کا ہے یہ بھی اک اثر تابوت تیرے کشتہ کو سپنس سے کم نہیں سو کوس کیا نہ جا کے مجھوں تو دورِ قدم</p>
<p>۲۱ دل میں جو درد سے سو کوئی ہائے جائے ہے</p>	<p>جب تک کہ جانِ تن سے نکل جائیگی نہ دوق</p>
<p>اپنی خوشی نہ آئے نہ اپنی خوشی چلے پر کیا کرین جو کام نہ بے دلی چلے جو چال ہم چلے وہ نہایت بُری چلے ہم کیا رہے بیان ابھی آئے ابھی چلے سن کر فغانِ قیس بجائے حدی چلے دانش تری نہ کچھ مری دانشوری چلے تم بھی چلے چلو یونہی جب تک چلی چلے</p>	<p>لالی حیات آنے قصائے چلی چلے بہتر تو ہے یہی کہ نہ دنیا سے دل لگے کم ہونگے اس بساطِ پریم جیسے بد قمار ہو عمرِ خضر بھی تو کہیں گے بوقتِ مرگ لیلے کا ناقہ دشت میں دکھلا نا دوشن نازان نہ خو رد پہ جو ہونا ہو وہ ہی ہو دنیا نے کس کارادِ فنا میں دیا ہے ساتھ</p>
<p>اپنی بلا سے بادِ صبا اب کبھی چلے</p>	<p>جائے ہوا سے شو کہیں ہیں بس چپے دوق</p>

نہاے بافتون ہمارے دل نگارین آہ کسی کی کاوش مژگان سے آج ساری ما نہا ہر جہان میں تھی اپنی کشتی عمر	سان و خرد و پیکان کی ہے دکان لگی نہیں پلک سے پلک میری ایک آن لگی سو ٹوٹ پھوٹ کے بارے کنارے آن لگی
--	---

خندنگ یار کو کس طرح بھیج لون دل سے
کہ اُسکے ساتھ ہے ذوق میر کاں لگی

وہ ہوں میں پر عاصی سوختہ موندہ ہے وہی ہے ایک سبب دیکھ لو چشمِ حقیقت نہ سوکھے دامن تر ذرہ میرا و چون اختر دمِ کبیر اٹھالے دو جہان سے ہاتھ کیاری اگر پوچھے کوئی مجھے کہ کیوں دیرِ نامان برے شوکت دنیا نہ بھو عار وین زاہد نمل ہو مشک ہو یا سودہ الماس تم چھڑو بڑھو تم فاقہ گرائے رقد پر شہید دن کے حریم کو نہیں جاو دست آباد قناعتین الف کو تیری قامت کے کیا استادِ درشت سب ہر زخم میرا ہے ہال عید سے خوشتر بہت اچھا کیا مجھ کو کیا اگر قتل قاتل نے حلاج زخمِ حسرت ہے مرا تیرا بیخ اُسکا اگر آرائش ظاہر ہو بد باطن کو کیا حاصل ہوئی حرفوں میں گو یک نقطہ حسرتِ سوزنا زبانِ ریختہ کردی زبانِ اہلِ ولایت کی	حذر دوزخ کرے جسے شرارتِ گرج سے بنا واحد کی کیوں تو ریگا ملا جمع کثرت سے رد ان ہوں شکِ غلبت چشمِ خورشید قیاس سے نمازِ عشق کی سمے ادا کس حسنِ نیت سے نوسن کہہ دنِ محبت سے محبتِ محبت سے سمجھو شوکتِ العقب کو تہرہ اینی شوکت سے جراحت کو مرے کیا کام سے سنگِ احسب سے تو یا س اٹھ کر اشارہ کر دے انگشتِ کشاد سے جو کھینچے ہاتھ کو وہ پاؤں پھیلاؤ فراغت سے مزمین صفحہ رستی پر رعنائی کے خلعت سے مجھے زخمی کیا ہے کسے ابرو کی اشارت سے کہ ہو دیگانہ عاشقِ اکبری اور سپہِ عبرت سے نہیں سنگِ فسان کچھ کہ مجھے سنگِ احسب سے بھلا باطن میں رتبہ کیا ہے اسکو نیلِ نیت سے عبدِ مین ہے مگر رحمت زیادہ ہوتی رحمت سے محبتِ فوق کو از بسکہ ہے شاہِ ولایت سے
--	--

<p>میں کیا کر دن اظہار غم ہے بار غم پر بار غم</p>	
<p>دن رات اک انبار غم میرے دل غمگین ہے</p>	
<p>حقیقت نہ ہو کرتیج پر جو ہر یہ ہو کس کو تو کس</p>	
<p>اے فوق بیان قدر سزا آرائش و تزیین ہے</p>	
<p>اگر ہوتے ہو تم برہم ابھی سے</p>	
<p>لگے کیون تم پر مرنے ہم ابھی سے</p>	
<p>ولا ربط اُس سے رکھنا کم ابھی سے</p>	
<p>ترے بیاہ غم کے ہیں جو غم خوار</p>	
<p>غضب آیا ہلین گرا سلی مرگان</p>	
<p>نہیں ہے دیر گر جانے میں اُن کے</p>	
<p>بے آنسو تو دامن کیا کہیں گے</p>	
<p>مرے لاشہ پہ بھی اُس بد گمان نے</p>	
<p>تھارا مجھ کو پاس آبر و تھا</p>	
<p>لگے سیدہ پلانے مجھ کو آنسو</p>	
<p>وہ شاید منہ کھلے پر جائیگی آج</p>	
<p>نکلتے ہی دم اُٹھواتے ہیں مجھ کو</p>	
<p>ابھی دل پر جرات سونہ دو سو</p>	
<p>کیا ہے وعدہ دیدار کس نے</p>	
<p>موا جانا مجھے غیروں نے اے ذوق</p>	
<p>کہ پھرتے ہیں خوش و خرم ابھی سے</p>	
<p>حالت نشہ میں دیکھنا اس عجب کی</p>	
<p>ہر ناز سے ہلکتی ہے سستی شراب کی</p>	

لایا ایمان و دین تو نے اگرچہ اک زمانے سے	نہیں اسپر بھی بے ظالم تر ایمان ٹھکانے سے
ستھر تو نے رو کا سب کو سیر پاس آنے سے	اجل بھی اب بیان آئے تو اُنے کچھ بہانے سے
دھلیں گے شمع کے سا خیمہ میں گزرے سر پہ چوڑے	بہیں گے آسنو دین اُنکے آگے اس بہانے سے
پڑے بیچ زاہد بر نگاہ مست اگر تیری	تو ٹپکے بادۂ انگور اُنکے دانے دانے سے
تھھاری زلف کے کوچہ میں پھرتا ہے دودھ	پتالینا ہو گرد لکا تو لینا اپنے ثلثے سے
کمان جا بھجگا کر طائر بے بال پر پہن	نفس صیاد کا بہتر ہے محکوشانے سے

نہ کج خوانِ دین بہت پہ ہاتھ اے ذوق آلود
کہ یہ کھانا مرے آگے سے بدتر زہر کھانے سے

جانِ عشق لب جانِ بخش پر دلِ غش خط مشکین پہ ہے

عیسائی اپنے دین پہ ہے موسائی اپنے دین پہ ہے

دسین کی صورت دکھا تو ہنس لے دانت اپنے ذرا

باسین لیا پڑھوار ہا قاتل مرے بالین پہ ہے

بلبل کا دل ہے خون نشان میں عشق کی نیرنگیان

سرچی رنگِ گل کمان یہ دامن گنجین پہ ہے

صرف زبانی ہو کہ خط قول انکا سچ ہو یا غلط

میری ثواب تسکین فقط اے دل تری تسکین پہ ہے

ہے خوشہ انگور یا کرتا ہے دل پر آبلہ

صد خندہ دندانِ ناشب خوشہ ہر دین پہ ہے

دو جام سے بھر کر چڑھا پھر دیکھ کیفیت ہے کیا

یہ خوب عینک حقِ ماحشم حقیقت بن پہ ہے

ہو کوہ کے چشموں نے دہان پانی نہ کیوں نیرین روان
دلی جانِ شیریں کھوجان فرما دے شیریں پہ ہے

نہیں کلام عشق ہے

کس کے سوشانہ میں ہے دست ہوش گئے رات جو شیشہ ہے بجھے عس ٹوٹ گئے دیدہ آبلہ پایہ ہے مژگان پیدا ساقیا بارہ کشتی میں کئی ساری برسات یاد آیا جو سیرانِ قفس کو گلزار روٹھے یار کے پشت لب شیریں پینین نوگرفتہ قفس گر پینن تر پے صناد	تیرہ بختوں کے جو بان تا نفس ٹٹ گئے اے نہ گنبد مینا کے کھس ٹوٹ گئے پاؤں میں چپکے مرے خازن ٹوٹ گئے عہد و پیمان مرے سب کی برس ٹوٹ گئے مصطرب ہوئے یہ تر پے کہ نفس ٹٹ گئے شہد پر بیٹھے کے بن پائے کس ٹوٹ گئے کوئی دم میں یہ سمجھنا کہ نفس ٹوٹ گئے
--	--

ذوق ہم ہو گئے گرم اسی ہوئی گرم آواز
آج کیا قافلہ کے سارے جس ٹوٹ گئے

ہم اول ہی سے خود کو نابود سمجھے ہوانا لب دودا تو دس سمجھے نری مانگ کی تیغ کا ہو جو زحمنی خدا کی خدائی اگر آگے آئے جو کچھ آپ کو دلیں سمجھا وہ کافر ہمارا جو دل ہو گیا سو م اُن پر	کہ بانگ ولادت کو مولود سمجھے کہ تھے عشق جلوے بے دیکھے وہ بے زخم دل کو نمک سود سمجھے وہ کافر کسی کو نہ موجود سمجھے ✓ نہ فرعون سمجھے نہ مزد د سمجھے ✓ ہم الفت کو اعجازِ داد و دسمجھے
---	---

کیا دلیکا بازارِ الفت میں سودا
زبان کو ہم اے ذوق یاں ہو گئے

خط بڑھا کا کل بڑھے زلفین بڑھیں کپڑے تیرے جلوہ سے چمن میں رونق اے گل و بڑھے بعد زرخش کے گلے ملتے ہوئے رکنا ہے جی ہاتھ ملنے کو جو مہنون سے بڑھائے بہت میں	حسن کی سرکار میں جتنے بڑھے ہندو بڑھے شاخ گلبن میں نیلے گل گل میں رنگ بڑھے اب مناسبت ہی کچھ میں بڑھیں کچھ تو بڑھے ✓ ضعف سے مدت میں جو شاخ سر آہو بڑھے
--	---

کو چہ میں آ پڑے تے تب خاک ہو کے ہم قاصد جواب جان مری دے چلی مجھے سنے ہو سیکہ ست ابھی تھ چھپا کے تم	یاں تو صبا نے اور بھی مٹی خراب کی پر منتظر ہے آنکھوں میں خط کے جواب کی داہے ہوئے بغل میں صراحی شراب کی
--	--

اے ذوق بس نہ آپ کو صوفی جنا ہے معلوم ہے حقیقت ہو حق جناب کی	
--	--

فصل صد خانہ دل آیا جو تو ٹوٹ گئے خارِ غم دل سے کی طرح نہ نکلا اے شوق چار، اگر سوزن تقدیر میں کچھ اوپر تار سیکڑوں کا سنہ سر دہر میں مانند جناب تو جو کتاب ہے کہ دے غیر کو بھی ساغر دختر رزے وہ انداز، کھائے سر زہم کیونکہ بن کشتی سے کیجئے سیر دریا دیکھ کر سرمہ کی خیریر تری آنکھوں میں یت سے ہاتھوں میں برنگ گل بازی آخر جیشمِ محمور کے اک جام میں سبایرون تیر کھینچے ہی اگر چارہ گردن نے دل کیا بیان تم سے کروں زور شکست ل کا مژہ تر پہ اسنہ کر جو شب آئے آنسو جذبِ عشق اپنا ہے کب چھوڑتا تیر و نکو ترے گلشنِ عشق ہے کیا بار و راندہ اند کہہ بتدیل قوافی غزل اک اور بھی ذوق	جو طلسمات نہ ٹوٹے تھے کبھو ٹوٹ گئے ہو کے ناخن کی سببہ میں فرو ٹوٹ گئے جیب کے تار جو ہو ہو کے رفو ٹوٹ گئے کبھو اے چرخ بنے تجھ سے کبھو ٹوٹ گئے ہاتھ کیا اسکے ہن لے عہدہ جو ٹوٹ گئے رات یاروں کے دہان غسل و وضو ٹوٹ گئے میکشور یزید نسل اب تو کہہ دو ٹوٹ گئے ہن ستم خانوں میں زنا ر گلو ٹوٹ گئے سند بند اپنے ہن اے عہدہ جو ٹوٹ گئے رات سر رشتہ اعمال نکو ٹوٹ گئے تو کبھو چھوٹ گئے اور کبھو ٹوٹ گئے کہ مری خاک سے بن بن کے سیلوٹ گئے شدت گریہ سے موہر سر موٹوٹ گئے کھینچے بھی دل سے جو سوافر کبھو ٹوٹ گئے یہ فرلاے کہ سرو لب جو ٹوٹ گئے دیکھیں کس طرح سے بھلا تا ہے تو ٹوٹ گئے
--	---

<p>شکر تو تھے پسینہ سے شکر تری ہوئے جواختاب نسخہ افسون گری ہوئے قائل ہماری آنکھ کے سب جوہری ہوئے اے یار سوطرقہ بدخستری ہوئے لیکن ہر ن کھری نہ رہے بن ہری ہوئے یہ حور دوش تو حور ہوئے یا پری ہوئے اتنے نظر سے گم سبب لاغری ہوئے ہم آپ اپنی باعفیہ پردہ دری ہوئے دل دیکے اے صنم تجھے سبے بری ہوئے ہر چند سو قرآن مہ دشتری ہوئے</p>	<p>ہنگام پوسہ گرم جو وہ اک ذری ہوئے ثبت اس بیاض چشم میں ہیں خط سر سے دکھلائے ہم نے لیکے جو دامن پڑا شک ایک خال زیر زلف سے ظاہر مرے لئے جلجلائے خاک وحشی چشم بتان چگھاس کچھ رکھتے آدیت اگر ہوئے آدمی ہم جتنے جی جان سے مسدوم ہو گئے رسوا نہ ہوتے کرتے نہ گرجیب وسیہ چاک مطلب نہ کفر سے ہے نہ اسلام ہے کام طالع ہوئے نہ اپنی سادات سے محقرن</p>
--	---

	<p>اے ذوق آج سائے اس چشم مست کے باطل سب اپنے دعوی دانش دری ہوئے</p>	
--	---	--

<p>لیکن بلا سے یار کے زانو پہ سر تو ہے ہم خوش ہیں یہ کہ آنے کی اُنکے خیر تو ہے صد شکر بارے نخل فابار ورتو ہے ہو جاتی اس میں رات بلا سے بسر تو ہے دلسوز اگر کوئی اسنین سود جگر تو ہے خانہ خلا بس خوش ہو کہ آباد گھر تو ہے چپ ہو گیا وہ بارے مجھے دیکھ کر تو ہے سینہ میں سوزش دل داغ جگر تو ہے اگر دیتی ایک دم میں ادھر سے ادھر تو ہے</p>	<p>اک صدمہ درد دعات مری جان پر تو ہے آنا ہے اُنکا گرچہ قیامت پہ منحصر ہے سرشید عشق کا زب سنان یا اے شمع دل ہے رونے میں جلتا تو کیا ہوا ہے دل میں درد اگر نین بھر دیکھ پاس اے دل بجوم رنج دالم سے نہ تنگ ہو اُس بت نے غائبانہ کہا یا نین کہا نربت پہ دل جلون کے نین گرجاں غفل کشتی کو غم مرے حق میں ہے تیج یار</p>
---	---

<p>کہہ رہا ہے حسن کے دیوان میں خطِ پشت لب بڑھتے بڑھتے بڑھ گئی وحشت درگاہ پہلے آہ تجھ کو دشمن دان شرارت سے جو بھڑکاتے ہیں دُور واہ ساتی کیا ہی دی ہے دار و دست فرا یوں دم گریہ ہوا دل سے مرے نالہ طبع حسن کیفیت سے ہومور اگر میناے دل یان بڑھی دلی طیش ادھر ہے خبر کوں گستا چرخ ہر نویر قمر را توں بڑھے را توں گھٹے کچھ تب علم کو گھٹا کیا فائدہ اس طیب جاستا ہے دل بڑھے الفت کی اُسے رسم و را</p>	<p>ایک مطلع اور زیر مطلع ابرو بڑھے ہاتھ کے ناخن بڑھے سر کے ہارے مو بڑھے جاتے ہیں اور خراے شمع آتش مو بڑھے جسکے اک قطرہ سے سیر زن جسم میں لو مو بڑھے جس روش بانی کے باعث سردا کچھ بڑھے پھر تو جامِ جم سے قدر کا سہ زانو بڑھے گرمی صحبت تری اے شمع آتش مو بڑھے حسن تیرا روزِ بدوزانے ہلال ابرو بڑھے روزِ نسیم میں اگر خرفہ گھٹے کا مو بڑھے ہر دو بان قابو نہیں کس طرح بے قابو بڑھے</p>
--	---

پیشوا کی کو غمِ جانان کی چشمِ دل سے ذوق
 جب بڑھے نالے تو اُسے بیشتر آسو بڑھے

<p>ہتے ہی تو نے گھر کے پھر جانے کی سنائی نمونوں دکوہ کن کے سنتے تھے یارِ قصے جس بات پر تمھاری سبغش میں بسے چھو شکوہ کیا جو میں نے گالی کا آج اُس سے کیا جانے کیا کیسا کچھ کہنے کو ہے نا صبح کہنے نہ پائے اُس ساری حقیقت اک دن صورت دکھائے اپنی دیکھیں وہ کس طرح سے</p>	<p>رہ جاؤں سُن نہ کیونکر یہ تو زبیری سنائی جب تک کہانی اپنی مئے نہ تھی سنائی ہم کہوین آنکھوں دکھی وہ سب سنی سنائی گالی کے ساتھ اُسے اک اور بھی سنائی دینا نہیں مجھے تو اے بخود ہی سنائی آدھی کبھی سنائی آدھی کبھی سنائی آواز بھی یہ جس نے بلکو کبھی سنائی</p>
--	---

قیمت میں جنسِ دل کی مانگا جو ذوقِ بوسہ
 کیا کیا پھراُسے ہلکو کھوئی کھری سنائی

<p>کوئی بیدل ادھر آئے تو بتا یا در ہے نلدین بھی تھے کوچہ کی ہوا یا در ہے یاو عاشق کو نہ کہے گا بھلا یا در ہے چارہ گر لیجئے چٹکی سے اٹھا یا در ہے لو بھلا کچھ تو محبت کا غزا یا در ہے یاں کھا یا در ہے اور نہ پڑھا یا در ہے بھولے بندہ جو خودی کو تو خدا یا در ہے</p>	<p>گورنگ آئے تو چمانی پہ قدم بھی رکھ دو جبراعاشق نہ ہو آسودہ بنیرِ طوبے باد آجائیں جفا سے جو کبھی آپ تو بھر واع دل پر مرے پچا مہین ہے انگارا نغم دل بولے تیرے دنگے نکھاروں سے حضرت عشق کے مکتب میں ہے تعلیم کچھ اور گر حقیقت میں ڈھنسا تو نہ رکھ خود بینی</p>
--	---

عالم سن خدائی ہے بتوں کی اسے ذوق
چلے بہت خانہ میں بیٹھے کہ خدا یا در ہے

<p>دوت انسان کو لازم ہے سدا یا در ہے یہ بہادہ نہیں جبکہ نہ ہوا یا در ہے بید مجنون ہی لگانا کہ پتا یا در ہے ہو صفا اور دل اہل صفا یا در ہے سیکھو قفل مینا کی صدا یا در ہے یا د کچھ کم تو نہ تھی اور صوا یا در ہے دیکھئے کب تک انھیں ہیری خطا یا در ہے سبق عشق اگر تجھ کو دلا یا در ہے پر خدا ہے کہ اسے نام مرا یا در ہے کہ تڑپ کر یو نہی مر جائیگا یا در ہے کاش اس وقت انھیں نام خدا یا در ہے بھول کر بھی کبھی ہو دے تو وہاں یا در ہے</p>	<p>چشم قاتل نہیں کیونکہ نہ بھلا یا در ہے مہراخون ہے ترے کوچے میں بہا یا در ہے کشتہ زلفت کی مرقد پہ تو اسے لیلی وشن خاکساری ہے عجب وصف کہ جو چین ہو ہو یہ لبیک سرم بایہ اذان مسجد یا د اُس وعدہ فراموش نے غیر دئے بدی خط بھی لکھتے ہیں تو بتے ہیں خطائی کاغذ دو ورق بن کفِ حسرت کے دو عالم کچھ علم قتل عاشق پہ کمر باندھی ہے ایل اس نے طارِ قلبہ نابن کے کہا دل نے مجھے جب یہ دیندار ہیں دنیا کی نازین پڑھتے ہم پہ سوا بر جفا ہو تو رکھو ایک نہ یاد</p>
---	---

	<p>وہ دل کہ حسین سوز محبت نہ ہو دے ذوق بہتر ہے اُس سے سنگ کہ حسین شر تو ہے</p>	
<p>جو نہ بن کے نظر اکو تم بہار مجھے بکھتے بارے کہ میں اپنا خاکسار مجھے بلا سے مار دے اگر کوئی گستاخ مجھے پکارتے رہے دیر و حرم ہزار مجھے دکھائی دیتے ہیں دلہا سے داغدار مجھے تو کرنا کیا تھا نظر سب انتظار مجھے وہ حظ میں لگتے مگر در خط غبار مجھے دکھا رہے ہیں چین کی یہ کیا بہار مجھے</p>		<p>خدا کے میرے دیا سینہ لالہ زار مجھے وہ خط جو کھنے نہیں جز خط غبار مجھے نکلتے اُس کی مجھے سخت بقید ار کیا جمال بارے مگر بھی دیکھنے نہ دیا تمہارے عشق میں ماہی سے تابا نہ فلک نظر جو بطف کی ہے روز وصل پر توف عیان ہے آئینہ رخ پر جب خط غبار ہو اسے وادی وحشت مجھے موافق تھی</p>
	<p>نہ دینا عشق اگر چشم اشک بار اے ذوق جلا چکی تھی مری آہ شعلہ بار مجھے</p>	
<p>نہ دوا یا در ہے اور نہ دعا یا در ہے نہ خدا کی ہو پروا نہ خدا یا در ہے چیر و دوسینہ میں دل کو کہ پتا یا در ہے بند میں دے لو گرو تا کہ دزا یا در ہے جب نہ معلوم ہو گھر اور نہ پتا یا در ہے ہم سے منہ پھیر کے جانا یہ بھلایا در ہے رات کا بھی نہ جے کھایا ہوا یا در ہے کاش اس وقت نہیں نام خط یا در ہے تجھ سے کد تیا ہو نہیں باد صبا یا در ہے</p>		<p>مرض عشق جسے ہو اسے کیا یا در ہے تم جسے یاد کرو بھرا اسے کیا یا در ہے لوٹنے سنیلکڑوں نچیر میں کیا یا در ہے رات کا وعدہ ہے بندہ سے اگر بندہ نواز قاصد عاشق سودا زوہ کیا لاسے جواب دیکھ بھی لینا ہمیں راہ میں او کہیں صلب تیرے مدہوش سے کیا ہوش و حذر کی ہوید کشتہ ناز کی گروں چھری پھیرد جب ساک برباد نہ کرنا مری اُس کو چہ میں</p>

خدا تک عشق کھا کر زخم دل فرما دے باہم سفر ہے ابکی جان کا حضرت دل بیچے حیران کتاب دل شرار عشق سے ہے جل اٹھی شاید ہمارے آبلوں میں آب ہے یا آبِ اسی ستم دنیا کے جو جو تھے سنگد و لہجہ گدے زمانہ میں ہیں سننے شور مدت سے قیاس کا	لگے کہنے کہ شیریں نیشکر ایسے نہ ہوتے تھے پریشان در نہ جون گرد و سفر ایسے نہ ہوتے تھے کہ مضمون سوز دل کے بیشتر ایسے ہوتے تھے کہ پہلے خارِ صحرا تیز تر ایسے نہ ہوتے تھے مگر صدمے ہماری جان پر ایسے ہوتے تھے پر اس قامت سے جو میں شور و شر ایسے ہوتے تھے
---	--

ہمارے شعر سنگد ذوق جیسے بزم عالم میں

ہوے قائل ہیں اے اہل نظر ایسے نہ ہوتے تھے

نہ کہنچو عاشق تشنہ جگر کے تیر پہلو سے نہ لے اے ناؤں انگن دلوں سے چیر پہلو سے دل سپارہ کوئے نامک بغویہ و شیریں بیکل کے وہ ہوں بے دست و پا بسمل سانی جبے کا تلی اسیر زلف دیوانے میں دیکھو اسبابِ شکو مصور لیل و مجنون کی ناکامی چیران میں یہ دل لب تشنہ تیغ بار کا ہے رات بھر کرتا عجب حسرت کا عالم تھا کہ مجنون کہتا تھا ہم نہ کہنا استخوان انکو یہ عالم لاغری کا ہے خیال ابرو سے جانان نہیں مل جھولتا اکدم	نکالے ہے مثل باہی تصویر پہلو سے کہ وہ توجا چکا ساتھ آد کے جون تیر پہلو سے نہ سر کا یہ حامل اے بت بے پر پہلو سے گیا ناپا قاتل ازہ شمشیر پہلو سے دبا کر بیٹھا آنکے پانوں کی زنجیر پہلو سے کبھی ملکر نہ بیٹھا پہلو سے تصویر پہلو سے صدائے العطش جون نالہ شکر پہلو سے چھٹے پہلو سے محل کا یا تقدیر پہلو سے کہ ہے دکھلار ہا میرا دل دیکر پہلو سے سپاہی ہے جدا کرنا نہیں شمشیر پہلو سے
---	---

تمام اہل سخن بزم سخن میں ذوق حیران ہیں

ملا جو قافیہ تو نے کیا مختصر پر پہلو سے

کچھ چو خاکستر چا آندھی اڑا کر لب کسی

برق میرا آشیان کب کا جلا کر لب کسی

محواتے بھی نہ عشق تباں میں اے ذوق
چاہتے بندہ کو ہر وقت خدا یا در ہے

تدبیر نہ کر فائدہ نہ دیر میں کیا ہے
اسے اہل نظر عالم تصویر کو دیکھو
ہے نشانہ کہ میرا دل دیوانہ ہے الجھا
پارہ کی جگہ کشتہ اگر ہو دل بیتاب
اے صید مکن کرتا ہے کیوں اتنی چھری تیز
کچھ سلسلہ حبیبان جنوں ہے ترانچون
بیٹھا ہے در کعبہ پر حیران تراشید
صنایا عبث گردے تو اس کے شب روز
ہے صید نگہ کتنا قصا ہے یہ ترپ کر
یہ غنچہ تصویر کھلا ہے نہ کھلے گا
خجر ہے ترے ہاتھ میں اور ہم نہ خجر
اترا تھا گلے سے کہ جگر ہو گیا ٹھنڈا
زاہد کی طرف دیکھو نہ تم میرے دم فرج

کچھ یہ بھی خبر ہے تری تقدیر میں کیا ہے
تصویر کا کیا دیکھنا تصویر میں کیا ہے
معلوم نہیں زلف گر گیر میں کیا ہے
پھر آپ ہی اکیر ہے اکیر میں کیا ہے
اب باقی جھلا اس ترے نچر میں کیا ہے
غل دیکھو باخا نہ بے تعبیر میں کیا ہے
لبیک میں کیا ہوتا ہے نکیر میں کیا ہے
تو دیکھ تو کچھ اس ترے نچر میں کیا ہے
اس تیر میں کیا لطف ہے اس تیر میں کیا ہے
کیا جانے دل عاشق دلیکیر میں کیا ہے
تاخیر ہو کیوں فائدہ تاخیر میں کیا ہے
کیا جانے اس کب تم شمشیر میں کیا ہے
لو نام تم اللہ کا تلمبہ میر میں کیا ہے

ذوق اُس لب شیرین کا جو تو وصف ہے کتنا
کیا کیئے حلاوت تری نفس میں کیا ہے

بدی رو کیا ستمگر پشتر ایسے نہ ہوتے تھے
وہ جب دان بے تکلف رات بھر ایسے ہوتے تھے
کسی کی خدمت میں آیا گئی ہیں نہ شرکان
جو دین ہیں گالیان اُس بد زبالم کو کیا تھے

دلیک جیسے تم ہر وقت گریے نہ ہوتے تھے
صبا کے جھوکے یہاں قوت حرا لے نہ ہوتے تھے
نایاب نظر خون جگر لے نہ ہوتے تھے
کبھی نا دم ہم اسکو چھیر کر لے نہ ہوتے تھے

<p>مرہم کو زخمِ دل سے اٹھا رہیں ہم پرے ہونے سوار لشتی نقشِ قدم پرے ماندے کھڑی ہے چار طرفِ بیخِ غم پرے سر کے نظ سے صورتِ نقشِ قدم ہے دیوارِ بام پر پتے چڑھے ہم کہ دھم پرے آیا تھا جی میں بیٹھ کے کیلے زخم پرے ہاتھوں سے جا پڑا مرے چھٹکر قلم پرے پر ہے وہ ہیں بیٹھے پرے اُنٹ ہم پرے رہنا ذرا یہاں سے طوافِ حرم پرے گھر سے مختار ہے گھر سے مرا کے قدم پرے مزاگانِ تک اُسکی آگے نگاہِ کرم پرے بوسے خدا کی واسطے رکھنے یہ دم پرے رستہ نہیں ہے اب کی سر کی قسم پرے</p>	<p>قاتلِ جوتیرے ہاتھ میں پٹی ہو زہر کی ہے سوخِ رنگِ باد یہ کیا ایک گام میں یارِ بکھر کو جانے یہ جاننا زہر و غم اتنا بھی دم نہیں ہے کہ تیرا مرعیں غم شبِ گھر پر اُنکے غیر نے تو آ لیا تھا پر کچھ اپنی شرحِ سوزِ دل بقیہ رازِ آج اندھے اصرار کہ جونِ آتشِ قلم یہ کیا شبِ وصال کہ دو نوہم تو ہیں کعبہ نہیں یہ کعبہ دل سے مقامِ ہوت تم آؤ گے تو آؤ نہیں مجھ کو لو بُل برگشتہ سخت وہ ہوں کہ پھر جاے ناز سے میں نے کہا جو اُنسے نکلتا ہے میرا دم دیکھو نہ جاؤ حضرتِ دل زلفِ یار میں</p>
---	---

کرنا ہے کیا مسافتِ منزل کا فکِ ذوق

ہے اب تو یان سے ملکِ عدم دو قدم پرے

<p>اُسکے بے نشترِ رنگِ جان سے لہو نکلا کرے کچھ تو سینہ کا بخارا سے دل کھو نکلا کرے شمع کے گلے گلِ شبنمی کو نکلا کرے آبِ دریا سے گریبے آبرو نکلا کرے آفتابِ پھرِ دل آبرو سے ہو نکلا کرے پھر نہ اُسکے لب سے حرفِ آرزو نکلا کرے</p>	<p>ذکرِ مژگانِ تیرا جسکے روبرو نکلا کرے گرفتارِ اچھا نہیں تو چپ بھی رہنا ہے مجھ لائے گرا باد صبا اُس نصفِ مشکین کی تخم دیکھے میرے آنسوؤں کی آبداری کو اگر چشمِ ستِ لیلہ اگر دکھلائے آئینِ لطف اُسے منہ میرا کرے جو دلیں تیری آرزو</p>
--	---

<p>اُسکے قدموں تک نہ بتیابی پر حاکر لیگئی نامو اتنی ہلکو ہاتھوں ہاتھ اٹھا کر لیگئی صبح رخ سے کون شام زلف میں جاتا تھا آہ خون سے فراہ ک رنگین ہوا دامن کوہ تھے تو چھوڑا ہی تھا اسے ہنر مان فاقہ لوک فرغان جب ہوئی سینہ فگار روتی دھار دیکھی کچھ دلی کشش لیلی کہ ناک کوڑے وہ گئے کھر خیرک اور یہاں ہیں ہم بھٹکے بعد واہ اے سوز و رن لوہ میں اسے برق آہ جو شبید ناز لوہ میں بھٹا رہے تھا پڑا دشتِ وحشت میں بکولا تھا کہ دیوانہ سرا آگ میں ہے کون گر پڑتا مگر پروانہ کو اسے پری پہاڑ سے میرے کیا کون تیری نگاہ</p>	<p>ہاتھ دو پٹے دے اور پھر سنا کر لیگئی چوٹی سے چوٹی دانہ چھڑا کر لیگئی اس دل شامت دودھ شامت لگا کر لیگئی کیوں نہ صبح شیر بہ دھبا چھڑا کر لیگئی لیکن آواز خبرس ہلکو جگا کر لیگئی پارہ ہاتھ دل سے گلہ مست بنا کر لیگئی سوئے مجنون آخر رخ رستہ جلا کر لیگئی برگمانی انے گھر سو گھر بھرا کر لیگئی رات ہلکے ہر قدم مشعل دغا کر لیگئی کیا کون تقدیر اسے کیونکر اٹھا کر لیگئی روح مجنون بہا استقبال آکر لیگئی آتش سوز محبت بھی جلا کر لیگئی دل اڑا کر لے گئی پارہ لگا کر لیگئی</p>
--	---

ذوق مر جانے کا تو اپنے کوئی موقع نہ تھا
 کوئے جانان میں اجل ناحق لگا کر لیگئی

<p>حدِ رحم ہے وصفِ جبین سے صنم پرے رفتار وہ کہ فتنہ ہے سو قدم پرے کتبہ کس کو ناز سے تو دمہم پرے بسمل ترے ترپ کے بھی ہوئے نہ پاؤں تک کیوں گرم اضطراب سے اس درجہ اسے شعل پھر کہ ہمارے کتبہ دل میں خندال بار</p>	<p>بحرِ بن تلخ سدرہ سے لوحِ دقلم پرے قامت کے ہے شورِ قیامت کو تم پرے تو دو قدم کے میں رہوں تو قدم پرے بادِ قدم درے رہے یا سو قدم پرے ہستی سے کتنی دور ہے ملکِ عدم پرے کہتے ہیں دیکھ رہو غزالِ حرم پرے</p>
--	--

بار احسان ہے صبا کا بھی نہ کھرت بھی
خنجر موج تبسم سے توے گلشن بن
میری آنکھوں میں نظر آتا ہے عالمِ دریاں
عالمِ دل میں کبھی آ کے فلک کو دیکھ
ہائے دست جنوں ناراض چھو دیا
بڑے کے جو بکا زمانہ میں کھائی دیا کم
جو چوہا فردِ علائق میں پھنسا ہے وہ مجھے
دیکھ لیا ہے بتِ مغرور یہ اندازِ ستم
کاشے دوزخ تارے گھ جو نہیں وہ گھیر
دل پر دوسوہ کا عقد جوئے فضلِ سوس
مزدہ اس ابلہ پانی کہ پھر آنکھوں میں مری
کم نہائی ہے ہوا ماہِ قاعدہ کے چاند
دل نے ہے دیکھ لیا دفترِ تقدیرِ نام
چشمِ ساقی نے یہ میخانہ میں پھیلا یا کفر
صحتِ اہلِ مفادِ حق ہے سرکشِ کوارٹ
تنگ جوڑیت سے عینِ سختہ تا یونین

کون گلشن میں سبکبار نظر آتا ہے
دیکھا ہر گل کو دل انگار نظر آتا ہے
دل کا ویرانہ جو ہے بارِ نظر آتا ہے
کیا پس پردہ رنگار نظر آتا ہے
تن پہ تو مجھ کو بینار نظر آتا ہے
روزِ سب اخترِ ذمہ اندازِ نظر آتا ہے
شیرِ خرب میں گرفتار نظر آتا ہے
شرم سے چنچ نکلنا نظر آتا ہے
حلقہ دہن مارِ نظر آتا ہے
اس کا کھٹنا مجھے دشوار نظر آتا ہے
واسِ دادی کسارِ نظر آتا ہے
کہ برس میں کبھی اکابرِ نظر آتا ہے
فلک اک نقطہ بیکارِ نظر آتا ہے
گردنِ شیشہ میں زنا نظر آتا ہے
نخلِ پانی میں لگوں سا نظر آتا ہے
مکے اک تختِ سوادِ نظر آتا ہے

اور معنوں میں ترے ذوقِ زبس بیش بہا

اکم کوئی انکا خسرِ مدارِ نظر آتا ہے

دکھلا نہ حالِ ناتواں گلشنِ مجھے
بہم و بالِ دوش نہ کر پیرِ میں مجھے
پھر تارے چین میں ہے دیوانہ پن مجھے

ہر لالہ بیان ہے ناتواں مشکِ ختن مجھے
کاشا سا ہے کھٹکا مرانِ بدن مجھے
نہ خیرِ بابِ موجِ نسیمِ چین مجھے

خط مشک نشان قلم سے سو بوجھ لکھ کرے کھا کے دھکے روز اس گھر سے عدو نکلا کرے باندھ کر تلوار کیوں اسے جنگجو نکلا کرے	خط مشکین کا نچا ہے وصف اگر کیجیے رقم حضرت دل ہم توجہ جانین کرامات پکی نہیے ترک چشم کو اگر شوق غور نہ ہی نہو
خدمت پر مغان سے لو وہ دار و پلے فوق نشہ سے جس سے بے جام و سپو نکلا کرے	
کوئی چیتے ہوئے تلوار نظر آتا ہے سرد خورشید کا بازار نظر آتا ہے چشم افنی مجھے بے یار نظر آتا ہے ہے تو دیوانہ پہ ہشیار نظر آتا ہے بیان تو اغیار میں بھی یار نظر آتا ہے سر مرا تن پہ گرا نثار نظر آتا ہے خط ریحان خط گلزار نظر آتا ہے برگ گل میں لب اظهار نظر آتا ہے مست ہاتھی ہو تو بے یار نظر آتا ہے جب کوئی مرغ گرفتار نظر آتا ہے ہے وہ بے چین جو ہشیار نظر آتا ہے جو ہے سرکش وہ گوند نظر آتا ہے تار اک آنسو و نگار نظر آتا ہے یہ تو ہوتا یونہی مردار نظر آتا ہے داغ سودا گل دستار نظر آتا ہے آج فتنہ ہیں بیدار نظر آتا ہے	خسب ابر و تراجم یار نظر آتا ہے جب تراشعلہ رخسار نظر آتا ہے گھر میں جو وزن دیوار نظر آتا ہے سست چشم اسکا جو سیخو نظر آتا ہے کیا تھیں اے اے الابصار نظر آتا ہے صنف سے تار تن زار نظر آتا ہے سبزہ خط گل رخسار پہ ایک عالم ہے معنی رنگ خوشی سے جودل ہو آگاہ جتنا بیہوش ہوا نہا ہی سوا ہو آرام زلف کے دام میں ہے مرغ دل ناہین یاد خواب غم میں بھی ہے آرام اگر آجائے آنکھ اٹھا کر تو ذرا دیکھ کہ زیر افلاک میرے رونے پہ جو ہے دیدہ سوزن روتا صید بکس پہ ترے کون ہے کتنا کبیر تیرے مجھ کو ہے سامان جنوں لارٹش ہے غضب سرمہ نے چمکا یا ترسی کھل کر

<p>کمد و ہم سے نہ کوئی دیکے نشانی مانگے موت گھبرا کے نہ کیوں بے خفائی مانگے تو زبان اپنی نکالے ہوئے پانی مانگے ہے وہ کافر کہ نہ کاٹا ترا پانی مانگے وہ جو مانگے تو باز دستانی مانگے پار لیتا ہے تو لے اپنی زبانی مانگے</p>	<p>مار کر تیر جو وہ دلبر جانی مانگے اسے صنم دیکھ کے ہر دم کی تری کم سخی خاک سے تشنہ دیدار کے سبزہ جو اٹھے مار پیچان تو بلا میگا مگر تو اسے زلف دہن یار ہو اور مانگے کسی سے دلکو دل مرا پوسہ بہ پیغام نہیں ہے ہدم</p>
<p>جلوہ اس عالم سخی کا جو دیکھے اسے ذوق لطف الفاظ نہ کے حسن معانی مانگے</p>	
<p>دکھائی لیا مرے تن پر جس نہیں دیتے کہ در و جان ہیں اب زخم تن نہیں دیتے سیون بھی میں پہ وہ سینے دہن نہیں دیتے دکھا اسے مراد ان کس نہیں دیتے بجھائے کیوں مجھے دلی جلن نہیں دیتے کہ اتنی زلف میں بھی وہ سکن نہیں دیتے کہ سرسہ آنکھوں میں تم جان من نہیں دیتے بتا اسے مرا بیت المحزن نہیں دیتے کہ ساتھ لینے مجھ تک کفن نہیں دیتے تو نوازا منی کو اسے خستہ تن نہیں دیتے درا دکھا اسے اپنی بھین نہیں دیتے کہ ہے نشانی ناوک نکلن نہیں دیتے لگا بھلے کو وہ شکِ حق نہیں دیتے</p>	<p>نہیں گواہی جو داغ کفن نہیں دیتے جھامین بات وہ کیا حکمت نہیں دیتے جو بولوں کچھ تو مجال سخن نہیں دیتے سحر ہے روز دکھاتا نخی چمک خورشید ہیں منع کر رہے رونے کو یہ جو نادان دوش یہ چڑ گئیں تن لاغرین بھڑپان میں مرے شہید ناز کے چہلم پہ ہے نظر شاہد اجل ہے چو چھتی پھرتی مرا بیت ابار و عدم کی راہ میں بھی کچھ تو ہے خطر کا گذر جو انکا آبِ دم شیخ اس سے لیل نے بیان شیخ جو ہے وصفِ دور و شعلہ طور وہ تیر کھینچے ہے پہلو سے کمدے ایدل ادا ہو اُنکی زلف سے کیا زخم دکھو چشم امید</p>

تسبیح دور بزم میں دیکھو اسام کو
 اسے میرے باسن ترے دندانِ آبدار
 محرابِ کعبہ جب سے ہے ترا خیم کمان
 ہے تن میں ریشہ ہائے خشکِ ستوان
 اسے لب سی کو چھینک کہ خلیم ہے کم ہوا
 ہوں شمع یا کہ شعلہ خبر کچھ نہیں مگر
 اک سرزمینِ لالہ میار و خزان میں ہوں
 خسرو سے تیشہ بولاجو چاٹوں نہ تیرا خون
 رخصت تھارے دام جو ڈالا ہے سبزہ نے
 یہ دل وہ ہے کہ کر دے زمینِ حاکم و خاک
 کو چہ میں تیرے کون تھا لبتا جھلجھل
 دکھلاتا آسمان سے ہے روئے زمین کی سیر
 رکھتا ہے چشمِ لطف پہ کس کس لدا کے سحر
 ہے جذبِ دل درست تو جاہِ فراق سے
 دکھلاتا اک ادا میں ہے سوسو طرحِ بناؤ
 جبے کو لب میں ہو کوئی تارا چمک با
 آکر اسے ہی دو کبھی آنکھیں ذرا دکھا
 آئے مے میں کہ ہوا میں تری ہوا
 بارب یہ دل ہے با کہ ہے آئینہِ نظر

بخشی ہے حق نے زیبِ سراپا مجھے
 گلشنِ میں میں رلاتے گلِ باسن مجھے
 صیدِ حرم سمجھتے ہیں ناؤں گلن مجھے
 کیوں کھینچتا ہے کانٹوں میں صدفِ تن مجھے
 یا قوت دے ویا کوئی لعل میں مجھے
 فانوس ہو رہا ہے مرا پیر میں مجھے
 یکساں ہے داغ تازہ و داغِ کهن مجھے
 شیریں نہ ہو دے غوثِ سر کو کھن مجھے
 آتا نظر ہے دیدہِ نقادِ بن مجھے
 اکدم کو برق دے جو چھا پیر میں مجھے
 شبِ چاندنی نے اکے چھایا کفن مجھے
 اسے رشکِ تیری حبسین کا شکن مجھے
 دیتا ہے جامِ ساقی جان شکن مجھے
 کہنے کی تیری زلفِ فتنِ دگر شکن مجھے
 اس سادہ پن کے ساغرِ ترابا کھین مجھے
 دل سو جھٹلے یوں تیرا چاہِ ذفن مجھے
 آنکھیں دکھارہا ہے غزالِ فتن مجھے
 صحرائے دل ہوائے چمنِ درج میں مجھے
 دکھلا رہا ہے سیرِ سفرِ در وطن مجھے

آیا ہوں نذر لیکے میں بزمِ سخن میں ذوق
 آنکھوں پر سب بھانپیں گے اہلِ سخن مجھے

کہ نہ تجانہ میں اے شیخ بتوں کو دل سنگ کتنا رو دیا ہوں ولیکن نہ پسچے وہ سنگ ساقیا خاک ہے گرشنبہ دل میرا تو کیا	دہان تبرے کعبہ کے اندر تھے تو کیا پتھر تھے سنگدل گزینہ سنگر تھے تو کیا پتھر تھے اور بلورین ترے ساغر تھے تو کیا پتھر تھے
سنگدل وہ رہے اے ذوق صلاخین مکر غیر کے حق میں جو گوہر تھے تو کیا پتھر تھے	
بزم میں ذکر مرالب پہ وہ لائے تو سہی سنگ پر سنگ ہر اک کو چہ میں کھائے تو سہی گر جب آہ پہ نہیں قبر پہ آئے وہ مری کیونکہ دیوار پہ چڑھ جاؤں کوئی کتا ہے بارہ مصحف دل تھے ترے کو چہ میں پڑے آگے غزنہ میں نہ بیٹھے تو نہ بیٹھے وہ شوخ گم گھساتا ہے گیسے مہ کو جڑھاتا ہے فلک کردن اک نالہ سے جن حشر میں برپا حشر	دہن معلوم کروں ہونٹ ہلائے تو سہی پر بلا سے ترے دیوانے نے کھائے تو سہی شکوہ کیا کبچے غنیمت ہے کرائے تو سہی پانوں کا لڑکا انگوٹے کو جھائے تو سہی آئے پانوں کے تھے شکر کربائے تو سہی روزن در سے ذرا آکھ لڑائے تو سہی پر شب بھر کو ہم دیکھیں گھسائے تو سہی شور محشر مجھے سوتے سے جگائے تو سہی
تھے تم ہی نکلے جو اس نام بلا سے اے ذوق در نہ تھے چچ میں اس زلف کے آئے تو سہی	
خیال دل میں پری نہ لاؤ ہمارے دل میں تمہارا گھر ہے	
تم آتے آؤ نہیں نہ آؤ ہمارے دل میں تمہارا گھر ہے	
یہ دل ہے آئینہ تم ہو صورت نہیں ہے یاں نام کو کدورت	
کسی کو گھر میں بلا بٹھاؤ ہمارے دل میں تمہارا گھر ہے	
خل بناؤ مکان کو پہنچے تو ہو گا نقصان مکیں کو پہلے	
مکان کو دل کے نہ تم گراؤ ہمارے دل میں تمہارا گھر ہے	

<p>پڑے ہیں دامن کسار و دامن صحرا زبانِ حلاوتِ الفت کالے مزہ کہ نہ لے بلا یا زہر دکھایا ہے سے کا پیمانہ سنبھال ناخنِ وحشت کو اب تو دستِ جنوں</p>	<p>ترے شہید کو دو گز کفن نہیں دیتے لب اپنے حد سے گزرنے سخنِ مہینِ نیتے بد بھوکے اسے بت پیمان شکن نہیں بتے کہ سینے پہ مرا چاک کفنِ مہین دیتے</p>
<p>گلون سے بن چکے جب دونو ہاتھِ گلہ سہ تو بولے ذوقِ حلاتن بدن نہیں دینے</p>	
<p>اے صنم ہجر میں ہم جیتے بھلا پتھر تھے وہ جی دن یاد ہیں جب کو صنم میں لیل دلِ محرم نے جو کھائے جنوں میں پتھر پوچھا اُس بت نے تو کلی نہ زبانے اک بات جن دلوں نے ہے کیا چورِ مرثیہ دل عمر بھر کھانا رہا سر و ہونے دشنام کون ہم شبِ غربت میں تھا بکس کا ترے تھے دلِ سنگ میں جب تک نور ہے قطرہ خون خاک اُس زینت پہ جب تک در اُس کے نہ ہوئے میرے نالوں نے تو پتھر سے بہائے چشمے</p>	<p>سینہ تھا ہاتھ تھا سر رہا تھا یا پتھر تھے بستر خاک تھا اور تکیہ کی جا پتھر تھے اسکو وہ سنگِ جراحت سے سوا پتھر تھے حضرتِ دل وہاں کیا بار خدا پتھر تھے اے جو دل تو نہ تھے وہ بکدا پتھر تھے اس شجر سے مری قسمت کے سدا پتھر تھے یا تو سنا تھا یا دیتے صدا پتھر تھے تاجِ شاہی میں لے لعل تو کیا پتھر تھے مر کے ہم خاک میں جیتے تھے تو کیا پتھر تھے اس بتو تم ہی بسے نہ ذرا پتھر تھے</p>
<p>کعبہ عشق کا اے ذوق کیا ہم نے طواف آئینہ خاک تھی اور سنگ صفا پتھر تھے</p>	
<p>دل کے مجلس جو تو نگر تھے تو کیا پتھر تھے مر کے گرجا میں تو بھاتی پتھر ہی دھرا تاجِ شاہی میں جگہ پائی تو کیا ہاتھ آیا</p>	<p>اب تو نگر ہیں جو گوہر تھے تو کیا پتھر تھے کھائے کلبو نہیں جو پتھر تھے تو کیا پتھر تھے اور دھرے گر ترے در پر تھے تو کیا پتھر تھے</p>

<p>کہ فلک کو بھی نگوں سارے پھرتی ہے کہ قصا ہاتھ میں تلوار لے پھرتی ہے بے قراری ہے کہ سو بار لے پھرتی ہے</p>	<p>دو میرے اختر طالع کی ہے داڑی گون گردش کردا کیا ترے ابرو نے اشارا قاتل جا کے پھر نہ تھا اکبار جہان دان محکو</p>
<p>موت آتی ہے اجل کی بیان تک آنے ہوئے اکھڑے ہو بام پر تم بال سکھلاتے ہوئے بچ گیا آخر گھوڑ بھر کھڑ کاتے ہوئے کس شہید ناز کو دیکھا ہے کھاتے ہوئے</p>	<p>کون دقت اسے واے گد زاجی کو گھبراتے ہوئے آتش غور شد سے اُٹھتا نہیں دیکھا دھوان وہ نہ جاگے رات اور یان مست بخت غصہ کی چاک آتا ہے نظر پیرا میں صبح ہب سار</p>
<p>جو کور ہو صینک سے اُسی کیا نظر آئے پانی دہن چشمہ کوثر میں بھر آئے نا قوس کا دل آبلہ کی طرح بھر آئے جون شمع مجھے لاکھ پسینہ اگر آئے</p>	<p>ناقص کا صفائش سے مطلب بر آئے خرد و سبب ذکر اس لب شیریں کا گر آئے بتخانہ میں گر آہ کر دن عشق صنم سے سکھن نہیں کم ہو دے تپ سوز محبت</p>
<p>چار چاند اور فلک پر مہ روشن کو لگے ایسے کیا اعل لب غیرت گلشن کو لگے بند کرنے تری دیوار کے روزن کو لگے</p>	<p>نفل جب بخل سوز توں کو لگے بوسہ کے مانگتے ہی پھیر نہ چنوں کو لگے آشیان ہو جو میر عیان سوا کا پر لگے</p>
<p>بے درد اگر دل بخدا بھی ہے تو کیا ہے ہے درد دوا دیکھو دوا بھی ہے تو کیا ہے اسے ذوق جودہ آب بقا بھی ہے تو کیا ہے</p>	<p>زاہد کو اگر صدق و صفا بھی ہے تو کیا ہے آزار محبت کا مزہ کیا کمون جس کی سیراب ہو جس سے کوئی تشنہ مقصود</p>

	غلط ہے نیت ہے افترا ہے کہ ہم نے دل اور کھو دیا ہے
کسی کے کہنے پہ تم نہ جاؤ ہمارے دل میں تمہارا گھر ہے	
میں نے رات بے رات بہت زیادہ کدھر کا کرتے ہو تم ارادہ	
نہ گھر کے جانے کی اب سناؤ ہمارے دل میں تمہارا گھر ہے	
تم اپنے رخ میں ہو کر رہے دن ہو رات میں شب کے عقدے کن کن	
ہزار دل سے ہیں بھلاؤ ہمارے دل میں تمہارا گھر ہے	
مکان دیدہ پسند خاطر اگر بنیں ہے کہ ہونگے ظاہر	
تو خیر تشریف تم نہ لاؤ ہمارے دل میں تمہارا گھر ہے	
تم اسکو دو داغ مثل لالہ دیا کرو بجھ کر اُحبالا	
بگاڑو تم اسکو یا بناؤ ہمارے دل میں تمہارا گھر ہے	
یہی زبان سے ہے ذوق کتنا تمہارا ہے دہیان اس میں رہتا	
حدا مکان اور کیوں بناؤ ہمارے دل میں تمہارا گھر ہے	
<p>دہن کا ذکر کیا بیان سر ہی غائب گریاں سے برستے پھول ہیں ہر پر شرارنگ طفلان سے گرا تھای بھلی شکِ سرمہ آلود اسکی مڑھان سے لگے گی ابرِ رحمت کی جھڑی چشمِ گریاں سے اٹھائے مور لاٹھ کو ہمارے دستِ مشکاں سے کہ تا ہو جائے لذت آشنا مخنی دوران سے</p>	<p>زبان پیدا کروں جوں آسیا سینہ میں پیکان سے اڑاے خوب گلچہرے نخلِ محبون نے زندان سے فلک کیا فتنہ سازی میں ہو ہر چشمِ فغان سے چمکتی ہے سرِ محبون پہ حبلی سنگِ ابران سے بیان تک ناتوان میں ہم گذر جائیں اگر جان سے اسی باعث سے دایم طفل کو ایفون دیتی ہے</p>
<p>کون پھرتا ہے یہ مردار لئے پھرتی ہے ہوس گرمی بازار لئے پھرتی ہے</p>	<p>سب کو دنیا کی ہوس خوار لئے پھرتی ہے پھر نا گزشتہ زمانہ میں بھلا کیوں ٹھہرتی ہے</p>

ابرجست ہے تجھے اسدم لگا دے تو ٹھہری		کہتے ہیں جانے کو وہ دیکھیں تو کہیں نہ جانیں گے
گرد و ہے کھونا دل مضطر سے کسی کے		پانی تو پلادار کے سر پر سے کسی کے
دل بس میں چڑا سکے کہ جو بس میں نہ آیا		جادو سے نہ ٹونے سے نہ منتر سے کسی کے
اللہ کرے یاں ہمیں جو بندہ میں کا		جب بھل ہو بستر ترابستر سے کسی کے
جو مل نہ کشمکش طرہ دو دما میں ٹپے		تو پھر بلا کو غرض ہے کوئی بلا میں ٹپے
ہو اے سایہ طوبے نہیں ہے مستونگو		رہیں گے تاک کے نیچے کہیں ہوا میں ٹپے
بتوں کے دزد نظر سے ہے دل مرانا لان		یہ جو روہ ہیں کہ جو خانہ خدا میں ٹپے
منصرفات		
ایک کلک آہ بس ہے شرح غم کے واسطے		کون نیرب واسطی ڈھونڈے قلم کے واسطے
سرتو ہے تن پر مرے تیغ شہ کے واسطے		پر لگا رکھتے ہیں وہ جھوٹی قسم کے واسطے
تم بیٹھے بغل میں جو قیبِ دغلی کی	یہ ہے	کی گرم بغل ہم نے بھی گور بغلی کی
اے ذوق نکر نور میں آمیزشِ ظلمت	یہ ہے	کیا کام تیرہ کو محبت میں غلی کی
مقابلِ سرخ روشن کے شمع گر ہو جائے	یہ ہے	صبا وہ دھول کا ہے کہ بس سحر ہو جائے
وہ دلیں کھتا ہو نہیں آہ آتشیں اے ذوق	یہ ہے	کہ برق دیکھے توفی النار والشفق ہو جائے
اسیری پر تیری مڑنا ہوں انفری دیکھیں سے		جوان سے ہوئی گردن نہ اڑا طوق کر دیکھ

<p>ہے وہ مثل کہ بھول نہیں بنگھڑی سہی سچ پوچھئے تو چوٹ ہین نے کڑی سہی ٹھہرا رکھوں کہ اور بھی بیان دو گھڑی سہی</p>	<p>گورنخ کا بوسہ دیتے نہیں لب کا دیئے فریاد ضرب تیشہ سے ہے سخت ضرب غم نہ دو گھڑی کو آؤ تو میں لب پہ جان کو</p>
<p>واسطے وان کے بھی کچھ یاسب بین کیواسطے اس سکندر کس لیے دو گز زمین کیواسطے یا الہی اپنے خستہ المسلمین کیواسطے</p>	<p>کیا وہ دنیا جس میں کوشش ہو نہ دیکھ واسطے خون کے دریا بہ گئے عالم تہ و بالا ہوئے ذوق عامی ہے برا سا خامتہ کیجو بخیر</p>
<p>تدعی جل گئے اچھا ہوانی النار ہوئے ہم بین صیاد کی آفت کے گرفتار ہوئے دو اگر خشک ہوئے اور ہرے چار ہوئے</p>	<p>سوز دل سے مرے نالے جو شرر بار ہوئے مکڑے اڑ جائیں قفس کے تو اڑینگے یہ بھی جہنم دل سے ہوئے کم نہ گلِ نختِ جگر</p>
<p>چھپا کے بھولوں میں سہ صبا سے جو سکرائے سحر کلی ہے تبسم اُس گل کا یاد کر کے عجب ہوئی دلو بے کلی ہے تیش دکھائی جو میں نے دل کی تو لوٹا پر وازہ داغ کھسا کر دکھایا تم نے جو روبرو روشن تو شمع محفل میں کیا جلی ہے بنا اولیٰد چوب صندل سے میرا تابوت اے عزیزو کہ قتل مجھ کو کیا کسی نے دکھا کے رنگ اپنا صندلی ہے</p>	
<p>آگے جائیں مجھے جائیں جائینگے پر جائینگے خشک ہیں جتنے کنوین بانی سے سج جائینگے</p>	<p>ساتھ تیرے ہم بھی جو ن سایہ مقرر جائینگے لیکے جب زیر زمین ہم دیدہ تر جائینگے</p>

نہ نالہ دل سے بھولوں میں سہ صبا سے جو سکرائے سحر کلی ہے
تبسم اُس گل کا یاد کر کے عجب ہوئی دلو بے کلی ہے
تیش دکھائی جو میں نے دل کی تو لوٹا پر وازہ داغ کھسا کر
دکھایا تم نے جو روبرو روشن تو شمع محفل میں کیا جلی ہے
بنا اولیٰد چوب صندل سے میرا تابوت اے عزیزو
کہ قتل مجھ کو کیا کسی نے دکھا کے رنگ اپنا صندلی ہے

کیا بشر مانند یوسف کیا بشر ہاروت و	عشق کے باعثوں سے ہو جاؤ اسیر جاہ
عزیز و نافذ لیلیٰ کے دیکھو گے شہر غریب	اگر مل جائیگی مجنون کو خدمت سار بانی کی
کمان ہم۔ اور کمان غم سیکھ نہ کو غم سے کیا	مگر ہے حضرت دل اپنے یہ مہربانی کی
رہے خاطر نہ بے شغل محبت کیونکہ بند اپنی	کلید قفل دل فریاد ہے مثل سپند اپنی
زمین کیا ہے فلک پائونکے نیچے سے کھجی	ہماری خاک پر دکھلا دو رفتارِ سمندر اپنی
جو دل سے اپنے دم آتشین نخل جاے	فلک کے پائون تلے سے زمین نخل جاے
ستم نے سیم تنوں کے کیا بنے ماکین	اکسی تن سے مراد کم کہیں نخل جاے
اٹھا ما عشق کی کیوں ابدلِ نادانِ کھوٹ	ابھی تو مالِ جگہوں ہے پیرائے جانِ کھوٹ
پیش اکرام سے ساری کراست ہے یہی	عادت بہ ترک کر تو خرقِ عادت ہے یہی
بھرتے ہیں لکے پڑے سودین بالِ جاہ	مٹھل کھبت ہے ہن گنبدین بسم اللہ کے
لحد کو جاہے یون پر پشتم دم دیکھے	سرا کو جیسے تھکا ادنٹ و سبدم دیکھے
پلائے آغشا را بکو کسکی سا قیاچہری	خدا کی جب نہیں چوری تو چہ بند کی کیا چری

مجھے گوارہ بھی خاکشیں طوفان زدہ آسا	رہا جو ن لعل اشک آہستہ رسیدہ بین بوچسپ
بان لگ چکے سب بن دول و جان ٹھکانے	اب تک نہیں کافر ترا ایمان ٹھکانے
کیا جانے خبر لا باہ کیا دان سے کیا فائدہ	آئے نہیں تیرے نظر اوسان ٹھکانے
مترے حسن عمل سے معصیت بھی عار کرتی ہے	میری توبہ پہ توبہ استغفار کرتی ہے
اگر انسان فانی ہو تو ہے اکیس سے بہتر	ہوا و حرص لیکن اسکی مٹی خوار کرتی ہے
ہم بن غلام اُنکے جو بین و فاکے بندے	اسکو یقین کرنا اگر ہو خدا کے بندے
مت بھول بندگی پر غرہ میں آکے بندے	زادہ سے تا بہ فاسق سب بن خدا کے بندے
ہم بنو گوارے جذب ل سے کھینچے جائینگے	پر بڑے پتھر بن یہ شکل سے کھینچے جائینگے
دیکھیں تو کب تک نہیں کرتے ترے دلیل اثر	ہم بھی مالے اپنے جذب ل سے کھینچے جائینگے
کام لیجے گا کہین اور ہی دانا نی سے	ناصحو جاؤ نہ لپٹو کسی سودا نی سے
کیونکہ عینک کو نہ آنکھوں نے لٹاؤں لے	چار آنکھیں ہوئیں تجھ قوت بنیائی سے
کونے دن نگہ تیرہ خونریز رہی	محمد پہ ظالم تری ہر روز جبری تیر رہی
آتش عشق توبہ گلشن جنت کی ہوا	بان مگر آتشِ دوزخ سے بھی کچھ تیر رہی
ہلو کیا بان راہ پر ہے کوئی یا گراہ ہے	اپنی سب راہ ہے اور سب یاد اللہ ہے

نہ جی سوسے اونٹا ہے
مردہ

بقیاری کا سبب ہر کام کی امید ہے	تا امید سے مگر آرام کی امید ہے
اگر اٹھے تو آزدہ جو بیٹے تو خفا بیٹے	لگا یا جی کو اپنے روگ جب جی کا بیٹے
باقی ہے دل بن شیخ کے حسرت گناہ کی	کالا کر بھانسنہ بھی جو ڈار سی سیاہ کی
جان ہے اشک کی گرمی ہویداندرش لہ ہے	کہ آنا اپنا اشک سوختہ مانندِ فلفل ہے
درد دل سے لوثا ہون میرا کسکو درد ہے	مین ہون لفظ و در جس پہلو سے دیکھو درد
دل گرفتار ہوا یار کی عیاری سے	ہم گرفتار ہوئے دل کی گرفتاری سے
جو کہو گے تم کہینگے ہم بھی باج نہیں ہی	آپ کی یونہی خوشی ہے مہربان یونہی ہی
جس در پہ یہ غل غلے کہ آتی کان پر سی آواز نہ تھی عقل سحر اس در پہ تھی حیران کھڑی آواز نہ تھی	
راز درد و غم سے کہے اس پردہ میں آگاہی ہے یون تو ہر ایک زعم میں اپنے افلاطون الہی ہے	
وہ عمل بخیرین کسی کے دل کی اتنی کیا ہو گیا دوا ہے کہ بیٹھا بیٹھا سارو دل سے مرے کعبہ میں مورا ہے	

طرح دار

طرح دار

رہی اسطرح بعد از مرگ نیا کی ہوسنا کی	خزانی کر کے توجہ بطرح ہو جاے تر با کی
ماتون کو نہ ہو حق کراے شیخ منا طاتی	سوتے ہوے چو نکمین گے زندان خراباتی
کیا ہم بخنی کرتا ہے اس گل کے دہن سے	خفہ سے یہ کمد و کہ چٹک جلائے چمن سے
قطرہ قطرہ آنسو جسکے طافان شدت ہے	مکڑے مکڑے دل جو پڑا ہے تودہ تودہ سر ہے
جسے ہم چاہتے ہیں وہ بت گمراہ بھی جا ہے	ہمارے دل نے توجا با کمراندہ بھی جا ہے
کل کے جو وصل کے عالم ہیں نظرمین بھرتے	آج تنہا خفانی سے بین مگر میں بھرنے
ہم اور غیر یکجا دو دن ہم نہ ہوں گے	ہم ہونگے وہ نہونگے وہ ہونگے ہم نہ ہونگے
جنون کے دست مبارک ہیں سپرین کو لگے	رہا بھی تار نہ باقی کہ جو کفن کو لگے
لاشتے کو دفن کیجئے میرے کہ بھینکد کیجئے	مردہ بہت زندہ جو چاہئے سو کیجئے
معلوم ہوا مینی و ابرو سے بتان سے	اک تیرے گویا کہ چڑھا ہے دو کمان سے
دُسا ہو کالے لے جسکو کا فرتودہ صنون کے اثر سے کیلے وہان دگیسو کا تیرے ما ا نہ سند سے بے نہ سر سے کیلے	

مصروف چارہ دیکھا کیا چارہ گر کو میرے	مرچیں سی لگ رہی ہیں زخم جگر کو میرے
مٹی سے اپنی مٹی جو تربت میں مل گئی	جو کچھ کہ عقی مراد محبت میں مل گئی
بدنہ بولے زیر گردن گر کوئی میری ٹٹے	ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنے
لال کتاب اپنی اب بادۂ لالہ رنگ ہے	سیکدہ اپنے واسطے مدرسہ فرنگ ہے
کیا تاب دل جلوں سے جو برق لاگ کئے	دوزخ بھی ہو تو انکی جلوں پہ آگ رکے
کرے کعبہ میں کیا جو سرتخانہ سے اگر ہے	یہاں تو کوئی صورت بھی دہان شد ہی آئندہ
ہمیشہ کام مجنون کو رہا صحرا و زدی سے	بسا یا خانہ زنجبیر رہنے پائے مردی سے
جنون سے میرے مجنون بگاڑتا جیسے بگولہ	کہ میں صورت ہوں وحشت کی وینوی کی پو
خاک اڑاتا دشت میں جب بتراسو دانی پھرے	پھر بگولہ تو ہے کیا آندھی بھی بولائی پھرے
جہان دنیا میں نہ کھاسچ کے ادھر جھوٹا نیک ہے	کہ پہلے صبح کا ذب ہے تو بچھے صبح صادق ہے
ذکر کچھ چاک چک رہے کاسن سن اپنے	کر کے میں ضبط سنہی کی جھون پناہن اپنے

کتنے مفلس ہو گئے کتنے تو مگر ہو گئے	خاک میں جب مل گئے دونوں برابر ہو گئے
اب ہے باز پر مغیلان ترے دیوانوں کی	دونوں جہان ملے خاک بیا بانوں کی
الفت کا نشہ جب کوئی مر جائے تو جائے	یہ دوسرا ایسا ہے کہ سر جائے تو جائے
رات جو شمع کٹی ہلکے جو روتے روتے	بہ گئے اشکو بنیں ہم صبح کے ہونے ہوتے
کوئی جو اسکو پڑھ کر عاشق کا طمانے	اک حرف دعا پر تلوے فقط سنائے
لانٹے کے ساتھ جی نہ مری قبر تک چلے	ہوتے ہی اذن عام کے گھر کو کھسک چلے
سین چکی چکی شام سے اکدم ٹھہرتی ہے	ترے پیار غم کو موت سنا دیا کرتی ہے
<p>ماخن سے متعار کی میرے داغ جنوں کو زانغ اٹھ جائے عشق یہ تیری فطرت ہے تو سر سہلا ہے بیجا کھائے</p>	
چلے زراں تباہ سیم تن کیا سٹے	بان قلندر میں نہیں کوڑی کفن کیواسٹے
پھر بار آئی کف ہر شلخ پر پانی ہے	ہر روش پر جلوہ باد صبا ستانہ ہے
ہوتا نہ اکرو دل تو محبت جی نہ ہوتی	ہوتی نہ محبت تو یہ آفت بھی نہ ہوتی

<p>کہ کرو قطعِ تعلق کد ام شد آزاد بریدہ زہم باسد اگر قنار راست</p>	
<p>دیکھتے ہیں جلوہ گلمائے رخسارِ زنگ ہم آخرش ہوگا وہی اکدن خزان کے ہاتھ سے ہے غنیمت کوئی دم نفا رہ زنگ بہار در عدم بودیم دو دیگر در عدم خواہیم رفت</p>	<p>مثل زنگ جس جہانکے اس چمن میں شہم دا جو کہ عالم اپنا اس نشو و نما سے پہلے تھا بہر کمان یہ گلشن اور گل اور سبز یہ ہوا این تماشائے جان را مفت ہے جینیم ما</p>
<p>رباعیات</p>	
<p>کیا فائدہ فکرِ بیش و کم سے ہوگا جو کچھ کہ ہوا ہوا کریم سے تیرے</p>	<p>ہم کیا ہیں جو کوئی کام ہم سے ہوگا جو کچھ ہوگا ترے کرم سے ہوگا</p>
<p>اعلیٰ جو علیٰ کی ہے امامت کا مقام جو لوگ صفِ اولِ میثاق میں تھے</p>	<p>رکھتے ہیں خراسان سے میانِ خاص و عام پوچھتے کوئی اُن سے کہ وہ کیسا تھا امام</p>
<p>سبطینِ نبی یعنی حسن اور حسین عینک ہے تماشائے دو عالم کے لیے</p>	<p>زہرِ او علیٰ کے دونوں وہ نورِ امین اے ذوقِ لکھا نکھونے انکی غلین</p>
<p>دل کو سر بازِ ارجمان کرنے اُجاٹ اے ذوقِ فلک کے جب ہیں بارہ ہفتے</p>	<p>جس طرح بنے سو دوزیان میں دن کا سودا ہونہ کیوں زیرِ فلک بارہ باٹ</p>
<p>جب تک تھے گرہِ مینِ احمقوں کے پیسے</p>	<p>سب کہتے تھے اُن کو آپ ایسے ایسے</p>

<p>طلوع صبح سے سند روشنی نے یقین ہے صبح تک دیگی نہ جھنے پڑھی بین سرخانے بکسی نے لگا رکھے تھے میری زندگی نے اذان مسجد میں دی ابر کسی نے اذان کے ساتھ میں دفن کی نے کہ خوش ہو کر کہا خود یہ خوشی نے</p>	<p>بہت دیکھا نہ دکھلایا ذرا بھی کہا جی نے مجھے یہ بھر کی رات لگے پانی چہلے منہ میں آنسو مگر دن عمر کے تھوڑے سے باقی کہ قسمت سے قریب خانہ میرے بشارت بھگو تیج وصل کی دی ہوئی ایسی خوشی اللہ اکبر</p>	
	<p>مؤذن مڑ سب بروقت بولا ترمی آواز کے اور مہینے</p>	
<p>کہ تو اٹھ کر اُدھر سے اُدھر ہوا پست کہ تجھ کو اب نہ غم میت ہے نہ شادی ست کہی نہ ہو گا دل آسودہ گو ہو ست است کہ با فراغ کرے کج عافیت نیش است تو سلسلہ میں فغیری کے وہ ہوا پست کہ حق پرست ہو وہ پہلے جو ہو پیر پرست کہا یہ شوق نے ہو مت بلند نہ پست تو یہ ارادہ ہوا اور بھی ہوں بالا دست کہ نفس دشمن سرکش ہے اسکو دیکھت پھنسا ہوا ہے وہ کیفیتوں میں گرے ست مجال کیا کہ غل جائے کوئی کر کے جبت گیا زبان سے نکل سکی جیسے تیر زشت</p>	<p>کل ایک تارک دنیا سے میں نے پوچھا ذوق کہ زنی ہوگی آرام زندگی تیر سی کہا یہ اُس نے کہ قید حیات میں انسان اٹھائے ہاتھ جہان سے ولیک کیا اسکا چھٹا جو کوئی گرفتاریوں سے دنیا کی رہا وہ خدمتِ مرشد کی قید میں برسوں گر ایک عمر میں پہنچا مقام عالی پر جو دستگاہ تصرف میں بھی ہوئی اُس کو ہمیشہ جنگ رہی بعد صلح کل کے بھی جو ہوشیار ہے تو ہے وہ شرع کا پابند سنین ہے دام علائق سے مطلق آزادی کہا ہے خوب کسی نے یہ شعر جربستہ</p>	

بد اصل کو کیا نام خدا کو لی بتائے	بندوق کا طوطہ نہ کہے حق امشد
اس جبل کا ہے ذوق ٹھکانا کچھ بھی	دانش نے کیا دل کو نہ دانا کچھ بھی
ہم جانتے تھے علم سے کچھ جانینگے	جانا تو یہ جانا کہ نہ جانا کچھ بھی
شخل ہے بیان بائے خرد کا جسمنا	اس وحشی رم دیدہ کو کیسا رشتنا
ہم پسید و عشق و عشق اپنا ابھی	جو عشق کے ذوق کو سلتنا
کھلتا نہیں اے ذوق یہ ہم پر معنوں	ہر شخص جو مذہب کہے اپنے مفتون
کہتے کے حق پر اور باطل پر کے	کل حزب بمالذیم فرعون
اے زاہد و تم سے کیا جھگڑ کر لون میں	غصہ سے کروں کس لئے دلوں خون میں
مہووار و صنم پرست کہتے ہو مجھے	تم ہو تم ہو جو کچھ کہ ہوں میں ہوں میں
دنیا سے ذوق رشتہ الفت کو توڑ دے	خس سر کا ہے یہ بال اسی سر میں جوڑ دے
پر ذوق تو نہ مجھوڑے گا اس پر زلال کو	یہ پرہ زال گر تجھے چاہے تو چھوڑ دے
جنکو اس وقت میں اسلام کا دعویٰ ہے کمال	عز سے دیکھانا تو اے ذوق غم کا یہ حال
جیسے مصل من ہنسانے کو مسلمانوں پر	نفل کرتا ہو مسلمان کی کافر تقال
تو بھلا ہے تو برا ہونین سکتا اے ذوق	ہے برا وہ ہی کہ جو کجکرا جانتا ہے

ملاحظہ فرمائیے
عبداللہ

ملاحظہ فرمائیے

مغس جو ہوئے نو پھر کسی نے اے ذوق	پوچھا نہ کہ تھے کون وہ ایسے تیسے
اے ذوق کبھی تو نہ خوش اوقات ہوا	ایک دم نہ ترا صرف مناجات ہوا
جب تک تھاجوان تھاجوانِ بدمست	اب پیر ہوا پیر خرابات ہوا
آنکھ اُسکی نشہ میں جب گلابی ہو جانے	صوفی اُسے دیکھے تو شرابی ہو جانے
دکھلائے جو وہ روئے کتابی اے ذوق	سب مدرسہ کا فرکتیابی ہو جانے
جن دانتوں سے ہنستے تھے ہیشہ کھل کھل	اب دروے ہیں وہی رلاتے بل بل
پہری میں کہاں اب وہ جوانی کے مزے	اس ذوق بڑھاپے سے ہے دانتا کھل کھل
اے ذوق فرشتے ہیں یہ کمکر روتے	اے کاش کہ انسان ہی ہم بھی ہوتے
غفلت میں یہ رہتا ہے یہاں تاک ہشیار	شیطان کے چلا دیتا ہے سوتے سوتے
ان آنکھوں سے روئے لالہ گون بھی دیکھا	اور پھر ان کو پر اشکِ خن بھی دیکھا
کیا کیا دیکھے رنگ ہم نے اے ذوق	یوں بھی دیکھا ہما نین و دن بھی دیکھا
دنیا کے الم ذوق اٹھا جائینگے	ہم کیا کہیں کیا آئے تھے کیا جائینگے
جب آئے تھے روتے ہوئے آپ آئے تھے	اب جائینگے اور دن کو رولا جائینگے
دل جن کا ہے آہن کی طرح سخت و سیام	وہ لطفِ سخن سے نہیں ہوتے آسمان

<p>گوئی سوزِ کھلاص کو پڑھ کر سہرا گائیں مرغانِ نواسِ سنج نہ کیونکر سہرا نار بارش سے بنا ایک سرا سر سہرا سر پہ دستار ہے دستار کے اوپر سہرا تیرا بنوایا ہے لے لے کے جو گوہر سہرا اللہ اللہ رے پھولوں کا معطر سہرا کنگنا ہاتھ میں زبیا ہے تو سر پہ سہرا کھول دے سنج کو جو تو سنج سے اٹھا کر سہرا دمِ نظارہ ترے روئے نکو پر سہرا واسطے تیرے تراذوقِ ثنبا کر سہرا دیکھو اس طرح سے کہتے ہیں سخنور سہرا</p>	<p>تاجے اور بنی میں رہے اخلاص بہم اصوم ہے گلشنِ آفاق میں اس سہرے کی روئے فرخ پہ جو بین تیرے برستے انوار ایک کو ایک پہ تزیین ہے دمِ آرائش ایک گہری نہیں صدکان گہر میں چھوڑا پھرتی خوشبو سی ہے اترائی ہوئی باوبہار سر پہ طرہ سے منقہ تو گلے میں ندھی رومانی میں تجھے دے بہہ و غریدہ فلک کثرتِ نارِ اطرے ہے تماشائیوں کے دُر خوش آبِ مصفا میں بنا کر لایا جن کو دعویٰ ہو سخن کا یہ سنا دوا لکھو</p>
--	--

مشنوی

<p>زینتِ نامہ زیبِ سرِ نامہ یا قلمدانِ مہزار صنعت کا اور سیاہی کو روشنائی دی مہرِ قدسِ رو پر بالا کیا عاشق کو تختِ مشقِ جفا زخمِ دل کرتے ہیں بریز بریز وسمہ قوسِ قزح کے ابرو کا بلبلین ہوں ترانہ سنج ہزار</p>	<p>چاہتے نام اُسی کا اے خامہ ہے فلک اک نمونہ قدرت کا رخِ قرطاس کو صفائی دی دیا قمری کو مصدعِ عذالا ای عطا نو خطوں کو کلک ادا ایک فشان ہے عشقِ شور انگیز کس ہے سبزہ لب جو کا آئے گلشن میں فصلِ گلِ سواہر</p>
---	---

اور اگر تو ہی بُرا ہے تو وہ سچ کہتا ہے	کیون برا کہنے سے تو اُس کے برا مانا ہے
قدم سنبھال کے رکھ راہِ عشق میں اذوق جو کوئی آبلہ پائے مور بھی ہے بیان	گزرنا اس رہ دشوار سے نہ آسان ہے ترے ڈبوں کے کوہ بھی تغیر طوفان ہے
نذر دینِ نفس کس کو دنیا دار سچ کہا ہے کسی نے یہ اے ذوق	واہ کیا تیری کار سازی ہے مالِ موزیِ نصیبِ غازی ہے
اے ذوق کر گیا کوئی دنیا کیا ترک کیا دخل کہ ہو ترک کسی سے دنیا	دیندے بری بلا ارے کیا ترک جب تک نہ کرے آپ اُسے دنیا ترک
دل سے میں اپنے رسولِ عربی کا ہوں غلام میں حضورِ یمن رہوں اُسکی نہ کس طرح ملام	دل کہو جان کہو جانیں ہیں اس بات کو سب ہے یہ مشہور مثلِ مالِ عرب پیشِ عرب
اصحا بھگو ملامت تو نہ کر بسکہ مجھ کو عشقِ بازی کا ذوق	کس طرح میں عشق سے بیزار ہوں کیا کروں میں ذوق سے ناچار ہوں
اے جوان بخت مبارک تجھے سر پر سہرا آج وہ دن ہے کہ لائے درانجم سے ملک بیش جس حسن سے مانند شعلہِ خورشید نہ کے وصلِ علی یہ کہے سبحان اللہ	آج ہے یمن و سعادت کا ترے سر سہرا کشتیِ زندہ میں بہرِ نوز کی لگا کر سہرا سینچ پر نور پہ ہے تیرے منقذ سہرا دیکھے کھڑے پہ جو تیرے بہرِ اختر سہرا

<p>ماہ بے مہر بلکہ دشمنِ مہر برق کا وہ ذرا چمک جانا نفتہ استاد نگر س قن رخ نقالے و زلفِ صلّ علی زلفِ جنیان میں زخکی رزاقی گوانا رنگم نہ منہ سے شمع مچھلی بازو لی باہے دو العین اکرم ذات ازیں دل زار</p>	<p>تغزل در خسار کرمین</p>
<p>ہرستم میں ستم شریک سپہر اور نیکل میں ترا دیک جانا گر دیکھ گمان ہجوم شگردان قد وہ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى کرے شایون کو اشراقی لیک جاری زبان ہر مو سے غزقہ کش بحر خون سے مرد دم میں رشتہ کار و عقدہ دشوار</p>	
<p>زنگ پان لعل روح افزا پر خون ثابت کرے سیجا پر</p>	
<p>قصیدہ نمبر ۱</p>	
<p>سحر جو کھرمین بخت آئینہ تھامین بیٹھا نزار و حیران</p>	
<p>تو اک پری چہرہ حور طلعت بخت طبعی و ماہ کفان</p>	
<p>پہی کی صورت چمن کی زلفت گرا سا شیوہ تو اسکا جلوہ</p>	
<p>زبان شیریں بیان زکین کلام دندان خرامستان</p>	
<p>انیس خلوة طلیس جلوة حریف حکمت ظریف صحبت</p>	
<p>بہ نرم باران ببل بہار ان بابل عزت گے بدمان</p>	
<p>حسین و بخت و مہر عرق کے قطرے ہیں اس میں اختر</p>	
<p>ہلال بروکھاہ جاد و خدنگ شرکان چشم قن</p>	
<p>بروے زکین نگارستان شکوفہ خندان مگرہ خندان</p>	
<p>ہو کے پچان ہے عشق پچان جو ہیں پریشان تو دل پریشان</p>	

سافیا جلد اٹھ درنگ نہ کر
 طاق سے تو اتار لے شیشہ
 شیشہ سے کی یہ دراز زبان
 مین ہوں مانند ساغر لبریز
 جھوم جھوم ایسے بادل آنے لگے
 کر دے بابتک مجھے نشہ میں چور
 دل کے سارے پھوٹے پھوٹے بنیں
 شبِ حیران بسر بنیں ہوتی
 بسترِ سنج و کینج تنہائی
 شام سے حال ہے یہ صبحِ ملک
 کیون بنیں بولتے سحر کے طیور
 مگر لکھن خط میں بقیراری دل
 مضطرب اب جو ہو رہا دل ہے
 دل کی داستان کیا کروں تدبیر
 جانِ بیتاب جیسی بے کل برق
 بضیع جھوٹی ہوئیں غشی طاری
 دل سے رخصت ہے تابِ طاقت کی
 ہوس سیرِ باغ ہے کس کو
 کاٹ کھانے کو دوڑتا ہے گھر
 اب ہو یک لخت دل کو ہر صد لخت
 ہو چکی دل کی اپنے عشق میں خیر

عرصہ مطلب کا دیکھ تنگ نہ کر
 طاق پر رکھ کتاب اندیشہ
 اور پھر یہ سستم کہ پنبہ و بان
 جان بلب جان بلب کو کیا پرہیز
 پاؤں تو بہ کے ٹکھڑا نے لگے
 تاکہ مانند خوشہ انگور
 نکتہ باقی نہ کوئی چھوڑ و ن بین
 بنیں ہوتی سحر بنیں ہوتی
 رات کیا آئی اک بلا آئی
 نہیں گئی مری پلک سے پلک
 کیا شفق نے کھلا دیا سینہ و
 نامہ بر ہو کو تر بسمل
 دل ہے یا مرغِ نیم بسمل ہے
 غنچہ دل ہے غنچہ تصویر
 دیکھی گرم رو فنا کا لبرق
 ایک فرقت ہزار بیماری
 بقیراری نے استقامت کی
 دل ہے کس کو دماغ سے کس کو
 سگ دیوانہ بن گیا ہے گھر
 تنِ بقدرِ سنگ آمد و سخت
 رہوین دریا میں اور مگر سے بیر

تری عدالت میں ہے یہ قدغن کمان کو دیکھنے نہ اور روشن	
وگر نہ مالہ ہو طوق گردن کہ تاہو دل میں بہت پشیمان	
جو تیغ بزان کو اپنی سنا ہا کرے علم بردار سچا	
تو زیر دامن ابرائیا و کھائے جلوہ نہ برق خیشان	
یہ تیرا خنجر ہے یا کہ شہر کہ جس کے نکتے ہیں دم میں ازکر	
نفس سے ہوتا ہے تن کے پیران تیرے مخالف کا طائر جان	
ہے عید قربان میں تیری ہیومن رکھا بزرگوں کے شتر گردن	
کہ کھاکے گا وزمین نہ سمیت کسین زیر ریز میں ہو لرزان	
لکھے گا فغفور حبیبی خانہ تو کہ دے آئے شہ زمانہ	
بنا صفا بلان پہ آستانہ کہ بیٹھے دارا بجائے دربان	
تری سخاوت کا سن کے عالم اسند بڑا ہے تمام نالہ	
عرب سے آیا ہے چل کے حاتم ملب سال و بدست امان	
جواہرین جنبش میں لعل شیریں جگ ہوا کی کلام رنگین	
تو حکم دیوے تو ہو دین آئین تو منہ کے بولے تو گل ہو خندان	
جو ہو سوار سمند تازی کرے تو میدان میں سب تازی	
تو تیسرے دور فلک کو بازی بیائے گوئے و بدست چوگان	
وہ تیرے نیل کوہ بیکر کہ حسبہ لکتے ہیں سب نظر کر	
فلک پہ دمدار ہیں دو اختر دیا نایاب ہیں اس کے دندان	
ترا جو وصف تجھ سے شایا لکھے قلم کو کمان ہے یارا	
شناد عا پر ہے خنم کرتا جو ذوق تیرا تنہیت خان	
کہ سعد بگو خوشی ہو افروز حسود ہوں سرنگوٹ خان	
یہ جشن ہو فرخ و ہمایون سا بعد فرو شوکت شان	

وہ گوش پر زب کج کلاہی جو دیکھو مینی نو یا اتسی	
وہن مین غنجہ بون مین گلرگ وروسے روشن مین مہر تابان	
نگاہ ساغر کش تا شاہیاض گردن جسرا حی آسا	
وہ گول بازو وہ گوری ساعدہ بخبر رنگین بچوں جان	
کمر نزاکت سے اسلی جائے کہ ہے نزاکت کا مارا اچھا	
اور اُس پہ سونو لہر کھائے پھر اُس پہ دوقمروزان	
وہ ران روشن وہ ساق سیمین وہ بانازل خنایں نگین	
وہ قد قیامت وہ فستق قامت دلونپہ شامت جو ہومان	
جو نام بوچھا کھا خوشی ہون جو وصف بوچھا تو دلیری بن	
سبب جو بوچھا تو سینکے بولا کہ ذوق تو بھی عجب نادان	
وہ شاہ جو ہے محمد اکبر جہان مین رشک جمہر سکندر	
اجلو س شش اس کا ہے فلک پڑی کے پرتو مین ستارمان	
یہ سنتے ہی مین نے بالبدایت لکھا وہ مطلع شفق شبات	
کہ جبکہ احسن کے سخنور پڑھے تجسین ہر اک خندان	
مطلع	
شہنشاہ تیرے رہ پے دوران پتھر مین بکے ہوتا تیران	
کہ ہفت اختر بہ ہفت کشور مین آج کیسر مطیع فرمان	
وہ ہے ترا اختر ہمایون کہ ہو کے روشن چراغ گردون	
مرا م کا پے ہے شعلہ آسا بزیر فانوس چرخ گردان	
سحاب بہت جو در فشانے کرے بہنگام حکمرانی	
تو ہو حجالت سے پانی پانی ہوا پہ یک دست بزرگمان	

ساقی موش مست شبانہ مطرب دلکش صرف ترانہ	
مژدہ عیدِ اقبال مجسم وقت سعید انوار سحر ابا	
ایک بت ترسا بادل شکن لبست کا فراباہمہ شکن	
صورت لات و شکل منات و رشک جوق و غیرت کچھ	
کان ملاحت بحر صباحت جوئے فصاحت گلشن راحت	
شور میں لیے نور میں سلمیٰ لہجہ میں شیریں جلوہ میں عقدہ	
وہ لب سیکون عارض گلگون وہ قدموزون چشم پر افنون	
برگ گل تر لالہ احرار و صنوبر ز گرس شہلا	
خال لب بے نقطہ شکن یا ہے ہلال و چشمہ شیریں	
مردم دیدہ محو بدیدہ لالہ بدائع ددل بہ سویدا	
فوج نظارہ جون رم آہوا ہوئے کعبہ ز گرس عابدو	
چین بہ چین محراب کعبہ طاق دوا پر و مسجد اقصیٰ	
چاہ زرخدان آب زلال اور اُسے تکلم چشمہ شیریں	
ناصیہ روشن و روشن جون کف ہوئی زلف شکن و خط چلیپا	
پان کی سرتی لب سے گلوتک دست و گریبان قوت فخر سے	
دام برائے گردن عنقا چشم و چہرہ راع دیدہ حورا	
بیت زلالی لب بہ تکلم نہر و خیالی رنگ تبسم	
سوئے میان جون معنی نازک تنگ دیوان رستہ مہما	
عارض گلگون چشم پر افنون سبز تر سے طرز نظر سے	
مایہ ناز و غمخ طراز گلشن راز و راز بدلیا	
نقشہ طراز قہر لرزست و فاین چہت جہانم شرم سے ڈوبا بحر جہانم ناصیہ رو بر عالم بالا	

	قصیده نمبر ۲	
	صبح سادات نواز ادا تن بر باصنت دل بہ تمنا	
	جلوہ قدرت عالم وحدت چشم بصیرت محو تماشا	
	نفس رنج و سخن وسیع طرز مسجع سطح مرجع	
	بانغ ارم بار و ضئے رضوان خلد برین یا حجت مادے	
	میرغ خوش الحان بر سر بہتان بر گلستان خرم و خندان	
	گوش شقائق محو سرود و دیدہ نرگس ست تہنا	
	لحن فارسی شکل مسجع صوت عناد دل در و میل	
	سرود بہ قامت نخل دعا و نکمت گل باد م بہ سیجا	
	فصل ربیع و موسم اردی معتدل اک جا گرمی و سردی	
	سیل عناعر سوسے طبایع ربط قوسے با عالم اشیاء	
	چہرہ گلشن آنش رخسان سرخی گل من لعل بہ خشان	
	بنز و بہ شبنم رشک جواہر لالہ بہ ژالہ لولہ لے لا لا	
	قلب کو فرحت و دھکو راحت غفل کو قوت طبع کو جودت	
	جلوہ ساقی نغمہ مطرب نالہ بہ جنگ و نشہ چہرہ ب	
	خندہ گل پر شاہل پر سر و چین پر لطف سخن پر	
	نغمہ طبل نالہ صلصل فقہہ قلقل پر لب سینا	
	غلغلہ اندہ محفلستان و جدین خیل بادہ یرستان	
	نغمہ طرازان بار بہ آسا جنگ نوازان شکل نگینا	
	جام بلورین بائے لعین صبح بہار و گلشن رنگین	
	پنبہ مینا بر سر مینا اختر صبح و گنبد خضر ا	

تجھے ہی فائز نام شام دھر ہے تجھ ہی سے دائم نازہ دھر	
بار مراد و برگ نسا دو شاخ اسید و خسل مینا	
توبہ ریاست توبہ فراست توبہ معالت توبہ سیات	
فطرت لہجیان فکر طاعت حسن بیاض و غصہ حمرا	
روبرضا و لب بدعا و دست بہت بابہ اقامت	
لب ہدایت دل بہ درایت صرف بزرہ و محو بہ نقوی	
توبہ حقیقت توبہ طریقت توبہ شریعت توبہ ودیعت	
پاک برشت و نیک نوشت جسم مطہر قلب مصفی	
رو بہ تحمل خو بہ تحمل کف بہ تحف لب بہ تکلم	
رد کش یوسف ہمسر صالح ہمرہ موئے ہدم عیسیٰ	
تیری محافظہ آیہ کرسی تیری معاون ایت قدسی	
زیب بنایم سررہ یا حسین جزائیم سورہ طہ	
جانب انداز سربیدان لہنج لے جہدم صارم تران	
نعرہ ہوا اُس کا اقتل اقتل مذیہ ہوا اس کا عجز قتلنا	
جلوہ سے تیرے ہونہ منور شام و بحر آفاق تو کیونکر	
مہم ہو دوائے دیدہ شیر مہر ضیاء حیرت مر با	
تو دم فرحت تو دم عشرت تو دم صولت بر سر دست	
ماہ بسر طان زہرہ بیزان تیر بہ توس و شمس بہ جوزا	
فہم ترا وہ عقل ارسطو بالغہ جس سے جوہر ثانی	
عقل ترا دے درس فلک طوائف سفہ جس کی ابجد اوکے	
حال و عالم تجھ میں ہے پیدا اور ہے یہ نور کشف ہو یا	
غیر قیادہ غیر سرورہ غیر تفاؤل غیر رہ رویا	

رمزت ہو کر صرف تخلص ناز سے ہو کر لب تہیسم	
مجھ سے کہا ہو زمرہ میرا تو بھی تو بولے بلبل شیدا	
مین نے بڑھا ایک مطلع روشن مدح میں تیرے جس گلشن	
روح مغرے اسے شہ عالم غش ہو جبریا در شاہ غشی	
اسے شہ عالم درجہ عالم عالی اگلے والی والا	
لب یہ تاشل دل یہ نیاش جلوہ طراز عرش معلیٰ	
انفس خلافت ازہ رتبہ تخت خلافت عرش عظمت	
تو ہے بہ حکم وجہ جو صورت وہ ہے بغض تہہ سپہ لے	
روح مجسم عقل کریم نفس مقدس جسم طہر	
باتن صافی جان موانی پرہ بہ دنیا جلوہ بہ عقبی	
علم حقیقی علم مجازی تیرے حلول ماری و طاری	
اصل مبانی نقل معانی عقل کو تیرے عیش مہیا	
سارے بڑے اسماء الہی سب ہیں موثر اسے شہ اکبر	
اسم جو اعظم ہے تو وہی ہے جس سے تیرا اسم سمنی	
فہم میں لے کر صافی طینت رکھ کے نظر میں اوج قرینت	
غرق حیا ہیں زمرہ و کوثر سر بہ زمین ہیں سدرہ و طویلی	
خلق کریم بنفس نفیس وابر فیض و فائز رحمت	
آب بقا و خاک شفا و ابر حلیل و باد صیحا	
تو سیر و نیا ظل الحی حکم ترا تا ماہ برسا ہی	
تکمت ترا ہے تا بہ ثریے اور فوق ہے تیرا تا بہ ثریا	
حکم پہ حاضر نظم پہ ناظر تیرے جلوس جشن کی خاطر فرج سکندر شکر و ادا تخت فریدون سند کسر	

ہشت ہوا سکی بود جہ ز زمین قوس قزح سے منک رنگین

تیرا طالع اے خسرو خدا و صبح تنق کر دے ہویدا

نہا جو سخن آغاز تہا ہے ختم سخن جو حسن ادا ہے

ذوق سخندان تیری دعا ہے طرز سخن موزون ہو سراپا

دل ہے ترا یا نور کا عالم ملک فردغ طور کا عالم

پیش نظر ہے دور کا عالم سن تو سہی افلاک پہ ہے کیا

ورد ملائک نام خدا ہے دیکھ زبان پر کس کی ثنا ہے

دل کہ سراپا دست دعا ہے دست دعا و دامن شہا

تاکہ زمان منضم بہ زمین ہو و زمین جتر جریح برین ہو

شاہ کا عالم زیر رنگین ہو سطح زمین ہو کمالیم بالا

قصیدہ نمبر ۳۳

<p>اور شاہ راہ دل چرچشم ہنروری ہو روشن قلم سے پرے تاج سکندری ہو اور نام سیرا روشن جون مہر و شتری ہو دیتا جو زور قسمت دل کو تناوری ہو گردن بھی سرنگون پھر یہ دیکھ سروری ہو وہ بات کہہ کہ جبین سیری بھی دلبری ہو رضعت سے پست حکمی شان سکندری ہو اور دل کا اُسکے مقصد خود بندہ پڑی ہو جس پر کہ اُس کی چشم الطاف سرسری ہو</p>	<p>خضر نصیب کی گردنیا میں رہبری ہو منظور ہر نظر میں تب شکل آئینہ ہون نارہ کی طرح چمکے ذرہ مرے سخن کا میں رستم معانی اور سیستان سخن ہے برگشتہ محبت اپنا گرائے راستی پر یہ کہ رہا عتاقین جو کیا رقتل بولی تھکو خبر نہیں کیا ہے دور شاہ اکبر ہے فکر کیا جب ایسا فیاض ہو جہان بین مثل سحاب جا کر باندھے ہوا خلعت ہے</p>
---	---

تیری شمیم خلق سے طاری تیری نسیم طبع سے جاری	
ابو بہاری مشک تیری عود قاری غنبر سارا	
مگر فرنگ و دانش یونان آگے ترے ہے طفل دبستان	
تو ہے وہ باہر تو ہے وہ ماہر تو ہے وہ بنیا تو ہے وہ دانا	
تج سے تیری بیکر دشمن حلقہ بہ حلقہ جب ہو بہ جوشن	
پیش حکیمان کب رہے ثابت عقل سے جزو لای تجری	
زینت لوح شکست و شان تو زیب سر تو قیج جہان تو	
اسپہ منتون چون گل طغرا اسپہ سجّل چون خط ہضما	
حاکم دوران منذر نعمان رستم دستان شیرستان	
تو بہ سخاوت تو بہ عنایت تو دم جرات تو سر ہمایا	
حسن ادائیں کئے سوز دن طرز بجا بین گوہر کمبون	
شغل و عمل میں نظم مستحج حرف سخن میں نشر مقفی	
تیرا ہے توسن سایہ ذوالن بر سر جستن در دم فکل	
برق جہان دآب روان و شعلہ آتش موجہ دریا	
با و بوقت تیز روانی ابر بوقت قطرہ فشان	
جب تو اڑا دے کوہ و جبل پر جب تے روان ہو جانب صحر	
ایہاں سے دو شعرہ گئے	
فیل ہے تیرا بہار ان پر بخیال بادہ گساران	
ہو دے درخشان برق بہ باران دے جو لار خیر مطلقا	
بحر و بہت کوہ برفت پر دکھ کوہ نور بہ ظلمت	
اسپہ طلوع جلوہ ظلمت طور یہ گویا نور تحلے	

<p>کشت فلک میں پیدا سرسبز مٹی تری ہو مانند عشق چان بھر سرسبز ہری ہو دشمن کو بھال کر بھیر کیا اُسے جانبری ہو دل پر دلاوری کے وہ تیغ حیدری ہو جو دل کے ناتوان کو دیتا تو نگری ہو زیبا ہے ماہ کو گر فرمان مستری ہو منشورِ افسری پر توفیقِ خاوری ہو کشتی میں لے کے حاضر وہ افسر زری ہو صورت میں ہو دے پٹی پرواز میں پری ہو پھر اس سے آگے بڑھ کر کیا سحر سامی ہو جب تو سن تصور کھانا سکندری ہو جو نقشِ شمع ہے اُس کا وہ مہر کسبری ہو اُم الکتاب لیکر حبیبِ میل نے دھری ہو کرتا یہ فیض گردون جس کی برا بری ہو بہج محل میں جیسے خورشیدِ خاوری ہو اور سر پر اس کے ٹوپی فولاد کی دھری ہو یون غرق اُس میں تیرے ہر تیر کی سری ہو جب چھائی آسمان پر فرخندہ اختری ہو تو دعا ہے اس کے گرفتِ ذری ہو بدخواہ اگر ہو خندان صد برگِ مجھری ہو</p>	<p>اب کرم سے تیرے کیا دور ہے کہ شاما سورج کی جو کرن سے گرد و گلے زینک مزج کو فلک پر جس شمع سے ہو ہیبت لغزہ سے تیرے ہو دے ہیبت کا چاک سینہ تیرے سوا جہان میں کون آج ہے توانا چاروب کٹ ہے تیرے مشکوے خسروی کا خورشیدِ نذرانے جب افسرِ شمع سے ابروں سے تاجِ خشی جسم کو کے اشارت لائین ہے سواری تو سن کو جب سجا کر چلتا ہوا ہے افنون اُڑتا ہوا چھلا وہ کیا ترش قلم وان دکھلائے شہسواری خاکِ قدم ہو اُس کی اہل نظر کو سونا تو اُس پر بر سر زین جونِ رحلِ پرادے کس وصف کی ہو طیرِ محی ہاتھی پہ پہر ہون اس طرح جلوہ گر ہے تو بر سرِ عمار چار آئندہ بدن پر دشمن کے گر سجا ہو پر جیسے آئندہ سے تیرے نگاہِ گذرے کیا سعد بخش کا پاں رہوے حسابِ باقی ختمِ شاہِ کرتا اب وہی اس دعا پر جو ہو ترا دعا گو گل رنگ ہو وہ کھل کر</p>
<p>و قرارِ بختِ اعدا بر رنجِ قمری ہو</p>	<p>ہو میرِ بختِ تیری گرا و جِ سیمت پر</p>

دربار میں تو اُسکے ہو بہرہ یاب جا کر لیکن وہ رسائی اُس وقت ہو گی روشن تو بھی تو سوچ دل میں تیرے دُرحمن کا اُسکی نظر چرخین گریہ تا بار گوہر تب بھر فکر میں دل غواص ہو کے اتنا مطلع یہ باہر آیا شہوار بن کے موتی	بہر دُری ہو دے میری اور تیری بہتری ہو جب خضر راہ تیری طبع حسنوی ہو اُسکے سوا جہان میں کون آج جوہری ہو پھر نام تیرا روشن مانند انوری ہو معلوم نہ کر سب کو زور شناسوری ہو شرمندہ جسکے آگے سد کان جوہری ہو
---	--

شاہانِ نظر کرم کی جس ذرہ پر دُری ہو
وہ آسمان پہ جا کر خورشیدِ خاوری ہو

دیکھی ہے چین ابرو اُٹھتے حسین بین کیا تاب ہے فلک کی جنبش کرے جلے یہ آستانِ دولت ہے سجدہ کا عالم دارا کو تیرے در تک ہولس طرح رسائی سورج کبھی کا تیرے اک پھول مہر انور بانج جہان میں نرگس لے کیونج جامِ ترین دکھلائے آبداری جب تیغِ شعلہ دم کی کشتِ اہل کو سرسبز آبِ گہر سے کر دے بیشہ میں مہرِ دولت کے وہ شیر ہے تو شاہ شیوہ مہوسوں کا مہر کرم میں تیرے گر آفتاب تیرا ڈالے کرن کو اپنی تیری شان میں شاہا لکھتا ہوں اب مطلع	کیونکہ نہ تن میں اُسکے ہیبتِ تھر تھری ہو گوہر پائے بندی ایسا و سرسری ہو دل کو تیری بغبت اور نگ سروری ہو دربان جو تیرے در کا کرتا سکندری ہو قربانِ تیرے دولت نہ چرخِ چنبری ہو جب ہر گدا کو دیتا اک ساغر زری ہو شیر وں کے دلیں ٹھنڈا خونِ دلاوری ہو ابر کرم کی تیرے جب فیض گستری ہو نو شیر دان کو بس سے ہر گز نہ بھسری ہو تیری گداگری ہو کیونکہ کیمیا گری ہو تاج گدا کا جلوہ جو تاجِ قیصری ہو جس کی چمک سے کاغذ چوکی غد زری ہو
--	---

جا کر فلک پر اسکو تار دے برتری ہو

پاؤں نقشِ پائے تیرے جو کنکری ہو

تا کرے سلوم اصطراب سے آخر شناس
 تا زحل کے ساتھ شکل عقدہ انگیس کو
 ہووے دائر عرصہ برزخ میں تاجت حکیم
 رد کرین تا دعوے ردیت کو اہل اعتزال
 محو ہو جب تک کہ جوگی شغل استدراج میں
 تاکہ سالک مسلک تقویٰ میں گرتا ہو ملک
 تا وجود پاک سے ابدال اور اوداد کے
 تا خراسان و عراق و زابل و خیر نر سے
 مدح و پنج کھرچ گندھار و دھیوت اٹھیا
 تاکہ فردردی ابار و آب ایول اوئیل
 یارب اس کا رتبہ عالی ہمیشہ ہونزون
 کون وہ یعنی محمد شاہ اکبر دین پناہ
 زور دینداری سے جس کی ہے دکھاتی خود بخود
 کیا تعجب ہے اگر اُس کے بہار فیض سے
 مرغزار عالم اُس کے فیض سے ہے بسکہ سبز
 لکستان سے لے کھسا نقرئی پر فلک
 لے شیم خلق اُس سے گرتو ہو طاب اہی
 گلشن مرج و ثنائے اس کی ہے گلین فکر

محمربین ذاتِ عالی ہے چہوہر انام	
حلقہ تسبیح میں چون سر بر آورده امام	
مائدہ ادرین و سلویٰ کی کسے ہے احتیاج	مطیعِ عالی سے تیرے ب کو پہنچے ہے طہام

تقصید نمبر ۴

ما زبان زد بہرین ہو فلسفی کا یہ کلام
تا خط محور ہووے گرم گردش آفتاب
سبعہ ستارہ ہوں ساغر تاسرہفت آسمان
سمجھ ہو کر بیان طبقہ ہائے زمہریر
آب باران سے گزر کر نامنتہ ہو شعاع
ما حقیقت کے لئے لطف سخن ہووے حجاز
ما کرین روشن معانی و بیان سحر برقع
تا آن وکن کے اذن دین فیل کو بھب
ما کہ علم شعر ہو دل جل بہ اوزان بکور
اور زخافون کا عمل لیکر رویف و فانیہ
تا اطباء زمان کو ہووے علم طب کے ساتھ
ما خس و حکاک لانغ رخوہ و ناقب ثقیل
کلیات خمسہ ہوں منطق میں ایسا غویا
ما ذی دماغ علی علت کو تا صورت کے سمجھ
تا ریاضی و طبیعی سے ہر در فلسفہ
ما کہ بیت سعد اکبر ہوں فلک پر قوس حوت
سنبلہ کو تا مخم کووے ہے شاید عقیقہ
حکم ہو بر حبس کیون کاروان جبرین و نہر
تا خراسان مہر کو بہرام کو ہو ملک قرقر

سے چنے افلاک لازم نفی خرق و لیلیام
تا نہ قطبین فلک تک پہنچے در صبح دھام
ہو ثوابت کا بہر شہتین پر از دہام
قطرہ افشان ناخبا را بر ہون بن کر غلام
انکا س رنگت قوس فرج پائے نظام
صنعتین پیدا ہوں اُسے با رام و بے رام
جن سے ایراد معانی ہو تجسین الکلام
جازم فعل مضارع ان دلہم لما و لا تم
تا افعیل و فاعیل اس سے پائین نفسانہ
کہ عرب گاہے عجم میں انکو دے موزن نظام
غور بنض و فکر بزن فکر الوان قوام
جب تک امراض مملک کا اطباء میں نام
یعنی حبش و فضل و نزع و خاصہ و عوام
علت غائی پر دیوین اہل دانش نظر ام
فیلسوفان جہان علم و عمل میں لیون کام
ما کہ جزا اور محل میں شمس کو ہو احتشام
ما کہ ہو دست و بغل جزا فلک پر شاد کام
ما کہ تیر دماہ روم و بلخ پر کہین مقام
ما دوار النہر پر ماہید کو تا ہو قیام

مطلع برجہ کو سے لکھ کے دینا انتظام	تیرے وصف نادر اندازی پر تیرا نذر ظہر
بر سر پرواز ہون جب میرے شہباز سہام جو شش جسم عدد میں ہو دسے دم محبوس دام	
<p>لین تو سے برق غصہ کا گشت اعدا پر جو نام حال اہل قاف وہ اسے خسرو عالی مقام معجز طیرا ابابیل آیا وقتِ ہزارم گر کر دن شاہِ قمر و صغیر سمندر گام ابن چشم بتان کی ہو گئی ترکی تمام دیکھے نقشِ سیم جو اس کا جلوہ گردِ خاتم حال مستقبل کا داخلِ فضل ماضی میں ہونا م لائے جولانی میں دیکر جنبشِ دستِ لگام سگاہ دلی ایسہ اور گاہ جائے شاہِ گام اس طرح اڑ جائے جو مرغِ نظرِ بالا بام پر جو ہے نقشِ قدم اسکا وہی ماہِ تمام جانِ قیسِ نغمہ دل بکرو صوانِ شکلِ غلام جب اٹھا خرطوم کو اپنے کمرے ہے وہ سلام دم کمانِ پیکِ خرد میں یہ خیال اسکا ہے غلام ہو مبارک تجکو با عیش و طربِ عیدِ صیام اور ہوا خواہوں کہ دل ہو دین ہمیشہ شاد کام</p>	<p>دستِ بہتان میں ملاخ شعلہ جو الہ ہو گر کبابِ قہر تیرا ہو تگرگ افشان تو ہو واہوی بطحا میں جیسے بر سر اصحابِ فیل جہنمِ خامہ سے میرے سر ہو برقِ جہان نرگِ تازی میں پڑی تھی اسکی شوخی پر نظر صفیٰ خجرا پہ کھائے نقطہ رمالِ رشک سرعتِ ملی منازل کا لکھن گرا سکے صوف غرضہ جو گان میں جب اسکو بوقتِ معرکہ گاہِ سر پہ گداڑان اور گاہِ میٹھا پوئیہ اور اشارہ ہو اگر اس قاف سے اُس قاف پر فیل کو تیرے شبِ لیلدا کو کتا ہے جہان یا سیہ خمیہ بے لیلی کا دیا ہے قہم گئی طلحہ زلفِ بتان کب کھٹکے یون بیج دیا منزلِ توصیف کو کیونکر تری لے کر گئے تسلیت کو ہے دعا پر دوق کرنا مختصر جو کہ ہوں بد خواہ وہ ناشاد اور غمگین رہیں</p>
قصیدہ نمبر ۵	
عرشِ براؤ کیا اک آن میں مانندِ براق	مصحفِ فکر چھتا سرِ فلک کا مشتاق

بہرہ درخورِ شید سے کوہِ بدخشان ہے فقط
 غنچہٴ قدس کو بھی مثلِ گلہائے چمن
 ہے ملا دستِ سخا کے ساتھ مخلوِ زورِ حکم
 فیض تیرا ہے کہ پائے خرقہٴ ماہی درم
 دشمن بہ بین کو آبِ خضر بھی زہرِ آب ہے
 پر ہوا خون کو تیری محبت سے حسرا
 دستِ صحت سے رگِ ہر رنگ کوہِ دوست میں
 دینِ مریضوں کو دمِ عیسیٰ تو یوں بخلیں بان
 مستغیدِ نوزک ہے شمس سے جرمِ قمر
 رو برو دستِ کرم کے ہوتی گردِ باد ہے
 تو جھرو کون میں جو بیٹھے آکے بہرِ عدل داد
 مانہ آئے زخمِ عاشق کے دلِ ناکام پر
 اسے فریادوں تو جو کر دے راہِ خونِ زکیو بند
 شادِ ضحاک کے مانند ایک اسکی موج
 معجزِ انصاف سے تیرے سرِ دشتِ وصل
 قصدِ صید اس کا کرے کوئی معاذ اللہ اگر
 آجا جب تیرے مقابل اسے ننگِ بحرِ زم
 گنجِ استقلال پر ہے قفلِ اگر تیری سپر
 جونِ عصا حضرت بوئی سرِ دیا سے نیل
 ہے خدنگ تیر تیرا ہوا پر ہے عقاب
 گردِ وسد سکندر کو کرے چار آئینہ

نیرِ اجلال کی تیرے نظرِ عالم پر عام
 ہے نسیمِ لطف سے تیرے ہوا ایتام
 دستِ قسام ازل سے بسکہ وقتِ انعام
 حکم تو دیوے تو رہوے زیرِ دریا آئینہ کام
 اور دمِ عیسیٰ گلے میں بُرشِ آبِ حسام
 فیضِ انعام الہی میں نفوسِ انتقام
 نبضِ سالم کی طرح جنبش دکھائیگی دوام
 قطرہٴ یزیش گرینِ بحرِ حسی وقتِ زکام
 نیرِ اجلال سے تیرے جلالِ تباہے دام
 آبروے ابرو کو ہر بار اے ذوالِ احترام
 شیر و آہو گھاٹ پر جہنا کے ہوں آپس میں نام
 تیغِ ابرو پر بتان دکھتے ہیں وحمہ سے نیام
 اور لبوں سے جام کے چھلکے حقیقِ لا زام
 مارِ پیمان بن کے ہووے سعدِ باخطِ حام
 ہر غزالہٴ ناقہٴ صاوح ہے گویا بے زمام
 ہو خدا کا قہرِ نازل اُس پہ بہرِ انتقام
 شکلِ خرچنگ لے پاؤں بٹ کیا دستانِ سام
 وقتِ پرِ تمشیر ہے مفتاحِ الہامِ حسام
 نیزہ تیرا لشکرِ ادا میں کر جاتا ہے کام
 دمِ دم دے ہے تھنا کا اڑکے ادا کو پام
 آگے تیری تیغ کے وہلی ہے ہر کاغذِ خام

آج وہ روزِ جایوں ہے جسے کہتے ہیں عید
 بزمِ خسرو میں چلے اسے بارِ بزمِ سخن
 تیرا قانونِ تربت پاسِ خطِ سطر ہے
 تیرے نغمے ترے مضمون ہیں بہشتِ قلم
 زمزمہ مدح کے لکھ اسکی جسے کہتے ہیں سب
 کون وہ یعنی شہنشاہِ محمد اکبر
 طبعِ قناد کی گرا اسکی رقم ہو توصیف
 نیز جاد سے خوشید ہلالِ آسا ہے
 عطر سے نشیہ افادک بودم میں لبریز
 خسرو ارات کو تھا منزلِ دلین میرے
 اُنکے خرمیوں چن چن کے میں یا ہوشیار
 تو ہے وہ نسلِ خاقین بتا آفاق
 اگر ترا مہرِ طبیعت ہو بہ جزائے غضب
 گرنہ دے حکم تو پھر ابرکے سینہ میں کبھی
 تر زبانِ وصف میں سب ہیں سرِ طفلانِ نیا
 تیرے شیلانِ کرم پرے زمانہ مہمان
 مگر سبقِ لین نہ ترے فلسفہِ حکمت سے
 ہوں نظر سے کبھی باہر نہ غوا مضی کے طہور
 درکِ امراضِ کرین جبکہ اہلِ تیرے
 دیکھا کجِ سعادت کا ترے حسنِ طلوع
 تو جو محرابِ عبادت میں رکھے سرِ سجود

بندِ سخی میں شگفتہ ہے دل اہلِ مذاق
 سب یہ کہتے ہیں کہ تو لکھ سرائی میں طاق
 چمیرے زابل و نیز بزو خراسانِ عراق
 دم کشی پر ہے سرِ دستِ کمر بستہ و جاق
 نائبِ ختمِ رسلِ ظلِ خدائے خلاق
 دستِ بخشش سے نخلِ جیکے ہے بحرِ آفاق
 مہرِ اختر کا ہوا درماہ سے آنے مہراق
 کاششِ رشک سے رکھتا ہوں اسدِ فاق
 ہووے رُخِ لعلِ سا اسکی نسیمِ اخلاق
 کاروانِ شہرِ سمرقند کا رکھتا اتراق
 مدحِ حاضر کے لئے تیرے بصدِ استغراق
 جسے نوزان سے کیا ہند میں اگر قشلاق
 زمہرِ یازپے آرامِ جان ہو پسِ یلاق
 رحمتِ عام ہنو مایہ ماہِ محضِ عراق
 دایہِ غیب سے پلوتا ہے شیرِ اشتقاق
 سرِ داغِ نجم سے فلکِ پرہیزِ میناِ طباق
 اہلِ یونان پہ نہ ہو دے حکما کا اطلاق
 تیرے شہبازِ فراست کا ہے یہ استحقاق
 نبضِ آسا متحرک ہو رگِ سنگِ سماق
 مادرِ شبِ پسر کہ کو کرے شرم سے عاق
 طاقِ مسجد میں جھکے آگے سرِ ہستمِ طاق

چمک س برق جهان کی ہو بیان کیا کہ اگر
 شعلہ زنگِ حنا کر کے اڑا دوے ابھی
 رات مجھ کو یہ فلک گرد بان لیکے گیا
 فلسفی دہر کے جو جوتے ہوے مشائین
 تھے سعادت سے جو سب برج فلکِ آلا مال
 تھی تعجب کی نہ جا بار جلالت سے ہو گر
 انجم ثابت دستار سعادت سے ہم
 انجم نابید نقب جس کا سے رفاص فلک
 بدرِ تعالٰیٰ میں قمرِ بل میں نظر آتا بلال
 اُس کا طنبور جو دیتا تھا سُر و ن کو بہتات
 تیر گرد و کا خوشی سے تھا جو دل سر امان
 جلتے رنگ ایسی بجا تا خاک سب وہدین تھے
 نظر آجاتا تھا اگر اختر و مدار کوئی
 ہاتھ پر مار کے چورنگ کا اک پھرتی سے
 جو چلا پارہ تن اُس کا سوئے عالم خاک
 سعد اکبر کہ جسے کہتے ہیں قاضی فلک
 ہوتا زنا ہی تھا آمادہ پہلے دامادی
 چرخِ بخت پہ فلک ہے تو بطنی الحمرکت
 نفعِ نصیح سے ہر باد ہے گردون کا حکم
 ہے جو ہر کوچہ میں آرائشِ ثوبت خانہ
 یوں جو آراستہ افلاک پہ ہونہم طرب

افق طبع پہ دکھلاے فروغِ اشراق
 قفسِ دل میں جو میں بسندِ طیب و ریشواں
 کہ عقولِ عقل کی تھی جہان طاقت طاق
 نورِ اشراق سے تھے ہو گئے سب اہل رواق
 بختِ دولت سے یہ لبریز تھا ہر قصر و دنان
 حرکتِ چرخِ گزینار کی قطبینِ پشانی
 یوں نظر آئے کہ جون دستِ بختِ بلِ فاق
 تھا چپ و راست آبِ نیکِ بابِ عشاق
 خدایتِ دائرہ داری میں تھا ہر رنگ سے طاق
 جرمِ خورشید سے ہوتی تھیں شاہینِ اشراق
 ہو گئے ترتیبِ نریا کو باقیام ابا ق
 معینانِ فکلی صورتِ اہلِ اذواق
 دیتا میخِ دم تیغ سے اُس کو الحاق
 دم میں تھا اپنے طنبور پہ چڑھا آچھا ق
 یہ اڑا اسپہِ نرِ فاوہ اڑا اسپہِ نرِ ان
 حسن کو عشق سے دیتا تھا ہم ربط و فاق
 زال دنیا کو جو تھا بیٹھ رہا دیکے طلاق
 عالمِ خاک میں پر ہے تنگ و دو کا مشتاق
 لیکن اسوقت میں نفیقت بہت اسکو شاق
 خالی آوازِ دامہ سے نہو کوئی رواق
 گلشنِ عیشِ طرب کیوں نہ ہونہم آفاق

<p>تو عجب کیا ہے کہ اس کشور بر فانی میں دل مرا ہو گیا اس وقت ہے وہ عالم نوز کر دعا صدق ارادت سے کہ ہے وقتِ نما دوش گردون پہ ہوتا فرغلِ سحابِ غلام دستِ رز کو بہرِ محفلِ اہل تقویٰ تجھ کو آفاقِ مین ہووے رمضان بھی رعید اور ترے نیز اقبال کے آگے دشمن</p>	<p>شعلہ تیغِ شمرِ ربار ہو برقِ حراق جس کی مشرق سے کرین نوزِ معانی اشراق کیون خموشی پہ کیا ذوقِ زبان کو نشان سبزہ تا خاک پہ ہو پیرِ بنِ استبراق جب تلک سینہٴ مینا میں رہے درِ دوفاق ہو ترے رویت دیدارِ پچید آفاق یون رہے جیسے کہ ہو ماہِ بایامِ مہاق</p>
--	---

صفحہ دہر سے پھر گردشِ افلاک اُسے
حرفِ باطل کی طرح دیوے جہانِ آزمان

قصیدہ نمبر ۴

<p>گردشِ جینِ چشمِ مست کی ہودل مرا گرہ سینہٴ مین دل اگر نہ گرو تھا تو کس لئے اپنا دل گرفتہ تہنِ مین نہ دا ہوا چلتا نہیں ہے پنجہٴ فرگان کا کچھ عمل فری ہے لانی چاکِ گریبانِ چمنِ مین آہ ہوں وہ گرفتہٴ دل کہ مژدہٴ بزمِ حوِش میں مجھِ فتنائیں ہوں کیا دانہٴ پسند نصویرِ غنچہٴ ہون چمنِ روزگارِ مین مردِ پیر سے طستہٴ شمشاد کی طرح آیا ہوں مین سرشتِ مین لیکر گرفتگی</p>	<p>اور کھولے ہائے دانہ کی یون آسا گرہ ہر اشکِ میری آنکھ سے ہو کر گرا گرہ غنچہٴ ہزار جا پہ کھلا اور ہوا گرہ ہے ایسی چشمِ تر سے بہم آسنا گرہ اے سرو گل سے دے سر بند قبا گرہ ہوتا ہے شکلِ خوشہٴ انگور آگرہ کھولے بے کار بستہ کی میری صدا گرہ واکے کے گی میری بھلا کیا صبا گرہ بھولے گی نخلِ شمع مین بھی جا بجا گرہ ہو دینگے استخوان بہ کھولے ہما گرہ</p>
---	---

<p>دوش گردون پہ خطِ منظر پہ خطِ نطق دم نہ مارے گا ترے آگے حُودِ بقباق جیسے نقطہ سے کریں ایک کو دس اہل سابق زہر کی طادہن مارین بسدا تر یا ق خُصد کی منع اُطبانے پئے رفیع خاق ہم عدو جس سے نہ اذک ہو نہ ہر ہلّا ق لکھن شان کو بین سر دوش لے مثل چاق ہے ترے عدل کی تعریف میں پایا اَصّاق</p>	<p>پاس دین تیرا جواز کی جا ہے تبدیل ہو گیا تیغِ سیہ تاب سے ہے سرمہ کلو دعوتِ شمشیرِ ترا یوں ہو پیر سے وہ چند ہو ترے فیضِ حکم سے شفا عام تو ہو عدل نے تیرے اُشادِ دفع یہ کی خونریزی اللہ اللہ رے لشکر کا ترے چلِ حشمت تیرے دربارِ جلالت کے جو میں غیث اور ایک مطلع و لکھن نے طبیعت سے مری</p>
---	--

اُٹھ گیا مدرسہ دہر سے یہ شہر و شقاق
زیادہ عمر کے دلیں نین باقی ہے نفاق

<p>دم نہ مارینگے مگر گونج کے شور و شلاق دے فلک ز پئے پامال قلمِ ہفت اوراق قصّ تن میں ہو جون طائر جانِ عشاق بھاڑے گرسنگ پہ وہ نعل سے اپنے چاق چرخِ بردائے کھینچا کرے مانندِ نفاق جو دے طبع کی جنبش کا چھوڑ دے مطراق بوئے گل جانے تنفس میں دم استنفاق کہ گرا ناری ہے اسکی تن البز پر شاق صفتِ اطہر پر خام رہا جون بس مٹی نورِ ہمت کا زمانہ میں جو ہے عالمِ انفاق گر قشون ہووے جلوریز بدشتِ تمجّاق</p>	<p>چرخ کے گنبد بے دین رہن کے عجیب گر لکھن و صف ترے اسب جہانگرد کاین تن میں اس طرح سے اُسکے بھڑکتی شوخی ماہی زیرِ زمین لوٹ کے ہو جائے کباب وقت کو باندھ کے فراق میں راکب اُسکا اُس فلک سیر کو گلشت میں کر تو شام یوں اُڑے سوائے فلک جیسے بفرجِ شام کیا لکھن و صف ترے نیلِ فلک پیکر کا عمرِ بحرِ طبعِ عالی میں رہا لغتِ خان میں ستاروں کی بھی آنکھیں اُھیں ہاتھ کو لگی برسرِ دشمن کپشیش بہنگام و غا</p>
---	---

چشم نشادہ کار رکھے مجھے کیا گرہ میں تھا مگر بہ دایرہ دیر پا گرہ یوں کھول دی بناخن فکر سا گرہ پل بھر میں ایک زمانہ کی ہے کھولنا گرہ تیرے بھی کام دل سے ہے کی بارہا گرہ وہ کھول دے دلون کی یہ فضل خدا گرہ بوجہ کج دیکھ آپ دُربے ہوا گرہ مطلع سے آفتاب کے دی ہے لگا گرہ	والبتہ تاروے میان سے ہون نخل ناف نقطہ کی طرح مرکز گردش رہا صدا دل تھا گرہ خیال میں جو آ کے عقل نے اُس آفتاب پر تو نظر کر کہ جون نگرگ وہ کون یعنی اکبر ثانی کہ جس نے فنا گل کی گرہ بہار کرے گر صبا سے وا لایا ہوں بہرِ نذر میں مدد دُر آب دار جون برق لکھ کے مطلع پر جستہ خامہ نے
---	---

سہ طلعتوں میں جنس سے کی تو نے داگرہ
کیون میرے دل میں خالی سویدا رہا گرہ

گر ہو دے کوہ مردہ و کوہ صفا گرہ دعوے کے لب پہ آ سخن مدعا گرہ لکنت وہیں زبان پہ دیوے لگا گرہ لے مشت زر ہے غنچہ گل باندھا گرہ ماہین کوہ قاف میان شستا گرہ وے کھول دم میں دیکھ لے یہ ماجرا گرہ تیری ہوائے لطف و سحاب عطا گرہ جز نکمہ ہاے پیر میں اغنیا گرہ جانب سے حاسد و نکے صبلِ مُسا گرہ وہ ابروے نگار پہ ہے خوشنما گرہ ہیں سحر جو حاسد دل کے بروز و خاگرہ	کھل جائے نام پاک سے اُن آن میں ابھی ہیبت سے تیرے لطف کے تجالہ بکے ہے چاہے جو اس کو آب فصاحت کرے روا تیرے کاب جو دے گلشنِ صبرِ جم گر دل خنک کی جان فرو بستہ کھج کے ہو تو ناخن نگاہ سے مانند آفتاب کھولے ہیں کار بستہ عالم سے داندار دست گرہ کٹانے ہے باقی کمان رکھی البتہ دل میں غنچہ پیکان کے ہے ترے یا جو تری کمان نگارین میں ہے سنو اکدم میں تیرے ناخن شمشیر سے ہونا
--	--

رہو لگا شکل دست خالستہ حشر تک
 گرین گرفتہ دل ہوں تو جون دانہ انار
 میں عکس اپنا دون تو ہو جو ہرست آئینہ
 عکس دل نہ رہا ہے میںاے بزم سے
 چہ زہر عجم چڑھا ہے کہ سبزہ بزیہ زلف
 میں دل گرفتہ آہ اگر کاروان میں تین
 رو بایں شکل شیشہ لمبی کھول کر نہ دل
 دل بستگی کا اپنے قلم بند کیے حال
 کھائیں کبوتران گرہ باز کی طرح
 وہ دل گرفتہ ہوں کہ اگر نکلے پاس سے
 پھیلاؤں اگر شمیم مضامین کو بندہ میں
 رحمت سے عجم بد کی مری ماہی سپہر
 پیدا ہوں سو گرہ اگر اک دل سے کھولے
 گمانا ماہ رو کا ہے کہتا کہ دیکھو
 آہین تو کھینچیں سینہ صد چاک سے بہت
 سوزن کا رشتہ بن کہ کھنچا خنتری میں آہ
 قطرون سے خون دل کے ہوں سو سو گرہ ویا
 یہ عقدہ مثل ابرو سے خوبان کیسہ جو
 رمال قرعہ ڈالے جو اس عقدہ پر تو ہو
 ہر قطرہ سرشک مرے روئے نزد ہر
 یارب وہ شانہ پاؤں کمان میچ دل سے آہ

ق

قافل کے دست دہل میں مرا خونہا گرہ
 محفل میں ہو گا خندہ دندان ناگرہ
 جون دام موج و شکل خط بوریا گرہ
 رہ جانے شکل دانہ انکو رکھا گرہ
 سو مجھے ہے یوں کہ زہر کی تھی یہ بلا گرہ
 حیرت سے ایتھہ کر ہوزبان در اگرہ
 میرے گلو میں گر نیہ ہمیشہ رہا گرہ
 بازو پہ مرغ دل کے اگر دون لگا گرہ
 سینہ سے انکر سر دوش ہوا گرہ
 جون غنچہ ہو رہوں جبین صبا گرہ
 ہووے ختن میں نافہ مشک خطا گرہ
 خرچنگ بن کے بیٹھ رہے ایک جاگرہ
 جون کو کنار ولالہ و خنم حنا گرہ
 قیغی کی طرح کترے ہے چرخ دوتا گرہ
 کھلنی تھی میرے دل کی مگر گلیا بھلا گرہ
 ہے زیر بائے رشتہ پیادہ سرا گرہ
 ایک آبر سے دل کے جو کھولوں ذرا گرہ
 ہے ڈالتا بنا خن عقدہ کشا گرہ
 انخلی سے پوری پوری میں اسکی جدا گرہ
 خاطر گرفتگی سے ہے جون کمر با گرہ
 دے کھول شکل عقدہ زلف دوتا گرہ

غلطان بزرگ بنید گردون ہوا کرے تاہنج واژگون پسر شاخ لکستان سیدان ہوتا سپہر کا اور گوے ماہ مہر مادل گرفتگی سے زمانہ کی بزم میں حب نیات کو پئے در در میں عشق جب تک سیم کا کل بچان کے رشک سے ہر سال تجلو جشکن سارک چرخہ	بن بن کے تازمانہ کی صبح و سہاگرہ ہو خوشہ دار عقد ثریا سداگرہ اور دور سے ہو ذنب و اس تاگرہ ہر دم گلوے شیشہ میں ہو قہقہاگرہ تاوین بجال لب بت شیرین اداگرہ تا فہ میں ہو دے مشک خن بے حفاظگرہ اور مشکلات خن کی ہوں اس سے واگرہ
---	--

پر ترے معی کی نہ وا ہو دے جون حباب
ہرگز محیط دہر میں غیب از فناگرہ

قصیدہ نمبر

قلم جو صفحہ کا غد پہ ہو دے نکتہ بخار سخن ورنے جو باندھے سخن کے ہین نگر سوار توسن دست روان پہ ہو وہ جب جو شاخ سدرہ پہ بیٹھا ہو طائر مضمون زبان تیغ نگہ سے لیا مضمون شاید ہین دست بستہ کھڑے جاہوں باندھ لوں جسکو پے کرتی کام جہان جا کے اسکی نوک زبان سخن زبان پہ ہے اور نگاہ دل پر سخن شناس اصین دیکھ کر کہتے ہیں کردن میں اسکو مگر کیا کہ مشتری نہ رہے	تو اپنے نقش مٹا دین جہان کے جادو کا زبان سے اسکی ہے دہستہ اُنکے سب اسرار کرے قلم و معنی کو دم میں باج گنہگار تو اڑ کے صورت شاہین کرے یہ اسکو شکار کہ اس پہ اڑ کے مضامین میں کرتے جی گشار کہ لفظ و معنی و مضمون ہین بے شمار و قطار قلم و قیر فلک کا ہے دان پڑا بے کار کہ سوہین دل تو ہراک کا ہے اپنی اپنی بہار کہ جو گہر ہے وہی اسین ہے دُور شہوار ملاع بخت کو یہ چون جو میں تو کس بازدار
---	---

تیرے فروغِ نیرِ حشمت سے کیا عجب
 اندر سے تیری قوتِ بازو کہ مثلِ گو سے
 تو چاہے گردِ نوا میں ساحلِ مینِ بحر کو
 پیچھے سے تیرے مہر کے گردوں پہ بحرِ سر
 ستارِ مائیان کی طرحِ ناخنِ مہلال
 لائے جو شعلہِ حرفِ شرارتِ زبان پر
 اللہ سے بیمِ عدل کہ خونِ زمانہ میں
 زلفون کے دامِ جیسے سینانِ نازین
 مارِ سیہ کے سر میں اسی طرحِ نہرِ مار
 انجم سے تیری ساگرہ کے لئے فلک
 تو سنِ تراز میں پہ جو کاوے کا ڈالے نقش
 جولان پہ اپنے آنے تو جونِ جنبشِ صبا
 دامنِ ابرِ تر پہ وہ پاتا ہے برقِ نام
 گر اُسکی گردِ دم سے بے میدانِ کا زرار
 لائے اُڑا کے تواسے از شرق تا مغرب
 رفعت پہ تیرے فیل کی طبعِ رسائے رات
 آیا نظر کہ صفحہِ چشمِ زمانہ میں
 ہے بسکہ رکھتا عقدہ کشتائی کا دلِ شیخ
 کرتا ہے آشنا اُسے دندان سے وہ حفظ
 سلکِ دُرخن میں دلا صبح تا پشام
 واکر لبِ سوالِ بدر گاہِ ذوالجلال

ق

گر مہر ہو سٹ کے بہ شکلِ سہاگرہ
 چو گان کے آگے کوہ کوہے جاناگرہ
 دو نو طرف سے کھنچ کے دیوے لگاگرہ
 کھلیاتی ہے ستاروں کی لاناگرہ
 ہے بیضیِ فلک کی سدا کھولناگرہ
 تاثیرِ عدل سے ہوتی لب پہ آگرہ
 دشنہ بھی رکھے کر کے جبین پر آگرہ
 ہین ڈال دیتے دیکے بسوے تھاگرہ
 ہو دیگا مثلِ مرہ مار ایک جاگرہ
 ہر سال کمیشان میں ہے دیتا لگاگرہ
 سمجھیں کہ بیٹھا مار کے بے اثر دماگرہ
 غنچوں کی کھولے باغ میں وہ بادیاگرہ
 اُسکا شرابِ نعل جو دے ہے اڑاگرہ
 ہو کر دما دامنِ صحرا میں کھاگرہ
 کھلنے نہ پائے میانِ جبین ہواگرہ
 پھینکا کندہ ہم کو جو کر کے داگرہ
 اک نقطہ مشکِ ناب کا ہے ہواگرہ
 دیکھا جو نیشکر میں کہ ہینِ حاجبِ اگرہ
 اس واسطے کہ اُسکی بھی ہودل کی داگرہ
 جونِ سجدہ دیکھا بیٹھا ہوا تا کجاگرہ
 تارہ نجائے سینہ میں دل کی دعاگرہ

پڑھوں حضور میں اک شمع دعا سے قبول جس سے دعائیں ہوں برسر دربار

شہادتا ہے خدا سے ہی مری ہر بار
کہ شادیاں ہوں شہستان میں تیرے لیل و نہار

کہ چون شگاف قلم بند میں لب انظار
و نگار غامہ سے جو حرف قحاط غلزار
ہوئیں جو جنت ہوائی پہ ناچنے کو سوار
دبیر حریف سے بھی ہو سکا نہ اسکا شمار
سہاگ کانے گی زمرہ بن کے موسیقار
سور و زعیر اگر آئے سائے شب تار
فلک نے چھپی زمین پر ستاروں کی دیوار
کھلایا ستار سکندرین چین کا گازار
تو بولے اہل نظر دیکھنا ہے طرف ہمار
تو آگے ہو دین گے طاووس خلد اپنے شمار
زمین پہ سب کو نظر آئی آسمان کی ہمار
بنائے اپنے لئے چھتیا جب ہم تکرار
کہ خیراز سے ہر صف میں تین قطار قطار
کہ ناچنے کے ملکہ ثوابت دستار
کہ نذر یادہ ہے یا میں فزون ہوں آتشبار
زمین تو تودہ گل ہے گی آسمان گلبار
کہ وہ دست تیرے سر افراز اور عدد ہوں شمار
تو زمین سال ہا سی کا پھول دیوے ہمار

شکوہ شادی شہزادہ کس زبان سے کیوں
جو کھینے ہنجار میں صاحب کا وصف انش
یکایک اتریں پرستان سے آکر پران
ہجوم عیش و طرب اس قدر زمین پہ ہوا
یہ اعبتان فلک پہ ہوا خوشی کا جوش
شب ہرات کی وہ روشنی کہ صحن ملے
جو شادیوں پہ ہونی روشنی تو شور مچا
دیباچے لایا رسطہ تلمس یونان سے
لگے ستار و کمربت ان کے آتشبار
یہ دینگے آگ کا دانہ جب اپنے مورچوں کو
سب ان طرف کو لگی جگر کاٹنے چادہ زنج
ہمارے کانوں کے پر وہ تو آگے آگ
پکارے سب کہ قواعد ہے فوج میں شاید
عجب تماشا ہوا پتیلیوں کو جب دی آگ
ہوائی کنتی تھی جا کر شہاب ناقص سے
ہین ابر طور سے برستے زمین پہ پورے بول
اب اس دعا پہ قصیدہ کو ختم کرنا ہے ذوق
ہراس ہوس کی ابھی چوٹے رہی ہے مستانی

شراب و روئے دل ہو گیا ہے مست ایسا
 بنائے ناوک نقدیر خاک تو وہ جسے
 ہزار درو اسے بیدردی زمانہ دکھانے
 میں لایا سینہ میں متبادل کی جا پہ آئینہ ق
 سو اُس کو توڑا ہے لوگوں نے سنگی راج
 صفا کا اُسکے اک ادئے سا وصف دیکھ
 میں آگینے کے آگے ہوں آپ شرمندہ
 مگر ترد و ایام کیوں کروں اسے جرخ
 لے آیا حسن مقدراُس آستان پہ بچھے
 سحاب جو دے اُسکے زمانہ ہے گلشن
 یہ سن کے مجھ سے کہا طبع نے کہ اے نادان
 ہے اُسکے نام کا لینا بھی یوں تو بے ادبی
 سو میں زبان کو گیلے کے دکنے دریا میں
 اور اُسکے بعد ہوں کستا کہ نام پاک ہے وہ
 خدا کا سایہ ہے اور نائب رسول خدا
 ملک صفات و فرشتہ سیر دل خصلت
 خدا شناس و طریقت نا حقیقت میں
 نہ حق وصف ہو اُسکا ادا کبھی لب سے
 ہوا ہوں لیکے میں حاضر یہ تنہیت کے چول
 شہا ہے آج اُسی شاہزادہ کی شادی
 وہ شاہزادہ ہے پر ہے ابھی سے شاہ نشا

۱ کہ شام روز جزا تک نہ جکا اُتر سے خار
 بچا کے اُسے کہا خاک بیٹے کا حصار
 زبان پہ لایا نہ لایا شاکوہ یہ زہنار
 کہ اہل دل سے سمجھیں گے مطلع الانوار
 میں کستا تھا کہ گہر بار ہوں گے یا گلبار
 غبار غیر کی خاطر میں ہو تو اس پہ ہے بار
 کہ ایک بات سے پڑتے ہیں بال اس میں ہزار
 نین رہا تری گردش سے کچھ مجھے سروکار
 کہ سجدہ کرتے ہیں جھک جھک جس پہ لیل نہا
 نہال ابر کرم اُسکے ہیں صفار و کبار
 کچھ اُسکے نام کی تصبیح بھی تو ہے درکار
 کہ چشمہ پاس نہ دریا نہ ابر دریا بار
 مذاق آگے سر میں ہلا لیا کئی بار
 جسے نمازون میں لیتے ہیں سب بجا رکار
 محمد اکبر و عالم نواز و عرش و قار
 بدین پناہ و بدل و دولت و برح النوار
 بدست جو دے دریا تہ مکنست کسار
 زبان بہر سر ہو آ کے گر کرے گفتار
 کہ اور پاس نہ رکھتا تھا کچھ برائے نثار
 جہان میں جو ہے جہاں گیر شاہ نیک اطوار
 وہ شاہزادہ جو ان ہے ولے کمں کردار

شاہ کا پوچھو جو سر زند تو شہزادہ سلیم اس لئے عیش و طرب مثل قرآن السعیدین مین اس عقد نے بخشا۔۔۔ جہان کو ایسا آج وہ دن ہے مبارک کہ ابھی لائے تفر دیتا سکھوں میں ہے پیوند بدیہ الانساج بزم عشرت کی طرف کرتا ہے جو نظارہ	ہو سلامت روی اُسکی بسلاست منضم متفق ہو کے پئے تنیت آئے اُسدُم جو گرہ آج لگانین سو ہے لگتی محکم دو درختوں کو جو پیوند لگانین باہم یہ قلم سمجھے نہ تہذیب نہ جانے سلم پڑھا یہ مطلع رنگین ہے وہ ہو کر خرم
---	--

ہے اُٹھا عیش کا طوفان بسراصل ہم
زمرمہ موج کا بربط ہے ہوا ہے ہمدم

گنگد کی کا سا ہے لچھا بہ گلوے مینا لوگ جس ساز خدا ساز کو آغوش میں آج اثرِ نعمت شیرین سے جہان جھول گیا جن مزامیر کو ہم سنتے تھے واعط سے حرام تارِ طنبور بنی آج رگ سنگ صفا نہیں کچھ دور کہ تبدیل ہوا مہ کا لباس وہوم اس شادی کی یہ ہے کہ نہ دھم کیصفا رقعہ شادی کا ہے اس رنگ سے تھریر ہوا شاخ گل پہنے کلائی میں کلی کا کنگنا عطر داین گل زرگس وہ بھرے عطر سہاگ بل بے تیاری پوشاک کہ سپنج طلسم یہ خیال کی ہے جلدی کہ کھلا جانا ہے یہ چڑھاوے کی ہے کثرت کہ چڑے ہے ہر صبح	چکیاں قفل مینا جو ہے لیتی پیہم تا چھیر دئے کھرج کا تو سونگے پنجم کہ سواراگ کے سم لے ہے کوئی اور بھی تم وجد میں آئین سین آج گرا ہوئے حرم بے زبان زمرمہ سخی کرت موج زمرم اکہ دکھلائی نہ دے صورت اہل ماتم چھا گیا گلشن آفاق پہ ہے ابر کریم کہ جواناں چین آئین جوں کر باہم رز و جوڑے پہ سنت اپنا دکھائے عالم سارے گل بھرنے لگین بیل بیتاب دم لایا اطلس جو لگائے تو یہ سان مکی کم شکم کرم پریشم ہی میں تارِ ریشم چو گدگی پر محل داؤدی کے ہیرے شبنم
--	---

اسی خیال میں تھا دیکھتا خدا کی طرف
کوسر لببتہ سے شادنی فرزند
کے خوشی فکرت نے دالب گفمار
سبارک آپکو ہواے شہ سپہ وقار

جو ہو دین اُسکے ہوا خواہ وہ رہن سرستر
ہوں اُسکے دشمن بدکیش خالدا فی النار

قصیدہ نمبر

افق دلہ پر سے عیش و طرب و دوزن ہم
ایک کا ایک سے وہ ربط سخن تھا
روشن ناز پہ بدوش تھے یوں جیسے کبھی
یا تھے دو مصرع مربوط ہم دست و قبل
ملکے دو تار نظر ایک ہوئے تھے دونوں
دونوں پیچیدہ ہم لیے سیہ سستی میں
ایک معنی کے وہ لفظ مترادف تھے دو
تھے جڑے دو در شہوار کہ ہرگز نہ ملین
ایسے تھے دونوں وہ یکدل کہ دو عالم یکجان
آئے اپنے ہوئے یوں عالم سرشاری میں
میں نے پوچھا جو سبب اُن کے ہم ہونے کا
کیا سمون کے دل تنگ میں مہنی یوں تنگ
آج اُس شاد کے فرزند کی ہے شادی طبعی
کون وہ غل خد شاہ محمد اکبر

آج یوں آنے سحر جیسے دو پیکر تو ام
دولب یا بہن یا حضرت عیسے ہدم
لام الف لکھتا تھا اسلام کا یا قوت قرم
یا کہ ہونڈ تھے دو نخل گلستان ارم
یا وداک جہنی کے دو پرے تھے باہم ہدم
کوئی مشالہ بھی یوں گوندے نہ جد پر خم
ایک مضمون کے دو فقرے تھے مگر مستحکم
ابریسیان سے گرین لاکھ اگر قطرہ بیم
یک زبان دونوں وہ اسطرح کہ جون چاک قلم
نالہ زہیر کے ہمراہ ہو جون نالہ بیم
تو یہ باتف نے کہا غیب سے ہو کر طمس
جب معلوم تو پھر بات رہے کیوں ہم
کہ شجاعت میں وہ رستم ہے سخا میں خاتم
جس کی بہت سے ہوں دیوڑہ گرا بائیم

وصف میں اُسکے پڑھوں کیونکہ اُن میں ہیں	نوسن طبع نے اب تیر نکالا ہے قلم
یار ہدم نہیں لیکن ہے وہ نسل آدم	ہے وہ اُس نسل میں جس اصل میں رشتہ رستم
<p>گمزدے گرد لین تو قف تو وہیں جبکہ تم خوے آدم ہے ولیکن نہیں نسل آدم چاہے اسکو زمین پر نہ گلیسم نہ علم چھوٹے گنج ساروں کے کمان بن بیہم شعلہ اسکا علم کا ہکشان کا چرسم جیسے رکھے ہوں تراشے ہوئے جامِ نلیم سر کو دو کوہ کے ٹکرا ہے مانتِ غنیم ہے انارون میں اچھبے کا تا شا عالم چرخ میں آیا ہے دیکھ کے گردون دزم شاخِ حق گل کی قلم بنگلی شورے کی قلم جڑ تلک لپٹے ہوئے تھل گلستانِ ارم شمعِ ابرک کے کنول میں ہے دکھائی عالم تاب کیا خانہ گیتی میں رہے سایہ غم بیج شاخون کو کوئین نہ کبھی دستِ صنم اسمِ اعظم تھا عیان خطِ شاعی سے قلم غیرتِ ارچشمِ کم روئے نو دیدنِ مذہم و صوم ہے جسکی گئی تا سرِ مفتیم طارم بیجِ اکبر بشرِ ثانی کردن پھر زبیر رستم</p>	<p>دھڑاکب سے یہ آگاہ وہ حصرِ رقرار ہے تودہ حورِ شائل نہیں پر زادہ و بادرین بعبجا متاب کی ہے بسکہ فلک نور کے قطرے فلک سے ہیں زمین پر برے سراٹھایا یہ ہوائی نے ہے آخر کہ ہوا ٹھنیاں جھومی ہیں اس رنگ سے ناؤ مانکی باغی لڑتے نہ سمجھنا بلِ عشرتِ بزرور تخل بھولا ہوا دم بھر میں نخل آتا ہے چھوٹے ٹھن جگر اس انداز سے کھا کر جگر پھولیں کیونکہ نہ چک کر گل آتش بازی جھاڑ ابرک کے نہیں چادرِ متاب کے ہیں شعبہ طور کا جون وادی میں ہیں بولور ہیں جو سرگرمی شادی کے فتنے روشن باندھے سو شعلہ فندق بسرِ انگشت کھولا مصحف تو زبے میں کہ سر لوحِ ورق رو نمائی پہ لگی رشک سے زہرہ گانے ایسے شادی کے تھل کہ کھسے کیا کوئی جی میں ہے تو سن خار کی عنان پھیر کے ہیں</p>

اللہ اللہ سے نوشتہ ترا عالی رتبہ
 ہوئی نوبت کی یہ نوبت کہ سحر اسکی منکور
 نئے قلیان کو بھی گریستہ سے لگانے کوئی
 پہنچا یہ طعنے کو س کا گردون پہ دماغ
 آتی اس طرح سے پیہم ہے جلاجل کی صدا
 کتا ہر دم ہے یہ نقارچی پر فلک
 سارے ارمان کا لو لگا وہ اس شادی میں
 چو گھر سے روپے کے اور سونے کی ٹھلیاں ہیں
 ہے یہ سلک در شہوار بگوش سببت
 ہر سو ہے یہ جو بن ہے کہ جیسے کوئی شوخ
 دیکھ نقل و نگو سب جو بن میں یہ تیران ہے خلق
 ایسے شیریں کہ اگر رکھے زبان پر ان کو
 گردن تحریر جو زلفت کو حسا بندی کی
 ہوے روشن جو کنول شکل رخ آتشاک
 کا غدر زد کے بھولو میں یہ گل کرتے تھے
 نخل آرائش اگر دیکھو تو ایسے دلکش
 بیاہ کی شب وہ تجرمتل تھا کہ اللہ اللہ
 سچ کہو کہتے ہو نظارہ جہان کا جب سے
 دیکھے دولہ کے نہیں دستِ خاں ابھی
 منہ پہ نوشتہ کے یون سہرہ زار کی زیب
 ہوا شہدیز فلک سیر پہ دولہا جو سوار

جس کی انگلی میں پنچائیگا سلیمان خاتم
 گوش افلاک سے بھرتی ہے سو گوش صم
 تودہ بھرتی ہے ہم آوازی شننا نیکا دم
 کہ نہیں رکھتا سر روے میں اپنا قدم
 کہ پر یزاد ہے آئی کوئی لڑتی ہے ہم جہم
 کہ تھامت سے دامہ کامرے پیو انکسرم
 اسکے سینہ سے جو ٹکین گئے آواز دہم
 صف بہ صف دیکھ کے انکو یہ بکار عالم
 یا کہ ہنستی ہے خوشی دانت نکالے پیہم
 اپنے اچھے ہوئے پستان پر چڑھا دئے ہم
 کہ بھرے موتیوں سے کیونکہ حباب لب ہم
 وصف شیریں سخن پائے زبان اکہم
 شلخ گل ہندی بھولوں سے ابھی ہر قلم
 تو لٹیں اپنے دھوئیں کی بوئیں زلفین پرچم
 آگیا تھا گل صد برگ کا پھر کر موسم
 نوجوان میں جیسے بعد ناز و نسیم
 کتا تھا دیدہ انجم سے یہ گردون ہر دم
 کبھی یہ جلوہ ہے دیکھا تمھیں آنکھوں کی قلم
 ورنہ ٹھٹی کا ابھی غچہ کے کھل جاتا بھرم
 رو سے خورشید پہ چون خط شاعی کی جھلم
 روز نے صدقہ کیا اشب و شب نے ادھم

ہوں وہ لب تشہ کہ من و امن دریا کھوں
 وہ خنک دل ہوں کہ جبکہ نفس سروے آو
 میں ہوں وہ شعلہ جو آہ بزریر گردون
 میں وہ مجنون جگر تفتہ ہوں جبکہ دم فصد
 چشم سوزن سے نہ لوسلہ زنجیر کا تم
 ہوں وہ افتادہ کہ بہت کبھی یاد ہو تو ہو
 ہوں وہ قصہ پر سر صفحہ عالم جس پر
 دل گرفتہ ہوں وہ میں دہر میں مانند انار
 ہوں وہ فرسودہ غم جبکہ چشم بنیش
 قطرہ شبنم کا ہو گل پر تو مری نظرون میں
 میں وہ ہوں کشت کہ بیگانہ ہے بزرچہ سے
 فلک سبز کے نیچے ہوں میں تلوار کا کھیت
 ہوں وہ خود رفتہ کہ جوئے عمر تلف کر دیجے
 ماہِ نخب کی طرح ہوتا عیان ہوں سر کوہ
 ہوں وہ گزشتہ کہ کرساقی و ساغر جا ہوں
 اس گلستان کی روش پر گل بازی ہو میں
 دل لے لیمو سے کیا رنگ طلا کاروشن
 میں وہ گردش زدہ دہر ہوں جبکا پس گ
 میں وہ ہوں بیل دل خون شدہ جسکے خون میں
 اشکِ خونین ہے مرا آتش بافت میں
 دل اڑا جا آئے حمل جل کے جو بن آگ مرا

برق پُرسوز کا ہاتھ آئے جو طرفِ دامن
 دم میں کج بستہ ہو جس پشمہ مهر نشان
 کہ اگر دل کو فسر آئے تو چکر میں جہان
 ہر بن ہو سے عرصہ نوکے نکلتا ہے دھواں
 دل و حشر زدہ ہے لاغر ہے تابِ نور
 دستگیر آکے سہمائے مفرہ مورچگان
 موقلم دو تو کرے کاوِ سنان و بیکان
 اک گرہ واپو تو صد گرہ ہوا نہ دان
 کرتا سر و چین دہر ہے کارِ سوطا
 سنگِ حسرت ہو کہ رکھتا ہوں بزریرِ دستان
 اور اگر ہے تو ہے آغشتہ زہر آبِ سنان
 آبِ شمشیر مجھے دو کہ یہی ہے مری جان
 حشر تک ڈھونڈیں تو ممکن نہیں ہاتھ آئے نشان
 اور بھی پل میں جو دیکھ تو عیان ہوں نشان
 قطعہ دورِ فلاح میں ہو بدستِ مقربان
 نہ ادھر ہوں نہ ادھر ہوں نہ وہاں ہوں بیان
 تیرش روئی سے پنج روز ہے میرا تابان
 سنگِ نقود بھی چکر میں ہواستِ رفسان
 تیغِ قاتلِ روشِ کشتی دریا ہو روان
 گرچہ ہوں آبِ بن لیلین دہن ہیستہ سوزن
 طائرِ رنگِ حباب کہ ہوا ہوں تیران

مبس کے باعث سے ستر ہے چرخِ غنیمت انکے دینداری کے نقارہ کی التدریج صد جنس پوچھو کہ تو اگر ہے کیسا کہ بے مع میں اسکی رقم کرتا ہوں ایک تازہ غزل	جس کی دولت سے ہے آراستہ ہر عالم از عجم تا بہ عرب اور ز عرب تا بحجم انت لعوف کہو جس سے وہ کیسا کہ لغم کہ غزل خوان ہے ہر ایک آج بجانِ خرم
---	--

تو ہے وہ ابرِ سخا تو ہے وہ دریائے کرم
جس میں ہوں فلس کی جا کیسہ و ماہی پر درم

چارہ گر ہو جو ترا لطف تو بھر گیا ہے عجب پہنچی ہے روح عدو سہم کے ناک کے ترے تیرا خجرت نہنگ لیا کہ غسرقی نہر آب میں میں اعدائے ترا تیرے پیغامِ قضا تو نے دل شیشہ کا سرگزشت ترے ہمد میں سنگ تیرے انصاف کا پر تو ہے جو عالم پر محیط دیر و بچہ آہو کے نہ روشن جو چرخِ رخ گلشنِ مدح میں دے تیرے ترا ذوقِ لگا پر یہ سمجھا کہ ہے جز کر تا دلالتِ کل پر یہ دعا کرتا ہے دل سے کہ مبارک ہو مجھے	مشک سودہ کرے ہر زخم پر کارِ حرم مثل آہوے رمیدہ سرِ محرابِ عدم تیری شمشیر وہ ازور ہے کہ ہے آتش دم اور تر اوجِ شہرِ شہر قضا ہے سب ہم رحم کھاوے کہ لیا اسے مرے گھر میں خیم تو نہ پایا ہے نہ پائین کے فروغِ اہلِ تم ڈالے روغن کی جگہ اُمین جو پیہ ضیعف خرمن گل کی جگہ مازہ مصامین کا اظم کیسے اک شمشیر تری وصف کا ایک شیم شادی و صلتِ فرزندِ بید جاہ و حشم
---	---

ہوں شہستان میں ترے دستِ بھلِ عیشِ طرا
کھر میں حاسد کے دل آشوب رہیں محنت و غم

قصیدہ نمبر ۹

دل کہ اس دہر میں ہے گرسنہ نازِ بیان	نم تیغ اسکو ضیعت ہے کہ دیکھا لبِ زبان
-------------------------------------	---------------------------------------

سرنِ ردئی ترے حاسد کو جگر خواری ہے
 کا بپتے ہیں پُربے ہیبت سے لنگ و لنگ
 ہے ذرہ رکھتی اسی واسطے ماہی تر آب
 تیغِ ہندی تو کمر میں ہے پر ایک اک جوہر
 کوہ پر بیٹھ کے یون بیٹھے بہ پشتِ ماہی
 ترے شجر کو ملا شہر قدرت سے ہے دور
 تیرناؤ کو ترے دیکھ کے ہے لوٹ رہا
 آتشِ قہر کی ہیبت سے تری نارِ سعیر
 گنبدِ چرخ ہوا کلبہ پر دودا سے
 تیرا فرمان تھا کہ فرمانِ بردولت کے ہوا
 ہوئے یہ مسکرا اقبال ترے ناپیدا
 ترے متابِ کرم سے جو سرِ قزمِ قہر
 عدل لے تیرے دکھائے میں ہم تشِ دآ
 دلِ افکار کا ہے سو وہ الماسِ علاج
 تیری تاثیرِ محبت نے دیا ہے تریاک
 اُفقِ صبح سے کافور کا لبیکِ کرم
 سزائشِ عہد نے کی تیری بیانتکِ مدوم
 بے علفِ ناقہ ایسے ہے مگر قفسِ غریب
 خضر و تیری توانائی اقبال سے آج
 مور کا سلسلہ نقشِ قدم گر ہو کہین
 آگے جلوہ کے ترے پر تو خورشید ہے گرد

خیر کے بال سے ہے تیز تر اسکو رگِ پان
 بھر دہر ہے تری تیغ کی برش کیساں
 پہنچے جوش ہے نیستانِ ہر اک شیرِ ثریان
 رکھتا درزِ برنگین ہے صفحاتِ صفحان
 بصلیے ابرو سے بتان ہوتے آئینہ عیان
 مرزعِ دل سینوں سے زلغِ دغین میں پران
 طائرِ قبلہ ناخاک کرے گا طیران
 رکھتی شعلہ سے ہے انگشتِ زبردندان
 روح کو سینہ حاسد میں بجائے خفقان
 ہووے اک برگ نہ پیدا بہ گلستانِ جہان
 کہ چمن میں نہیں آگیا ہے گلِ نافرمان
 پر وہ نور میں اُبلتا ہے تنورِ طوفان
 آبِ آئینہ میں روشن ہے نجِ برقِ شان
 سنگ ہے سنگِ جراحت بہ زخمِ جہان
 در نہ تھا زہرِ دلون کو خطِ سبزِ خوان
 رکھتا متاب ہے بر سینہ صد جاں کمان
 کہ نظرِ آتائینِ دشت میں کانٹوں کا نشان
 نہیں دیتا بہ ضیافتِ سرخارِ مرغان
 ناتوانوں کو جوئی دہر میں یہ تاب و توان
 اپنے طبقہ میں جگر دیتا ہے صیدِ ملن
 آگے رتبہ کے ترے خاک ہے جرمِ کھان

<p>کے ہی لب مرا خندان ہے یہی ہے گریبان ہے سپہ کردیا آئینہ پیرنج گردان دم عینے نے کیا کار نفوس نقبان دل رہا داندہ روئیدہ تیر سنگ گران کیا عجب نائے قلم سے جو غل آئے دھوان یوں لگی کہنے کہ بے فائدہ کیوں آؤ فغان دیکھ وہ ابر کرم قلم جو دوحسان بننے موش ہین تو کرتے ہین سکار افشان کثرت عیش سے دریا میں ہے شب کے نقصان شوق نظارہ ہوا عام ہو گلزار جہان رنج نظارگیان پر ہے بنا نرس دان جلوہ گر ہے سدا رنگ بھدر کوٹ شان تاج شاہان زمان فخر سلاطین جہان وہ بر سر کش کا بھی قد ہو گیا خم مثل کمان تو ہے خاقانی ہند اور وہ خاقان زمان</p>	<p>طفل محصوم کا ہے خواب میری موت محیات وہ سپہ بخت ہون میں خاک نے جس کی کیر میں وہ بیار ہوں مایوس شعا جسکے لئے اٹھ سکا سر نہ مرا زرعہ کیستی میں ذرا شمع جالوز سے میری نئے قلیان کی طرح دل مایوس یہ تھا کہ رہا مجھ سے کہ خرد پھر تو کر غمزہ کہ مراح ہے کس شاہ کا تو وہ شہنشاہ کہ حشر اُسکا ہے افلاک کی سیر ماہ گردون پہ ہے اور آکے زمین پر مستاب تنکے یہ مژدہ جان بخش ہر ایک کو یا تنک دیکھتا ہوں کہ سر شاخ مژدہ کا ہے چشم آج عالم کا ہے دل شاد کہ چون عالم نور ماہ فرخندہ لقب شاہ محمد اکبر دیکھا ہے دولت و صولت کا جو اسکے اقبال مراح حاضر کے لئے حاضر دربار ہو ذوق</p>
--	---

پوچھو آج فلک سے کہ ہے غور شید کمان
 اگر ہے کچھ وزن تو آجائے بسوے میزان

<p>ہو گیا شمع مرے سینہ میں تار رنگ جان ہر شکن سے ہو عیان لہجہ بھر عمان حق یہی ہے کہ الا انسا ز عیند الا حسان کہوے کس سنہ سے کہ پنج بھی ہے رکھتا جان</p>	<p>تیرے جلوہ کی تجسلی نے جو روشن کیا دل آستین اپنی ہلا دے جو ترادست کرم کیوں نہ ار باب سمجھ ہوں تری ہتک غلام آگے دریا ترے خود کھولے ہے بہا سول</p>
--	---

<p>سمتِ قبلہ ہے ابر آیا سردکش ہوا اس کی تنگ پہ سپردہ نگارِ خرطوم اوساگر یہ بنینِ مضمون تو کسی موش کی اُس کے دندان یہ بنینِ غصہ سے دیکھا بیچ کیا لکھوں آگے ترا وصف کر سہیں میرے ختم کرتا ہے سناتیری دعا پر اب ذوق نچھکو چہ شبن مبارک ہو بعد جاہِ حلال جو دعا گو ہیں ترے ان کی دعائیں حق قبول</p>	<p>خیم چیم ہا آج چلے جام نہ آگے بیان کرین آنکھوں پر رقم قوس قزح کا عنوان زلف پر نکل ہے دیا کا کل عزراختان کشور زنگ میں آئے ہیں فرنگی بچکان پاس آداب سے جو ن شلہ زبان سے لڑزان کہ زبان کو لب آب آگے نہیں دیکھا بیان عقل ہو پیرِ نری بخت رہیں تیرے جوان صبحِ جشنِ طرب فرا میں ہوا لکھ خدا ن</p>
---	---

اور بزرگ شبِ دیگور ترے سب بد خواہ
رو سے محفلِ عالم میں ہوں جون ماتیان

<p>خسرو جلوہ ترادہ طرب افزا ہے جہان حکم دے تو جوشِ داسطے قمر بانی کے کا ذکرِ دون نہ نقطہ خوف سے اُسد کا پنہ تو جو ہو حامیِ سلام تو بت خانہ میں نیر جاہِ شب دروز ترا جہلہ فروز قطرہ آفتان ہو اگر تیرا سحابِ بہت اور اگر بھی ہوں وہ خوش آبِ جنینِ دیکھ کے وہ فلق شیرین ترادہ ہے کہ ثنائیں اُس کے آب دریا میں ہو یہ جوشِ حلاوت پیدا اس قدر تاجِ فرمان ہے زمانہ تیرا ہو کے سر سبز جبارانِ کرم سے تیرے</p>	<p>کہے دیکھ کے ہو عید بھی قربان قربان سعد ذرا کج بھی کرے ایسا پنچری کو بران بلکہ ہو زبیر زین گاؤ زین بھی لڑان بت کرے قصیدہ نازا دے کہے نافرمان مہر تابان کبھی ظاہر ہے کبھی ہے پنهان لیکے پنجہ میں گہر بحر سے نکلے مر جان طرفہ العین میں ہو گاہ ربا کا بیرقان تر زبانِ سوجہ دریا ہو اگر ایک زبان اب دریا بھی ہم جو کے ہوں دو نوچیان نہ ہو گلشن میں بھی روئیدہ گلِ نافرمان شاخ پر گلِ حین دہر میں ہو شلخِ لکمان</p>
---	---

اس تصویر میں جو ہے پیش نظر عالم نوز	ہاں سلاک مطلع سوز دن میں ہوں کرتا میں بیلین
گر تری ذات نہو کسمبہ اقبال جہاں	آسمان ہو دے نہ پھر بھیجے کے زمین کے قربان
<p>ہوں نا صہ سائی تری غور شہید کو رو مہر گان بہت عالی کا جو بادل لاس جن کی شادابی گوہر کو اگر دیکھے تو دور آتشِ قہر و غضب تیری عیاذ باللہ ہے یقین صورتِ نخل گل آتش بازی ماجسہ اقامت نے شیریں سخن کا تیری سخن و اہل سخن سب سرِ حاصل تھے کھڑے وصفِ شوخی ترے توسن کا ہو کس طرح قیم باز محض کس طرح سے مضمونِ ہوا میں آ قلم و حرف نہیں پیش نظر ہیں اس دم کہوں شایستگی اس باد یہ بیا کی میں کیا نہیں انسان ہے مگر کام میں فسان سخنوں خسروا سرعت رفتار ہو کر تیرے لفظ جلوہ گر خانہ دین پر ہو پھر اس شان سے تو ناز بیا نہ جو لگا دے تو کفیل پر اس کے ابھی کوڑے کی صدا کوہ سے پھر کر نہ چلے کیا دکھاؤں ترے ہمتی کی بلندی شاہ جہو متا جہا متا آتا ہے در دولت پر</p>	<p>ہو کشتان لاتی ہے در پرتے ہو سرگردان ایسے نیسان سے وہ آفاق پہ ہو قطر نشان طرفۃ العین میں ہو کاہ رہا کا یرقان مشتعل ہو دے اگر سوئے گلستان جہاں نخلِ فوارہ بھی پانی میں رہے شعلہ نشان صورتِ موج میں دریا کے دیا تھا بزبان دونوں لب اس کے حلاوت بہم تھے چسپان کہ قلم صفحہ کاغذ پہ ہے جون برق طپان ترپ اٹھائے کرے جنبش اگر طبع روان سر حاسد سے ہے دل کھیلتا گونے دو گان تا دیا نہ ہے بکار اس کو نہ در کار عثمان پر نہیں پروہ پری سے ہے زیادہ پتران پہلے ہو قاف سے تا قاف سر اسر میدان بر سر دوش جمبا جیسے سیم ریچان اور چمک کر کبھی ارجاں وہ حبلی تیران وہ کئی بار پھرے دان سے میلان یاق و طمان آئے کو سونے نظر جب تو عیان را چہ بیان کہتے ہیں ساقی طناز سے یوں بادہ کشتان</p>

دل جس کا اُس کے زورِ حمایت ہے قوی
 ہیبت جو اُسکی دادی حق میں کرے ظہور
 اُسکی شہیم خلقِ معطر کرے جو گل
 خوشبو سے اُسکی فیض کے ہوتا ہے مشکبہر
 کیا تاب رات دن میں تنہا ہو بال بھر
 ہو شکرِ ثناء سے اگر اُس کی کامیاب
 طائر بھی اُسکے ذکر سے ہن سرخ رہے
 آبِ گہر میں ہو دے روانِ شستی گدا
 جی چاہتا ہے ہو کے مخاطبِ بیانِ کرون
 اے سیدِ جلال کے خورشیدِ بر جلال
 تو شمعِ بزمِ خاص کہ پیدا کیا ہے تجھے
 گردِ دہلیز بھی پست ہو کے ہو ازبِ مغفل
 انجمِ پنجین میں کہتے سخنِ جہان کے
 اے شاعرِ زمانہ تصدق ہو پہلِ چرخ
 دیکھا جو تیرے فیض کو جاری تو رہ گیا
 جس دل پہ تو نگاہ کرے اُسکے سامنے
 ہے گریہ تو محبوب میں لیکن ترا جمال
 سنتے ہیں جانِ نثار دن کی جب تیرا ذکر
 سر تا قدم میں شوقِ ترے طالبِ جمال
 ساعتِ بعدِ روز ہے اور روزِ ہفتہ وار
 بیتاب اس طرح میں ترے اشتیاقِ مند

ق

وہ پیرِ زلال سمجھے ہیں رسمِ کے زلال کے
 جابجائے چھپ کے شیرِ مہی گھر میں غزال کے
 لے لپکے سونگھیں اہلِ حرمین بھول دھال کے
 ہے وہ جو خونِ جام میں نافِ غزال کے
 وہ لائے گز زمانہ میں دنِ اعتدال کے
 لب بند ہو دینِ طولی شیریں مقال کے
 نکلے ہے پیرِ پیرِ صدا سنہ سے لال کے
 دستِ کرم سے اُس شہِ دریا نوال کے
 اوصافِ ایسے شاہِ کرامتِ حضال کے
 قربانِ جائے ترے جاہ و جلال کے
 صانع نے اپنے نونے کے ساچھے میں ہال کے
 رتبہ کو دیکھا جب ترے اوجِ کمال کے
 قطرے جبین پہ بینِ عرقِ انفعال کے
 شطرنجِ عشق میں ترے گھوڑے کی چال کے
 دریا بھی سندھ بھنور کے گریبان میں ڈال کے
 جامِ جہانِ نام ہے برابرِ سفال کے
 روشن ہو اکمال سے قطبِ شمال کے
 گویا اذان کو سنتے ہیں سندھ سے بلال کے
 مشتاقِ روزہ دار کھڑے ہیں ہلال کے
 ہر ہفتہ ماہ و ماہ برابر ہے سال کے
 جیسے طیورِ نازہ گرفتارِ جمال کے

<p>بلکہ حیرت کی نینیں جا کہ سر شاخ خدنگ وہ تر از درِ حمایت ہے کہ جسکے باعث ہل سکیں پھر نہ جگہ سے کہیں گرا باندہ کہیں دیگ پہنچ پڑے یہ فلک پر خبسم پیل تیرا گل سوسن کا بڑا ہے انبار اُسکی خرطوم کسی دلبر کیلے ویش کی لکھیں شمع جوتے توں چلاک کی یں وقت کا مکے دم سحر کہ اکب اُسکا دلین یں جوش مضامین تو نہایت لیکن ذوق کرتا ہے تاختِ سم دعا پر پیری</p>	<p>روشن غنچہ گل ہووے شگفتہ بچان تا تو انون کو بھی ہو دہرین یہ تاب و توان ایک تازگہ مور سے سو پیل دمان کیا عجب صورت سر پوش ہو کر قطرہ نشان گل متاب کے گلہ ستہ یں اُسکے دندان جعد شگین ہے کہ ہے کا کل عنبر اقلان جنش خار بھی ہو موجِ رم برق جہان سر حاسد کو رکھے صورت کوئے چوگان دل حوادث سے زمانہ کے تہ متاب تو توان کیا لکھے وہ ترے اوصاف کہ قاصر زبان</p>
---	--

عید اچھے اچھے ہر سال مبارک ہووے
تجھ پہ ہو سایہ حق اور ترے سایہ میں جہان

قصیدہ نمبر ۱۰

<p>ہے ابر در نشان وہ چمن میں کمال کے ہیں دیدہ دستار وں میں رخسید و ماہ اگر اُسکی نگہ سے گر جگر سنگ پاے رنگ ہے جو اُسکے سامنے کشتی کبف گدا ہیں اُسکے دے خاک نشینوں کے دل غنی دنیائے خاکساری اُسے دی ہے نذرین ہو اُسکا حکم عام جو بر منع انقطاع</p>	<p>عاشق نہال کیوں نہ ہوں عاشق نہال کے روشن یں دونوں نور سے اُسکے چال کے بھر جائیں بل میں لعل سے وہن خیال کے پھر ناصدف ہے کھولے لہجوب سوال کے خواہان وہ ملک کے ہیں نہ جویان ہیں نال کے مشی خسیر یہ ہی ہے گھر میں گھال کے رہ جاے ارہ چوب پہ دندان نخل کے</p>
---	--

یا تنک ہن بیدارغ نہ بولین گے نہ سے وہ رکھتا ہے چرخ اہل سادات کو بد مذاق دیکھے جہان کو دیدہ عبرت سے تو اگر ساتی جو تکوین عنایت سے جام سے گر بے حساب جام بہ جام آئین تیرے ہاتھ مستی میں یا مطلع تازہ کوئی سنا	دیگا جواب نامہ نکیرین کو جواب گذران ہے ہاکی سر روزئی کلاب جام جہان نامہ ہے ہر اک کا سہ حساب لے اور لگا کے آنکھوں نے بی جائے شباب روز حساب تک تو پلے جائے الحساب جامی بھی لکھے دل پر جسے کر کے انتخاب
--	---

گلشن کو دے جو گریہ ستانہ میر آب
بیضوں سے بلبلون کے ہو پیدا بطن شراب

گلگون نشہ سے لگلوں پہ ہو مرا سستی مری کھائے از عجب سے کی طرز بہوشیو نین ہن مری وہ گرم جوشیان جاگ اٹھیں وہ جو خواب عدم میں ہیں نشین نہ پر وہ فلک کو اٹھاؤں اک آن میں ہو وہ صواب بد فلاطون میں خم نشین یہ ذہن کو سے عالم سستی میں روشنی ہر مدجام بادہ روشن کا جگہ شغل پر نیز میرا یہ ہے کہ تقویٰ سے ہے گریز لیکن ہے ابر رست باری سے دُرفشان مارج ہوں میں اُسکا کہ ہے جبکہ دور میں پر فلک بنے ہے جوان سیاہ مست ماند ناف آہو اگر جام میں ہو خون	پاؤں آسان روش حلقہ رکاب نیکے ہمیشہ ابر سے سستی بجائے آب ہوئے ہیں جس سے طائر ہوش و خرد خراب غفلت میں گر بلند ہو میری فقیر خواب ہو جاؤں میں جو عالم سستی میں بے حجاب کہ بیچوں کر نشہ میں کوئی حرف مصلوب ہر خشت خم ہے حکمت اشراق کی کتاب ہے مثل شغل آئینہ و مثل آفتاب تقویٰ ہے میرا یہ کہ ہے تو یہ سے اعتبار دامان تر مرار و شش دا من حساب شعب زمانہ کے لئے کیفیت شباب ریش شعل مہر ہے ابر سے خضاب اُسکی شمیم فیض سے ہو جائے شگلاب
---	--

مژگان سے دھن باندھن پر پر نکال کے دھو دھو کے پانوں پیچے پیک خیال کے ہو حال پر نگاہ اس آشفٹ حلال کے آجائے سمت اوج پہ گھر سے وبال کے بھوکون میں آ گیا ہے سموم طال کے ایمان اُسکے ساتھ ہو وقت اتھال کے	مرغ نظر کے ساتھ اڑا چاہتا ہے دل جاتا ہے دوڑ دوڑ کے ہر دم تری طرف شامیہ تیرا ذوق ہے امید و ابر لطف تا جلد اسکا کوکب طالع پے عروج کر دے بہار نام سے اپنے اسے نہال دنیا میں زندگی کرے آرام سے بسر
--	---

نکلے صبح شر تو رنگ لسا جو شفق
ہو سرخ دوستی سے محبت کی آل کے

قصیدہ نمبر ۴
درمچ ابو ظفر بہادر شاہ مرحوم

پائے فروغ صبح نہ بے نور آفتاب کر خوب سیکیش کہ یہ ہے سپہ رہتاب یہ برف وہ نہیں جسے زمین ہند سے وہاب تعمیر جگہ بنا ہے یہ اور ضمیمہ بے طباب غافل پئے سفر ہے اُسی دن سے پاتراب گردش ہے آسمان کو زمانہ کو انقلاب رکھ آفتاب گنجد پر سال کا حساب جو ہر سے دلیں رکھتا ہے کس رجز بیج و تاب اس خاکدان میں نامہ ہوشی تری خراب جانا بہشت تک بھی ہے دوزخ کا اک عذاب	پیری میں پر ضرور ہے جام شراب طالب نہ ہو تو اس سے کہ دائرہ می ہونی سفید ہے پیر دل خشک کی ہوا پر بقائے عمر ہستی کا اپنے کر نہ بھروسہ احباب و آ آئی ہے جب سے قالبِ خاکی میں تیری جان جو دم مرنے سے گزرتے غنیمت سمجھ کہ روز ہر رازی فلک پہ تو نوروز روز کر حاصل ہے کیا ہنر سے ولا آئینہ کو دیکھ کر ہو سکے تو خاکِ دیر سیکدہ ہو تو آسودہ گان کنج خسرات کے لئے
--	---

<p>جالا کی ہے وہ تو سن جالا ک میں تو سے کا دے میں یوں وہ جیسے کہ طاؤس قہر چمکائے ایک ذرا سر سیدان جو تو اُسے کر تا ہے یوں ثنا کو دعا پر اب اختصار تا عید و عید گاہ ہوا در خطبہ و نسا</p>	<p>ن شوخی ہے چشم یار میں عاشق میں اضطراب اُڑنے میں یوں وہ جیسے کہ بردار میں عقاب بلے پر ہوا پہ جالے وہ جون ناوک شہاب یار ب دعاے ذوق ہو مقبول مستجاب تا خطبہ و نسا سے منظور ہو تو اب</p>
<p>ہر سال کجا عید ہو سرخ بغیر و جاہ نا کام ہوں عدد ترے اور دوست کا سیاب</p>	
<p>قصیدہ نمبر ۱۲</p>	
<p>در مع ابو طفر بہادر شاہ مرحوم</p>	
<p>سادن میں دیا پھر یہ سوال دکھائی کر تا ہے ہلال ابرو سے پر خم سے اشارہ ہے عکس فلن جام بلورین سے ہے سرنج کو ندے ہے جو کلی تو یہ سوچے نہ نشین یہ جوش ہے باران کا کہ افلاک کے نیچے پہنچا ملک لشکر باران سے ہے یہ زور ہو قلزم عساکر پر لب جو تبسم ہے کثرت باران سے ہوئی عام یہ زری سر دی حنا پہنچے ہے عاشق کے جگر تک عالم یہ ہوا کا ہے کہ تاشیر ہوا سے کیا صرف ہوا ہے طرب و عیش سے عالم</p>	<p>برسات میں عید آئی قدح کش کی بنائی ساقی کو کہ بھر بادہ سے کشتی طلائی کس رنگ سے ہوں ہاتھ نہ سیکش کے خنائی ساقی نے ہے آتش سے سنے تیز اڑائی ہوئے نہ نمیت نہ کرہ ناری و مائی ہر نالہ کی ہے دشت میں دریا پہ چڑھائی تالاب سمندر کو کہ چشم نمائی کافور کی تاثیر گئی جو ز میں پائی معتوق کا گر ہاتھ میں ہے دست خنائی گردون پہ ہے خورشید کا بھی دیدہ ہوائی ہے مدرسہ میں بھی سبق صرف ہوائی</p>

<p>اُس شاہ کے ہم کرم و بونے خلق سے وہ بادشاہ جس کا ببادر شاہ اسم پاک ظل آئینہ خسرو دیندار دین پناہ تیغ اُس کی وہ ظفر دم و نصرت اثر لے روشن دلی سے اُسکی عدد تیرہ محبت ہے ہونے جان کا فس نہنت کے واسطے سے ابرین بھی برق کا شعلہ مگر بنین کج خلقی اُسکی طبع روان میں بنین ذرا برحقا ہوں میں وہ مطلع روشن حضور میں</p>	<p>ہر خابین جو ہر نوازہ کلاب ہے درجک زمانہ کا یکتا دُرخش آب شاہ و بلند جاہ و خد بو ملک خباب گنج ہزار فتح کی خفاغ فتح باب دزد سیاہ کار کو آفت ہے ماہتاب مطلع میں اُس کے پشتہ نر و ہر ذباب اُسین دم و فور عطا گرمی عتاب دریائے موج زن کو ہزار دن میں بیج و تاب جسکانہ ہو دے مطلع خورشید بھی جواب</p>
---	--

شاہا تو وہ ہے نور مجسم کہ آفتاب
 کرتا ہے نور کو تہ سایہ سے لکتاب

<p>تلوار تیری ہے وہ غضب برق کھر سوز جو ہر سے تیری تیغ کے دکھلائے ہے قضا اللہ سے پاسداری اسلام و پاس شرع انگو رنم دل پہ نہ بدخواہ کے بندے کیا ہی سے پرست ہو مانند چشم یار بلکہ نہ لے دعا و قدر کا بھی نہ نام شاہا تری حمایت و دولت کی سایہ میں کرتا ہے روز و شب کو برابر ہنشا خورشید غیر منج ہے جو کھینچتا ہے تیغ کئے تو بزرے حکم شیرین کو شہد کیا</p>	<p>ہے جسکی آئینہ آتش و زحکا التھاب سرکش کو کھکے کے حرف بگرفت آیت خدا اللہ سے تیری مصلحت اللہ سے احتساب اس خوف سے کہ ہوتی ہے انکور کی شراب سعد و کیا کرے قدر سے کار احتجاب بالفرض گر وہی ہو دعاؤں میں سحاب کج شک رشک باز ہے رشک ہا عزاب تعمیل عدل سے تری میزان میں آفتاب چلے ہے غیر رنگ یہ تجھ سے مگر خطاب یہ شربت خضر ہے شاہا وہ تھے ذباب</p>
--	--

گرہ کو ہایت جو تری راہ پہ لاوے نا ناخن شمشیر نہ ہوناخن نہ سیر خورشید سے افزون ہونشان سجدا کا روٹ عکس رخ روشن سے ترے جون یہ بیضا کرنا ہے تری نذر رسد الغد سادات اک مرغ ہوا کیا ہے کہ سیر غ نہ چھوڑے ہر کوہ اگر کوہ صفا ہو تو عجب کیا ہو بلکہ صفا ایسی دل سنگ صنف میں ہر شعر غزل میں ترے معنی شفا میں مانع جو ہوا دست درازی کو ترا عدل زنجیر میں جو ہر کے رہی تیغ ہمیشہ دیتا ہے دعا ذوق کہ معنوں نشا میں	رہزن بھی اگر ہو تو کرے راہمناسائی دشمن کی ترے ہونہ کبھی عہدہ کشائی گر جہنم کرے در کی ترے ناصیہ سائی نکرتا ہے کف آئینہ اعجاز مناسائی ہے شتری جہنم کی کیا نیک کمائی گر سر ہوا ہووے ترا تیر ہوائی ہو فیض رسان جب ترے باطن کی صفائی ہر بت میں کرے صورت حق جلوہ نمائی قربان غزل کے تری دیوان شفا میں پردانہ کو بھی شمع نے انگلی نہ لگائی خونریز کو ہو عہد میں تیرے نہ بانی ہے ذہن رسا کو یہ کہاں اس کی رسائی
---	--

ہر سال شہا ہووے مبارک یہ تجھے عید تو سند شاہی ہو کرے جلوہ نمائی	
قصیدہ نمبر ۱۳۱، اکبر شاہ ثانی کی مرح میں ہے مگر نظر ثانی نہیں پائی	
شاہ باجال حسن کا ترے لکھنؤ میں صوف کیا جلوہ ترے دیدار کا ہے اس قدر ہیبت فرا	ظاہر میں تو طفل خدا باطن میں تو نذر خدا روے مقدس کو ترے جسے کہ دیکھا یہ کہا
اصل علی اصل علی اصل علی اصل علی	
انوار عرفان سے ترا سینہ ہوا ایسا صفا جسکی پہنچتی روشنی ہے فاف سے تے تابہ فاف	

خالی بنینے سے روش داندہ انکور
جو آئینہ دل ہے وہ عاشق کی بعل میں
کرتی ہے صبا آکے کبھی شک نشانی
تھا سونے خار کا صحرا میں جہان فرش
آرائش گلشن کے لئے جانے رنگین
ہے نرگس شہلانے دیا آنکھ میں کلجل
ابر و پیکرے قوس و قزح و سمتہ نو خورشید
رخسارہ گلچین کا ہے سرخی سے یہ عالم
کیا ساغر رنگین کو کیا جلد مینا
ہوتی متعل بنین اک ساغر گل کی
اعجاز و اسجی مطرب سے چمن میں
حیرت کی بنین جاتے کہ دیوار چمن پر
شاہا ترے جلوہ سے ہے عید کی دفت
کہتے ہیں مہ نوج سے ابرو نے وہ تیری
پر تو سے ترے جام نے عیش سر بزم
شیکے ب ساغر سے وہ قطرہ کر دی شکل
کیا علم سائے ترا سینہ میں فلک کے
پڑھتا ہوں ترے سامنے وہ مطلع موزون

یون کر سنی زر پر ہے تری جلوہ منائی	
جس طرح کہ مصحف ہو سہر جل طلائ	
رکھتا ہے تودہ دست سخا سائے جبکہ	ہے بھر بھی کشتی کیف از ہر گدائی

ہے مگون کے حق میں شبنم مرہم زخمِ مکر
 ہو گیا موقوف یہ سودا کا بالکل احتراق
 ہو گیا زائل مزاجِ دہرے یا تک جنون
 ہوتا ہے لطف ہوا سے اس قدر پیدا لہو
 پانی یہ اصلاح صفرانے کہ دنیا میں کہیں
 ہر مزاجِ طبعی میں ہوتی ہے تو لیدِ خون
 نام کو اشیا میں نہ تلخی رہی نہ سمیت
 کیا عجب جدوار کی تاثیر گر رکھے ز قوم
 نیش کی جانوش ہو دنبالہ ز بنو دین
 راحت و آرام کا اس دور میں ہے دورِ دوم
 سوتا بند آنکھ میں اپنی جو رکھتی ہے صف
 آگیا اصلاح پر ایسا زمانہ کا مزاج
 نسخہ پر لکھے نہیں پاتا ہوا شافی طبیب
 فرق چاہا یا تک اعصائے بدن کے دوسرے
 لاغزون کو ہو کمال تاب و طاقت یہ شباب
 صبح صادق کے ہے گوسر میں سفیدی آگئی
 بھوک کی شدت سے اُسکو یک نفس صفت ہو
 مات بھر ٹوٹا گیا انجم کے دانہ چرخِ پیر
 پہنچی یہ تفتیح کی نوبت کہ نوبتِ خانہ میں
 کوں بھولا ہے خوشی سے نفع کا کیا دخل ہے
 ہضمِ کامل اس قدر حد نے پہنچا یا بہم

شاخِ شکستہ کو ہے بارانِ قطرہ مو سب
 لارے داغ یہ پانے لگا نشو و نما
 بید مجنون کا بھی صحرا میں مین باقی پتا
 برگِ من برخل کی سرخی ہے جون برگِ خدا
 رز و چشمِ اب دیکھنے کو بھی نہیں ہے کمر
 چاندنی کا بھول ہو کر ارغوانی ہے بجا
 ننگی تریاک ایون زہرِ مٹھا ہو گیا
 کیا عجب گر آبِ حنظل دیوے شربت کا مزا
 کام میں افنی کے ہو مسرہ بجائے آبلہ
 چاہے واقف ہو دورانِ سر سے آسما
 اب رکھے ہے روشنی مثلِ دلِ اہلِ صفہ
 تازبانِ خامہ بھی آتا نہیں حرفِ دوا
 کہتا ہے ببارس کر محبو بالخل ہے شفا
 درد کے جو حرف میں وہ آپ ہی ہیں سب جلا
 کیسے دو ہفتہ ہلال اک شب میں ہو بلا دعا
 لیکن اس پیری میں بھی صادق ہے ایلی شہنا
 قرص سے خورشید کی جب تک نہ کر لے ناشتا
 چہرہ جو دیکھا صبح کو اصلاحِ شکم میں کچھ نہ تھا
 لیتی ہے جی کھول کر کیا کیا ذکرین کرتا
 جون حباب کے نہیں مطلق شکم میں استلا
 حید الکیموس ہے جو خلق سے اتنی غذا

خورشید در کو رو بر و تیرے کمان مقدور لاف	کرتے ہیں دو نو روز و شب اگر تیرے در کا طاف
اے قبلہ روشن دلان اے کعبہ لہلہ صفا	
ہے تیری فر و فری فر فریدون کا نشان	نصفت کو تیری دیکھ کر کسے کی بھی ہو کر نشان
تو وہ سکندر قدر ہے اے نعر شاہان جہان	تیرے ضمیر پاک کو پہنچے ہے جام جم کمان
وہ جام ہے گیتی نہایت آئندہ ہے حق نما	
تیری بہار لطف سے ہر دشت ہے رنگ چین	پیدا ہوں خار خشک میں گلہائے نسیم چین
تیرے صاحب فیض سے اے ظل رب ذو المنین	جس جاکہ سوچ ریگ ہو بحر روان ہو موج زین
اور دامن ہر موج میں لالہوں ہوں در تیرے بہا	
الغدرے دریا دلی تیری دم جو دو کرم	ہے دل ہی دلی شاہنشاہ تو سر سے لیکر تاقدم
آگے ترخی شمش کہ ہے دریا کہیں نہیں کم	تو بخندے اک آن میں سو گنج دینار و دم
پیشہ بھی دے سکتا مین دھنس لای کے سوا	
جس پر عنایت ہو تیری سکونین پروا زر	جس کا کہ حامی تو ہو کیوں اس کی شکستہ ہو کر
اللہ نے تجھ کو کیا بیچارہ گان کا چارہ گر	اے خسرو الا اگر تیرے تطف کی نظر
ہے مفسون کو کیا ٹوٹے دلون کو مومیا	
تیری ناک ہو کے اے خسرو الا نگاہ	اب یہ دعا ہے ذوق کی حق میں کیشام و بچا
جب تک زمین پر ہے فلک ہیں فلک مٹا	قرخ ہمیشہ عید ہو تجھ کو شہا با عز و جاہ
بد خواہ تیرا ہو سدا رنج و الم میں مبتلا	
قصیدہ نمبر ۱	
واہ واہ کیا معتدل ہے باغ عالم میں ہوا	مثل سخن صاحب صحت ہے ہر عروج صبا
بھرتی ہے کیا کیا سیما کی کا دم باد بہار	بن گیا گلزار عالم رنگ صد دار الشفا

بزمِ تصویراتِ فانوسِ خیالی کی طرح
کر رہا صحنِ چمن ہی میں ہے کیا طاؤسِ قص
خانہِ باغِ چشمِ من بھی تپلیوں کا قص ہے
چھوٹی آتش بازی ایسی جیکی گلکاری کو دیکھ
صنم آتش بازِ ہر جرت زدہ ہوتی ہے عقل
ہو گئی تاخیر جس کی یہ کہ ہر گھڑی سے
گنجِ چھٹنے تھے ستاروں کی عجب انداز ہے
منہ ہے کیا جو رنگ سے منہا کی ہمتاؤ
برجِ جواؤ کر ہوئے قندیلِ شبِ زیرِ فلک
فی الحقیقت یہ وہ شادی ہے کہ اسکے روئے
ہے زبانِ خامہ عاجز آگے بس تعریفِ من

حلقہٴ رفاہِ مگان ہے زیرِ گردونِ جا بجا
آشیانہٴ میں ہے رقصانِ طاؤسِ قبلہٴ تا
ہے جو منظورِ نظرِ ب کو نماشا رقص کا
رات کو کتنے تھے آپس میں خُراؤں سہا
سنگِ پارس سے کہیں باروت کو پسپا تھا کیا
ریزہٴ فولادِ نعلے بنکے گلہائے طلا
ماہِ پارون کا تھا گویا خستہٴ دندانِ نما
غازہ سے ہر چند چلے رنگِ روئے مرہ لقا
برج تھے جتنے فلک پر سب کو روشن کر دیا
جشنِ جمشیدی کا کچھ مطلق نہیں رتبہ رہا
ذوقِ کہنہا ہے اٹھا کر ذوقِ مینِ مستِ دعا

رکھے صحت سے ہمیشہ شافی مطلق بکھے

جو ترے بد خواہ ہوں وہ رنجِ مین ہوں مبتلا

قصیدہ نمبر

شب کو میں اپنے سرِ بسترِ خوابِ راحت
مزنے لیتا تھا پڑا علم و عمل کے اپنے
ہو گیا علمِ حصولی تھا حصولِ مہم کو
جو مسائلِ نظری تھے وہ بدیہی تھے نام
نہ غرض کچھ نتیجہ سے نہ تھا شکل سے کام
ذہنِ مینِ سب سے حاضرِ صورتِ علیہ

نشرِ علمِ من سرستِ غمِ دردِ و غموت
تھا تصورِ مرا ہر امرِ من تصدیقِ صفت
تھا مرا ذہن نہ محتاجِ حصولِ صورت
عقل کو تجربہ کی اتنی ہوئی تھی کثرت
نعمی مری فکر کو ہر شکلِ خطا سے عصمت
پر جانی مجھے منظورِ نعمی عبدِ اہمیت

<p>ہے مزاج الہی عالم یہ قریب است دال رکھے گا تعویذ اور گنڈا کوئی کیوں اپنے پاس دیکھا طاووس اپنے بال و پر سے سار نقش دھو اس قدر جانی رہی عالم سے بیماری کہ آج واقعی کس طرح سے صحت نہ اک عالم کو ہو دو ولیہد زمان مرزا محنت بظہر تقویت کا یہ اثر ہو عام جو ہیں برگ رزد شادی صحت سے اُسکے آج ہو کر شادنا میں بھی اُس شک چہ نعل میں وہ مطلع چڑھنا</p>	<p>ساون اقلین ہیں گویا اب بخطر استوا بانع عالم میں ہی عالم ہو صحت کا رہا پھینک دی تو ڈر گنڈا اگلے سے فاختا نام گلشن بنیں ہے نرس بیمار کا جبکہ ہوا سکی تو بدخل صحت جان فزا اُسکی قوت گر ضعیفون کو بناوے اقویا ہوں مقوی دل و جان شل اوراق طلا تہنیت خوانی میں ہیں سرگرم سبب سے سرا لب لب تصویر سنکر بول اُسٹھے مر حیا</p>
---	---

مطلع	<p>آج ہے عالم میں وہ روز سعادت است اے اگر زانغ وز عن بھینہ تو پیدا ہو ہما</p>
------	--

<p>مردہ جان بخش صحت ہے تر امار الحیات بہ بقائے عمر سے تیری بقائے عمر خلق قطرہ افشانی سے آب غسل صحت کے ترے ہو دین استعمال یا قوتی میں وہ موتی اگر جسم کو مل مل کے دھو یا تو نے جسم تو غسل دل عدوے سنگدل کا تھا شاد و شاد جوخت خوردہ گل کو صبا لانی نقد کے لئے شادی صحت کا تیری کیا کون عالم کہ آج چھٹے تار شمع کو گر ناخن موج نسیم لب پہ ساغ کے ہے جون موج تبسم موج</p>	<p>جس سے جن سیاب کشتہ مردہ دل زندہ ہوا ذات ہے تیری جہانیں چشمہ آب بقا ہوں دُر خوش آب پیدا اس قدر قوت فزا بخشنے بران کہن کو نوجوانوں کے قوا گر دلفیت کو دل عالم سے گویا دھو دیا زیر پا پا مال ہوتا تھا بزمک سنگ پلا دے گیا ابر بہاری ندر و ترے بہا جوش عشرت کے یہ عالم بن گیا عشرت سرا بزم میں پیدا ہوتا رہا سازِ مطرب کی صدا شوق قل لب پہ ہے مینا نے کے قہقہا</p>
---	--

کبھی میں جبری و مجبور عقل و تدبیر
 کہ ملاحہ کی تھی تردید کلام احساہ
 چون منہ سے کبھی مالوف نیشل و مقدار
 کبھی حرفوں سے تھا مطلوب شال خیار
 خانہ کیسے سے خارج کبھی شکل داخل
 کبھی کرتا تھا قرآن سے دہرہ بہ نظر
 کبھی افسون و غریت کبھی تقویٰ و ظلم
 کبھی تھا علم قیاسہ میں یہ ادراک مجھے
 کبھی میں رہنا سرودی میں تھا ایسا شوق
 سیما سے کبھی تصویر کش مہجومات
 کبھی میں شیخ شیوخ اور کبھی شیخ وئیس
 کبھی میں قرب و فرائض سے تھا عالی درجہ
 ماہر موسیقی ایسا کہ ادا کرتا تھا
 کبھی میں شاعر غزاد ادب دان بلبل
 کبھی کرتا تھا عرضی کا بھی میں قافیہ نگ
 کبھی پیش نظر انجیل زبور و تورات
 کبھی زرتشتیوں میں ایسا کہ سارکوبہ
 کبھی یہ آگے شاستر و بید پران
 کبھی میں حل معما و تغزین ذی ہوش
 آخرش دیکھا تو مسلم حجاب الاکبر
 فائدہ کیا جو ہر یک علم کی جانی توفیر

کبھی میں قدری و مختار بقدر و طاقت
 کہ وجودی و شہودی سے بیان وحدت
 چون محاسب کبھی مصروف بضر و نسیب
 کبھی کچھ نقطہ سے مقصود تھا مال صفت
 مثل خالص تھی کبھی داخل بیت غربت
 کبھی تھا دیکھتا ترخیج و زحل کی رحبت
 کبھی تجویز ذکوۃ اور کبھی قصد دعوت
 ایک صورت سے بیان کرتا تھا میں سیرت
 کہ نہ تھی ایک نفس منبطع نفس سے فرصت
 کبھی سے کبھی میں زکرش گنج و دست
 کبھی علامہ کبھی صوفی صافی طینت
 کبھی میں قرب و نوافل سے تھا والا تربت
 کبھی میں بارہ مقام اور کبھی چارون دست
 نظم میں نام مرا نشر میں میری شہرت
 طبع موزون کی دکھاتا تھا جو موز و نیت
 کبھی معصوف میں نظر میری سریر آیت
 زند و پاژند میں کرتے تھے مری تبیینت
 کروں اکبات سے پندت کی کتھ کھیندت
 کبھی اخبار و تواریخ میں صاحب خبرت
 عاقبت پایا تو بان بلبل کو اہل جنت
 فائدہ کیا جو ہر اک فن کی کھلی ماہیت

چار و ناچار جو ترغیب یا رد کی کبھی
 کبھی بہت تھی مری قاعدہ صرف میں نہ
 کبھی منطق کو نفوق یہ مرے ناطقہ سے
 کبھی میں کرتا تھا نصیر کج و معالیٰ بیا
 کبھی تقسیم فرماؤں کبھی تقسیم اصول
 کبھی تھا علم الہی کی طرف ذہن راسا
 کبھی تھا عقل پر مذہب مرا مانند حکیم
 کبھی کرتا تھا قدم پر خاک ثابت بہات
 کبھی انکار قیامت پتہ لاتا تھا دلیل
 حشر اجماد میں تھا گاہ تر و دمچہ کو
 کبھی تھی عسجدہ نذر فلک کی مجھے میر
 کبھی ثابت مرے نزدیک فلک کی گردش
 کبھی میں کرتا تھا اعراض میں جو ہر قسم
 کبھی منقول پہ ماہل کبھی سوئے منقول
 کبھی میں حافظ قرآن بعلم تفسیر
 کبھی کرتا تھا مجسطی پہ حواشی تحریر
 کبھی میں کرتا تھا قانون سے تشریح علاج
 کبھی میں لون سے بینندہ بیمار و صحیح
 گہ نباتات کی آگاہ میں کیفیت سے
 کبھی شایون سے کرتا تھا میں پیش روی
 کبھی میں نفی حقائق میں تھا سوسطائی

درس تدریس پہ آجاتی تھی مجھ کو رغبت
 کبھی تھی نحو میں ہر خوب مجھے محویت
 تحت حکمت ہو یہ فن گرچہ بہ تحت حکمت
 کبھی میں کرتا تھا توضیح نجوم و ہدایت
 کبھی تسلیم عقائد پر کتاب و سنت
 کبھی کرتی تھی طے کبھی میں طبیعت جودت
 کبھی مشکل مسئلہ مجھے پاس ملت
 اور کبھی کرتا تھا باطل بسما انشت
 کبھی نکر اتنا نسخ پہ مجھے تسوحت
 کبھی تھی عالم برزخ میں مجھے اک حیرت
 کبھی میں ناپتا تھا سطح زمین کی وسعت
 کبھی مثبت مرے نزدیک زمین کی حرکت
 کبھی میں کرتا تھا معلول سے ثابت علت
 کبھی میں نقد پہ اعجب کبھی سوئے حکمت
 کبھی میں فارسی تشریح قرأت
 کبھی کرتا تھا اشارات و شفا کی صحت
 کبھی میں کرتا تھا فاموس میں نفی صحت
 کبھی میں نفی سے داغ و ضعف و قوت
 گہ جادات کی معلوم مجھے خاصیت
 کبھی لیجا تھا اشراقیوں پر میں سبقت
 کبھی میں معتزلی باعث رد ویت

<p>علمے لاکھ ہو سخی پہ نری بے قدرت یہ مقالات مثال قصص مصنوعہ لگ گئی آنکھ مری دیکھنا کیا خواب میں ہیں اللہ اللہ رے حسن اُسکا کہ سرتا بہ قدم یاد کرتا قدرت کو ہے اُسکے زاہد چشمِ وحشی کو اگر اپنی وہ دکھلائے تو ہو دل شامت زدہ کے در پہ تیر ہر ہلاک آتشِ حسن سے اک شعلہ سرکش مہنی فوجِ مفرگان وہ بلا ہو صدف آرا کو کرے چاہ بابل وہ ذوق اور دھوان زلفِ نکس لعلِ شیرین کی حلاوت پہ جو دھوان عاشق نہ دمِ مستم تبسم سے لب اُسکے خور کھولے معنی معدوم کمر کی جنبش</p>	<p>نہ کے کوئی تجھے شیخِ علیہ الرحمت ہوئے یکبار جو افسانہ خوابِ غفلت کہ مجسمِ نظر آئی ہے نویدِ ہجرت تھا وہ حلق کا ناما شاہِ ظہور قدرت دمِ تکبیر جو کہتا ہے سدا قد قامت چشمِ آہو سے ہر نشہ جامِ حشمت زلفِ وازون تھی وہ خسارِ پروازون موجِ دو و لطیف اُسکی بھو و نکی حالت دستِ بیداد سے یکدست دو عالم غارت دل گرفتار عذابِ سین ہو ہار و صفت تو دمِ نزع بھی عذاب کا چاہے شربت نہ تعافل سے اُن آنکھوں کو نگہ کی عادت واکرے عقدہ سوہوم لبون کی حرکت</p>
--	---

شوخی و ناز کی تعریف میں اُسکی مطلع
 وہ پڑھوں میں کہ جسے سُنکے ہو دل کو فرحت

<p>شوخی اُس چہرہ میں یوں ٹھین ہو جیسے حرمت لبِ بان خوردہ کی شوخی کے ہے آگے کیا بان ازک اذام وہ اور سنگدل اُن سے بھی ہو سیلی سینہ پہ نہ تھی جدِ پسِ پست کا عکس پستیِ رنگ کا وہ اپنے دیکھا کہ عکس اللہ اللہ رے نری نہانت اُن رے تیر</p>	<p>نازیوں چشمِ میں نرس میں ہو جیسے حشمت گر گدا دے وہ سیما پہ بھی خون کی تمت آیا جن سنگدہون کے لئے ہے نثرِ قسمت نظر آتا تھا صفائی سے الف کی صورت ایک عالم کا ہو دل لیکے بغل میں جنبت واہ رے تیر آنخت نری بل بے نخت</p>
--	--

فائدہ کیا کہ جو دیکھے کتب ہر مذہب عقل سے گرچہ کیا مادہ ایسا پیدا یا بنائی کوئی صورت کہ جسے دیکھ کے ہو بے مقدار نہ پڑے صورت مہربان نظر	فائدہ کیا جو ہوئی آگئی مسرت کہ ہر شکل ہو ایک تازہ محل صورت ہیکل روم سے تجانہ چین تک حیرت دور آئینہ دل سے نہ نزدیک کلفت
--	---

پڑھوین اک مطلع جربستہ میں اس موقع پر
جس کو سنکر کہیں اُخت سب اہل فطنت

گر نہ دے صاحب جو بر کو مقدار عزت کہا ہوا علم مقولہ سے اگر کیف کی ہے قاضی چرخ بھی جو تو ہے تو کیا گریہ دور گردن نہ موافق ہو تو ہوا درخیز آگے برشتگی بخت کے چلنے کی سین کو مضامیت میں تو سبحان ہے دے بے تقدیر گو ریاضی میں ہے صنائع اگر بخت ہیں بد کیا ہوا جانا اگر مسئلہ بیرومنار کام تقویم نہ آئے نہ تری اصطراب علم سے ہونہ کبھی چارہ آزار نصیب سو دوائیں ترے نسخہ میں ہوں پر بے تقدیر علم نیرنج سے گو بودے تو خلی نارنج علم سے جو سبق آموز ملائک خداوند ہو اسجد ملائک یطعمو و جہول و مصروف سے ہو تو صوفی سجادہ نشین	جو ہر فرد ہے بالغرض تو کیا بے قسمت لیک بے یادری بخت بنین کیفیت مثل دہقان فلک رکھتے ہیں طالع بخت جرا ثقال میں تو جتنی اٹھائے محنت نظری دہلی کوئی بھی تیری حکمت حرف مطلب پہ زبان کو پوری ملکیت نقش باطل ہے تری شکل وہ حسین صنعت پستی بخت سے شکو جو نہیں ہے رفعت طالع بد سے اگر نیک نہ آئے ساعت پور سینا ہے تو کیا سینہ میں خون حیرت نہ ہو ملال خاصہ تاثیر نہ بالکیفیت بے مقدار نہ ہو حاصل ثمر خوش لذت بخت بد سے ہوا مستوجب رحم و لعنت یعنی انسان قوی بخت و ضعیف خلقت بے مقدار نہ کرامت ہو نہ خرق عادت
--	---

لیکے انکڑائی کہیں پہننے لگی رام کلی
 چشم برست سے نازین کا بیل بھلا
 بے ناک آیا نظر حسن بہ داغِ جرخ
 جو نکلے مرغِ سحری عرش سے آوازِ خروش
 باغِ عالم میں ہیں مرغانِ ادلی اجنہ تک
 ہی ہے سجد میں موزن نے اذان بہر ناز
 ہوئی تہانہ سے نافوس کی پسید آواز
 اُنھے میخوار صبحی کے لئے لیکے سب
 اک طرف سے ہوئی گھڑیاں کی آواز بلند
 سحرید ہے کر عید کا سامانِ نشاط
 آج وہ دن ہے کہ آغوش میں لیکر نکلو
 اب ہیں بیدار ترے بخت مدد کا نصیب
 نکر کر تہنیت عید کا اس شاہ کے تو
 وہ شہنشاہ بہادر شہ کسے اضاف
 قوتِ ملت و دین قاصح کفر و احماد
 حکمِ شرعی سے کرے سلب وہ غیبِ بشوق
 طون اُسکا بنین و صافِ صفاتِ نیکو

سنی ہی میں نے بھی وہ مطلع روشن کیا
 مطلع صبح کو ہر سانسے جکے غفلت

مصحفِ رخ تیار ہے سایہِ بے العزت
 تیرا دروازہ دولت ہے مقامِ اسید
 کھول دے معنی اہمیتِ طلیکِ نعمت
 تیرا دیوانِ عدالت ہے محلِ عبرت

فرازاں بلاناز قیامت طناز
 جا بجا عالم سستی میں قدم کو لغزش
 آکے اُس رشک سچلے کہا بالین پر
 شور بختی سے نہ اتنا نکل افشان ہو کہ ہو
 کیا مسبب ہوتا کہ درت سے نین کیونِ ظالی
 بزمِ ہستی میں نوہنس بولی زہیگا کب تک
 آنکھیں دل سے ترے گوشہ تنہائی میں
 وقت ضائع نہ کر اٹھ بستر اندوہ سے تو
 فکر باطل سے نہ کر دل کو خنک تو اپنے
 دیکھ تو کیا افقِ مشرق انوار سے ہے
 ادھم بیل سرِ حصے برگشتہ عنان
 جانبِ شرق ہے نوری فلقِ بال کشا
 چرخِ مینائی پر اک سبز پری کا عالم
 نگشت گل جو ہوا میں تو ہوا عطر نشان
 کھلے ہی جاتے ہیں سب غنچے نہ جوشِ نشا
 آج یہ جوش ہے رحمت باری کہ کہیں
 طفلِ بزمِ شوق کی مشقی کی طرح ستاروں بار
 کہے یہ زندہ کہ اوزد پر فروغِ آگ نہ چانک
 قل ہوا زہد کا قلیا ہوئی زاہد کی ہمت
 اس قدر سازِ طرب ساز کی آواز بلند
 نغمہ بر لبِ کین مطرب پس زمرہ جبین

سحر چمک ستم اباؤ کرشمہ آفت
 و مہم نشہ صہبا سے زبان کو لکنت
 لاکتہ قہر کہ یہ فافل نین و غفلت
 بادہ میکدہ عیش کی گم کیفیت
 دل ترا شیشہ ساعت کی طرح یک ساعت
 صورتِ شمعِ حشر سوختہ روتی صورت
 جنگی شملہ حوالہ کسندِ وحدت
 چل در سیکدہ نک ہے حرکت سے برکت
 ہے تجھے مثلِ سحر یک دغض کی کھلت
 جلوہ افروزِ رنج بانو سے صبحِ عشرت
 اشب یوم بیک سیر ہے سوئے ساعت
 جانبِ غرب ہے پر دازِ غرابِ ظلمت
 شفق صبح پر اک لال پری کی حالت
 تمازگِ گل کو جن میں تو جن کو نہ بہت
 لوٹے ہی جاتے ہیں گل بل بیہوشی کی نشہ
 نہ ہی کلفتِ عصیان سے جانی ظلمت
 دھو دے سنون کے سینا مکر ابر حیرت
 لنگے گرد بادہ نو زہد کس کی قیمت
 شغف ہی قفلِ مینائے سحر اب عشرت
 بھیڑیں گرتا کر کھرج کا تو ہو پیدا و صیرت
 جامِ در دست کہیں مغیہ طلمت

اثر سے باد بہاری کے اہل ماتے ہیں
 نخل کے سنگ سے گر ہو شرارہ تخم نشان
 زمین پہ گرتے ہی لے آئے دانہ برگ دشر
 ہوا پہ دوڑتا ہے اس طرح سے ابر سیاہ
 نہ خار دشت ہے نرمی میں خواب محفل ہے
 ہوا میں ہے یہ طرادت کہ دو کھن بھی
 یہ آبا جوش میں باران رحمت باری
 ہر ایک خارے گل پہ گل ایک ساغر عیش
 ہر ایک قطرہ شبنم گہ کی طرح خوش آب
 کرے ہے صبح شکر خذہ اس مز کیے ساتھ
 سنوارتی ہے جو شام اپنی زلف سنگین کو
 نہال شمع سے ہر شب چنے گل شبنو
 پہنے چراغ تو ایسی ہنسی میں چول بھرن
 رہے ہے چرخ پہ ہر صبح جون صبحی کش
 عجب ہینے ہے کہ آرائش زمانہ سے
 چمن میں ہے یہ درخان سبز پر جو بن
 نہ کیونکہ دیکھ کے گلشن کو یہ چرخوں مطلع

ظہور رنگس و گل جلوہ سمیع و بصیر
 نسیم نکست گل المہر و لطیف و خیر

شمیم عیش سے ہے یہ زمانہ عطر آگین
 حل سے حوت تلک جا بجا میں تصویرین
 کہ قرص عین الزمر ہے زمین تو گرد عیر
 بنا ہے عالم بالاجہی عالم بقصور

قطعہ و تہنیتِ جشنِ نوروز

<p>آج ہے لبیلِ نقویر تلک زمرہ سنج زر گل بیک صبا پائے نہ کیونکر پار سنج تن پیرانِ کمن سال پہر چینِ مشکِ سنج آگے ہمت کے ترے گوہر شہوار کے گنج دستِ حاتمِ مین بجا ہے کہ جو دین تیغ و تیغ نقنہ کو اٹھنے میں جو نردبہ کیا کیا شرج ایک سے ایک موافق کہ مرجان و مرغ صفوہِ تقویم کا گویا ہے بساطِ شرج ذوقِ جوید و شنائین ہے ترے گوہر سنج زنگِ نوروز جو ہے ایک برنگِ نارنج اور تری خاطر اقدس پہ کبھی کالے نہ رنج</p>	<p>خسروائیں کے تراژدہ جشنِ نوروز خبر عیشِ تری دی ہے چمن کو جاکر بادِ جوشِ جوانی کی ہے گویا اک موج چند قطرہ سے ہیں شبنم کے وہ بلکہ کتر حسنِ نبت سے ہے نو یوسفِ کھرِ شمش ششِ جہت پر ہے جو غالب ترانہ پیکھ نہ بگھے آب سے آتشِ حیاتِ ش سے جلے تیرے منصوبہ کے تابع ہیں اس حکامِ نجوم لایا ہے معنی رنگین سے یہ نعلِ خوش رنگ خسروا ہوتا ہے اس رنگ سے معلوم یہ رنگ بزمِ رنگین میں تری رنگِ طرحِ ہر روز</p>
---	--

قصیدہ منبہ

<p>عیان ہو خمار سے تحریرِ نغمہ جلے صبر نفس کے تار سے آواز خوشتر از ہم وزیر کلیدِ قفلِ دلِ تنگ و خاطرِ دلگیر چمن میں موجِ بستم کی کھول کر زنجیر جو دا ہو غنچہ منقارِ لبیلِ نقویر عجب نہیں کہ ہو مرغِ چمن بنا نہ صغیر</p>	<p>زہے نشاط اگر کیجے اسے تحریر زبان سے ذکر اگر چھڑے تو پدا ہو ہوا یہ باغِ جاہلین شگفتگی کا جوش کرے ہے دالِ غنچہ در ہزار سخن کچھ انبساط ہوا ہے چمن سے دو نہیں نفس میں بیضہ کے بھی شوقِ نغمہ سنجی سے</p>
---	--

<p>شہا ہے دم سے ترے زندگانی عالم مثالِ خضر تو اسے رہنا سے ملت دین تو وہ ہے حاجی دنیا دین زمانہ میں کیا شہان سلف نے سحر ایک جہان سحر سے شام تلک زرفشان ہے پنجہ مہر فلک پہ کرتا ہے ہر شب ادا جو سجدہ شکر یہ روز بہ سے ترے ہے جوان جہان کہن حیات بخش جہان بیزامردہ صحت ہزاروں سال سر ہر صدی نخل کے دانت جہان کو یوں تری صحت کے ساتھ صحت ہے یہ وہ خوشی ہے کہ فر بہ ہوں جسے روبرو پڑھوں ثنائین تری اب وہ مطلع روشن</p>	<p>یہ بیزاد مہ ہے وہ اعجازِ عیسوی تاثیر جہان میں پر ہو پر ہو کمر استون سے پر کہ تجھ سے زیب ہے دنیا کو دین کو تو بیز کئے ہیں تو نے شہنشاہ دو جہان تسخیر نثار کرتا ہے ہر روز ایک گنجِ خطیر نشانِ سجدہ ہے زیبِ جبین ماہِ منیر کئے نہ کوئی دوشنبہ کو بھی جہانین سپیر جو بخشے حسل کو عمر طویل و عیشِ کثیر ہنسین اجل پہ جوانوں کی طرح مردم پر صحیح جیسے کہ قرآن ہوسعِ نفسیر ہلالِ بست و نغم کی طرح بدن کے حقیر کہ کجکا مطلع خورشید بھی نہ ہو ظہیر</p>
--	--

شہنشاہِ تری روشنی راے منیر
 عقولِ عشرہ کے انوار جس کے عشرِ شیر

<p>جو ہونہ تابع امرِ شاہِ و مراءِ فی الامر جو ہیں نکات و معانی بشر کے نعم سے دو اگر ہے سہو کو کچھ حسل حافظہ میں تو یہ حیا ہے گرسعلق تری نگاہ کے ساتھ ترا تو سیکھ بھی یوں ہے داخلِ حیات کرے ہے سلب تغیر کو ذاتِ حادث سے محال کیا کہ ترے عہد میں سحرِ بطرح</p>	<p>تو عقلِ کل کو کرے تو نہ ہرگز اپنا شیر وہ تیرے ذہن میں موجود سب قلیل و کثیر نہ اپنا یاد ہے احسان نہ اور کی تقصیر تو ہے ضمیر کی جانب تری صفا کی ضمیر کہ جیسے محبتِ اصحابِ کف میں ظہیر زمانہ عدل سے تیرے یہ اہتِ دال پذیر اٹھائیں سر کو شرارت سے سرکشانِ شیر</p>
--	--

جہاتِ ستہ سے بزمِ جہان ہے وسعتِ خواہ
زمانہ دشمنِ عشرت کا اس قدر قاتل
ہوا ہے مدرسہ یہ بزمِ گاہِ عیش و نشاط
اگر چاہا ہے صغریٰ تو بے سبب کہے
زمینِ میکدہ یہ خندہ نشاط انگیز
دیباہے رنج کو دھو تیرے غسلِ صحت نے
عجب بنیں یہ ہوا سے کہ مثلِ غنچِ صحیح
شہنشاہِ ترے میں شفا سے کامل سے
کہ چوبِ گل کو اگر مارین بید مجنون پر
اشارہ فہم ہو ایسا کہ وہ بیان کرے
یہ سیلِ کحلِ بصارت ہو ملکِ خطِ غبار
نہ سوچئے کو جو پیشِ نشیدہ ہے بچکی
نہ برقِ کوتاہ لرزہ زابر کو ہو زکام
بدل گئی ہے حلاوت سے تلخی دارو
قوی ہے قوتِ تاثیر سے دوا طیب
شکستِ دل کو ترے میں تندرستی سے
تو موئے کاسۂ چینی کو چارہ سازِ قضا
کھجائے سرجو کبھی مفدانِ سرکش کا
بنائے نقشِ شفا خانہ ہزار شفا
ہر ایک اسمِ عزیت میں اسمِ اعظم ہے
رہا نہ کوئی گرفتار رنجِ عالم میں

ن

کہ ہے ہجومِ نشاط و سرورِ جسمِ فقیر
بہ صیام کو دیکھے نہ کوئی بے شمشیر
کہ شمسِ بازغہ کی جا پڑ حسین میں ہر سیر
نتیجہ یہ ہے کہ مرستِ بینِ صغیر و کبیر
کہ لانے سے ہو دیوارِ قہقہا تعمیر
ضمیرِ خلق سے اسے بادشاہِ پاک نصیر
کرے اگر حرکتِ موجِ چشمہ تصویر
جو لا علاجِ مرض تھے وہ ہیں علاجِ پذیر
تو صورتِ بشر ہو شمندِ خوشِ تفریر
زبانِ برگ سے گونگے کے خواب کی تغیر
تو چشمِ دائرہ عین بھی ہو چشمِ بصیر
گنی جہان سے یہ باری فائق و زخیر
نہ آبِ مین ہو رطوبت نہ خاکِ مینِ تخیر
شرابِ نفع بھی ہو میکشون کو شکر و شیر
غنی قبول کی دولت سے ہے دعا فقیر
کرے درست اگر مویا ئے تدبیر
نکالے کاسۂ چینی سے مثلِ موئے خمیر
علاجِ خارش ہو بنا خنِ شمشیر
ہر ایک خانہ تقویٰ صاحبِ تکبیر
ہر ایک نسخہ شفا میں ہے نسخہ اکسیر
جیسے جو تیرے تصدق میں مجربانِ اسیر

<p>خدا یو مہر کھ خسرو پھر سریر فلک موجود اخت معین و خبت بصیر تو بونی بونی سے ہر خاک کی بنے اکسیر کرے بچا ہر آبدار بجا و آب غدیر نگین دست سلیمان بدست ماہی گیر نہ ہے دعا کے لئے تیری انتہا داخیر غلام پیر کہن سال ایک فقیر حقیر سنا ہے جب کہ رحم خدا دعاے فقیر زمین پہ ناہو فلک اور فلک کو ہندویر زمین پہ خضر کی ناہو فنا نہ دامن گیر بجاہ و دولت و اقبال و عزت و توقیر سپاہ وافر و ملک وسیع و گنج خطیر</p>	<p>شہر بلند نگہ شہر بار و الا جاہ جان سحر و عالم مطیع جن خلق طاع زمین ہو سبز و تیرے سماں بخشش سے بچشم ہر اگر تیرا نیر اقبال تو فلس فلس سے ہوا ہستون کے وقت شکار نہ ہے ثنا کے لئے تیرے اختتام و نام مگر یہ ذوق ثنا سنج مدح خوان تیرا کرے ہے دل سے دعا یہ سدا فقیر نہ اکلی آب پہ ہوتا زمین زمین کو ثبات فلک پہ چھوڑے نہ تا دامن مسج حیات عطا کرے تجھے عالم میں فادہ و قیوم نن قوی و مزاج صحیح و عمر طویل</p>
--	--

قصیدہ نمبر ۶

<p>اک گھر دیکھو تو ہوں کتنے ہی پیدا گوہر تیرے دریا سے بچک کر ٹھل آیا گوہر مرزع کو دانہ ملا سہنس نے پایا گوہر غرق ہے آب میں پرتہ زینین اصلا گوہر گرد آلود تیسری ہوا تنہا گوہر کر پکھتا زینین جس نہ دیدہ بنیا گوہر ہلکیا نذر الہ ہوا لگ کے نہ بھلا گوہر</p>	<p>ہیں بری آنکھ میں اشکون کے تماشا گوہر نظر ظن سے چپ سکتے نہیں اہل صفا رزق تو درخور خواہش ہے پہنچا کعبہ پاک دنیا سے ہیں بنامین ہیں گو پاک سرشت ہے دل صاف کو غرت میں بھی گرد و غبار کور باطن کو ہو کیا جو ہر دانش کی شناخت غیر پر پایہ نہ کم پایہ سے ہو ضبط و سوس</p>
---	--

ہوا میں آ کے جو کرتا ہے سرکشی شعلہ
 ترے نسق سے جو بالکل بھی نہ خوریزی
 جو پہنچے تنگدہ میں تیرا شور دینداری
 کیا یہ کھڑکوا سلام نے ترے معدوم
 جہان میں چشم یہ ستار کا پوہ رنگ
 پڑے گلے میں رکن خط سرمہ سے اسکی
 وہ برق تیر خدا تیری تیج آتش دم
 جو ہے خدنگ کا تیرے نشاۃ چشم حود
 ترے ہنسب سے ہوں شکل فلس مای الگ
 جو تیرے کمان سے تری وہ ہو جائے
 ترے ہے خامہ طغرائی میں یہ زور
 نو اُس سے ایسی ہوں اشکال ہندی پیدا
 وہ روشنی ترے خط میں کہ ابن مقلہ اگر
 تو ہو یہ نوز بہارت کہ پڑے حرف بجز
 رقم میں گرتے اوصاف کے قصور کے
 ترا سمند ہے وہ تیرے وقت حرام
 کہ سیر گاہ ہے اسکی تو راہ ایک دزدہ
 ترے جو فیل کی تعریف خسرو الکلون
 کہ فیل کوہ کبک تیشہ فیلبان فرنا د
 چلے نہ اشرنی آفتاب عالم میں
 ابو ظفر شہ والا گربا در شہ

تو چکیاں دل آتش میں لے آئے نگہ
 اڑا نیوں میں کہیں پھونتی نہیں کبیر
 بلند نالہ ناقوس سے بھی ہو کبیر
 کہ کوئی زلف تہان پر نہ کر سکے تکفیر
 جو سیکشون کو تیرا احتساب دے تغذیر
 رے مرام وہ گردن میں از پے تشہیر
 کہ جسکی آج ترے دشمنوں کو مار سیر
 تو ہے تنگ کا تیرے دل عدو چہ
 کرین نہ حلقہ جو ہر رفاقت شمشیر
 طلب میں جان عدو کی روان قضا کا سیر
 جو کھینچے ایک روش خط مخنی وہ لکیر
 مٹا دے دیکھ کے اقلیدس اپنی سب تحریر
 لکائے آنکھوں سے سرمہ کی جاتری تحریر
 جو ہو دے لوح جبین پر نوشتہ تقدیر
 زبان خامہ عطارو کی ناک میں دے تیر
 نظر ہو دیدہ زرقا کی بھی نہ اسکا نظیر
 اور اسکا شرق سے تا غرب عرصہ سیر
 کردن حکایت شیرین د کو کہن تختہ سیر
 وہ دونوں دانت صفا ایک ایک جو شیر
 خط شعاع سے اُس پر جو یہ ہو تحریر
 سراج دین نبی سایہ خدائے قدیر

<p>کوئی دم میں روشِ غنچہ ہنسے گا گوہر کیا تماشہ ہے کہ بجائے ہے مویخا گوہر گوشِ خوبانِ سمنبر میں مصفا گوہر آج ہے خامہ مرا سنجے اگلے گوہر</p>	<p>سوچ گوہر میں بھی ہے طرزِ تبسم پیدا ریخِ گلرنگ پر ساقی کے عرفی کا قطرہ قطرہ آبِ لطافت سا ہے پیکا بڑتا مرح حاضرین کروں میں کوئی مطلع تحریر</p>
<p>آج وہ دن ہے کہ اسے خسرو والا گوہر کوہ دے نذر تجھے لعلِ نو دریا گوہر</p>	
<p>سیم سے زرتک اور لعل سے لے تا گوہر ہو نصیبِ صدفِ نقشِ کفِ پا گوہر ٹوٹ کر جو تری سُمرن کا گرا تھا گوہر جو تراطرہ دستار کا چمکا گوہر صاف قندیلِ درِ سجدا قصا گوہر عدنِ علم میں ہے قلبِ مصفا گوہر موتیا میں عوصنِ غنچہ ہو پیدا گوہر تیرے کھٹے کا کون کیا اُسے زیبا گوہر کھٹے ہیں نسخہٴ خلص میں اطباق گوہر اے محیطِ کرم وجود کے کیا گوہر کفِ دریا کو بنائے یہ بیضا گوہر گر یہ سن پائے کمینِ سنگ نے توڑا گوہر پوستِ بیضہٴ ماہی سے ہو لہکا گوہر ابرِ مردہ سے برسے لکین کیا کیا گوہر لکینِ شمع میں ہیں آنسوؤں کی جا گوہر</p>	<p>بکر دربر میں ہے شہا تیری مہیاے نثار ہو ترے فیضِ قدم سے جزمین گوہر خیز مشتری کہنے ہیں جسکو وہ اٹھالایا چرخ صبحِ اقبال و سحابت کا ستارہ چمکا تیرا آویزہٴ سر نہیج کا اے قبلہٴ خلق حلبِ خلق میں ہے سینہ ترا آئینہ پرورشِ دیوے چمن کو جو ترا ابرِ کرم ماہ کہنے کے لئے ہے نہ کہ گنے کے لئے دُرفشانی سے تری اتنے گہر ہیں ارزان عکس سے تیرا اقبال کے دریا میں ترے آبِ گوہر ہو تو ہو آبِ یہ اچھا زینا کوہ کا زہر کرے آبِ تری ہیبتِ عدل طبعِ نازک پہ تری بار گہر ہو جو گراں آبِ دریاے کرم سے جو ہو تیرے برابر آج محفل میں تری وہ گہر فشان ہے</p>

جو ہر خوب کو درکار ہے آرائش خوب
سرکشی کرتے ہیں بے مغز نہ پر مغز و قار
ربط ناجیز سے کرتے ہیں کوئی باک نہاد
دلخراش او سے طاقت وہ دل کچھ اور
نبین کو عالم بالاک ہے شرط استعداد
صدق اور کذب پر نہکتہ کی ہے شرط نظر
صاف باطن کی ہو جب قدر کہ ظاہر ہودست
ہوتی غربت میں اگر قدر نہ خوش جو ہر کی
خلش خارجوں سے ہے پردا کیا کیا
دل عاشق میں کرے کیونکہ نہ آنسو غ
ذوق موقوف کر انداز غنہ بخوانی کو
غوطہ دریاے سخن میں ہے لگانا بہتر
اثر مدح سے اُس خسرو دریا دل کے
وہ بہادر شہ غازی کہ بزمکِ نیان
جشن سے اُسکے ہے اک فیض کا دریا جاک
زیور آرا ہوں اگر آج چین میں گل سرو
پہنچے گر گوشِ صدف تک یہ نوبِ عشرت
کتنا ہے قطرہ نیسان بھی کہ اس دینِ کلش
جدول آب میں کثرت سے جابو تک بھرے
ٹوٹا ہے کشمکشِ عیش سے جو صبح کا بار
گلِ شکستہ میں یہ قطرہ باران سے بہا

خوب ذاب کی خوبی ہے پھر اگر ہر
جز حباب آب سے سرکھینچے نہ بالاکو ہر
ہونہ ہم صحبتِ نارکِ حباب را گو ہر
کہ نہ گو ہر کبھی ہیرا ہونہ ہیرا گو ہر
نظرہ یکجا ہے طباشیر ہے یکجا گو ہر
کو رکھا جانے پسچا ہے کہ چھوٹا گو ہر
مول بھی ٹوٹ گیا صاف جو ٹوٹا گو ہر
تو کبھی کان سے باہر نہ نکلنا گو ہر
ہر قدم پر قدم ابلہ فرسا گو ہر
اسی الماس سے جاتا ہے یہ بندہ ہا گو ہر
دھونڈھ اس بحر میں اب تو کوئی اچھا گو ہر
آگے تقدیر سے خر مہرہ ملے یا گو ہر
کر سخن قابلِ گوشِ دل دانا گو ہر
روز بر سائے ہے ابر کرم اُسکا گو ہر
بتے پھرتے ہیں بزمکِ کعب دریا گو ہر
بیضہ قمری و طبل ہوں عجب کیا گو ہر
اتنا بالیدہ بخود ہو کہ ہومینا گو ہر
ہوتا میں دانہ انگور نہ ہوتا گو ہر
مانگ میں مثلِ بتِ خوشن آرا گو ہر
کبھرے شبنم سے ہیں گلزار میں کیا کیا گو ہر
بھر دے درجک یا قوت میں گویا گو ہر

جس تک جوشِ باراتِ صبح ہو ہر برسِ جشنِ ترا تکو مبارک ہو دوستوں کو ہوتے گنج گھر روزِ نصیب	ماکے شبنم سے سردا من صحرانگو ہر برسینِ نیسانِ کرم سے ترے شاہانگو ہر ہونہ خزانِ شکِ سردا منِ اعداگو ہر
---	---

قصیدہ نمبر

<p>کہ دل مرزہ ہوزند تن جیس حساس یون ہو جس طرح کہ اک نقطہ سے ہون پانچ پچاس رنگِ خار جو کلفت سے ہو ہرنگِ نحاس تردماغ اتنا ہو دم لینے ندے فرطِ عطاس قلبِ انسانِ مین توڑے سبیلِ ہولاس کہ یہ ہے شربتِ دینار علاجِ افلاس آج جو پاس ہے سرے نہیں جمید کے پاس شب کے مست کہ کر لولی گرد و گداس کے مینوش کہ بھین ہے کہیں اُسے پاس اور باقی تو ہے سب ہم و خیالِ دسواس پاس کر عیش کا کیا کرتا ہے پاسِ انعام دیکھ زندانِ خراباتِ نشین کا اجلاس کوئی خورشیدِ لقا ہے شفیقِ رنگِ لباس غم کو جا دلین نہ دے جیکو نہ کھاپے اوداس وہ مثل ہے کہ کمان گھونسلہ میں چل کے پاس کھلتا ہے ہاتھ سے ساقی کے قبضِ دسواس</p>	<p>ہے وہ جاندار کے نافع اعضاء جو اس قطرہ سے سے ترقی خواہ جس نہ ہو وہ اس وعینِ کبریت سے مثلِ نرسین خشک مغز و نگو جو ہوئے گلابِ سکی بو قلبِ بیت اگر اس سے بالکل ہو تو کیوں اُسکی دولت سے عجب کیا دلِ مغلَسِ یغنی دیوے ساقی جسے ایک جامِ وہ دعویٰ کئے اللہ اللہ رے تری سستی رہا دوستی سببِ بیل کے اگر خلد سے ہو آپ سبیل زندگانی سے ہے مقصود شرابِ ساقی زندگی چند نفس ہے کہوزاہد سے کہ تو بیٹھ گوشہ میں نہ تو چھوڑ کے اس حلیہ کو سے نہیں برقعِ مینا میں مگر طوبہ فروز اسے خاکِ دل کہی تو اس سے ہو سرگرمِ نشاط دل جو گھر غم کا ہو کیا آئین ہو سراپا عیش دلِ بُرہوسہ کی ہوتی ہے سے سے واشد</p>
--	--

دستِ فراش میں جا رہا وہ ہے ریشِ فزون
 تیرے دورانِ حفاظت میں کمانِ سرخ و گزند
 افعی زلف کے کاٹنے کو ہے جونِ مہرہ مار
 سینہ صافی کا تری ایک ہے نقشہ دریا
 فقرہ خنک ترا ایسا برنگِ شفاف
 غرق دریا ہے جو اہر میں ہے وہ کوہِ گران
 پیل تیرا ہے بلندی میں فلک سے افزون
 لیکے خرطوم میں جواب ہو وہ قطرہ فشان
 ہے ترے قطرہ پیکان سے دم بارش تیر
 تیرا نیزہ ہے وہ طائر کہ عوص دانہ کے
 شعلہ برق غضب سے ترے شامانہ آب
 مہر دارون میں ہے دربار کے گرانِ حقیق
 گر بجے گردون کی طرح سے وہ بادِ کویب
 ہو تری کلک کرم جب کہ شہا کو ہر باد
 نقطہ قافِ ظلم سے جو ہو ترے ہمسر
 سینہ صافی سے تری ہو دے صفا اسی عام
 ہو جو روشنگرِ عالم ترا نورِ دانش
 خسرو امین جو کون سب تیرے اوصاف کو
 ذوق کرتا ہے دعائیت پر اب ختمِ سخن
 تار ہے پنچہ خورشید پہ ہر روز طلا
 دانہ انجم گردون سے پروئے جب تک

فرش پر تیلیوں میں اُبھے جو صد ہا گوہر
 حق میں بیار کے تجالہ ہے لب کا گوہر
 زکوشِ خوابان میں تیر زلفِ سخن سا گوہر
 دل روشن کا ترے ایک منو نا گوہر
 رو بر جس کی صفائی کے ہو میلا گوہر
 محل میں معصی کے جھڑن لعل پسنا گوہر
 جھول میں جسکے ہیں انجم سے زیادہ گوہر
 دیوے جون ابر بہاراں ابھی برسا گوہر
 جگر چاک عدد میں صدف آسا گوہر
 مہرہ پشت سے دشمن کے ہے چننا گوہر
 مثلِ مزج ہر اک سرخ ستارا گوہر
 آبدارون میں ہے سرکار کے ادنی گوہر
 جو ہر جی جس کو کہ تبتلائے ہے گرجا گوہر
 جیم محتاج کے دامن میں ہو نقطہ گوہر
 قاف تک قاف سے ہو بیضہ عتقا گوہر
 دلِ کافر میں بھی ہو خالِ سودا گوہر
 سوے حبیبی میں پرویا کرے اعنی گوہر
 تو سدا منہ سے مرے چھل جھڑن یا گوہر
 تاکہ ہو سنگ سے لعل آب سے پیدا گوہر
 تاگرہ میں رکھے شبِ عقدِ ثریا گوہر
 رشتہ کا بکھٹان میں شبِ یلدا گوہر

<p>دُعا نکو آکھو نکو اسکی روش گادھراس دم ترمین ترے گھوٹے پہ لگے جاتے قطاس جس طرح عاشق دل باختہ کے ہوش دہ اس نہ منجم کا خیال اور نہ مہندس کا قیاس کان دو نور و نور دم ہے ذبیحہ گراس ماہ و غورہ کہ ہوا خواہ ہوں روشن افاس کتا ہے دیکھ کے یہ ظلمت و نور اپنا قیاس صفحہ صبح منور کو مثال قرطاس تا ہوں دریا میں گہ کان میں پیدا الماس دے خدا عمر خضر جگہ حیات الیاس تو ہمیشہ رہے خوش اور تراجہ خواہ اوداس</p>	<p>دیکھے آہو کو جو منجم تو دہن عدل ترا رہے خورشید کے طالع کہ شعاع خورشید ایسا جالاک کہ اس طرح سے اڑ جاتا ہے پہنچے اُس خشن فلک سیر زمین پیا کو تیرا ہاتھی ہے فلک کا بکشان ہے خرطوم ذنب وراس وہ جن سے ہوں سیہ بخت عد رنگ ہاتھی کا سیہ اور وہ دانت اسکے سفید طرفہ صنعت سے لپٹا ہے شب پیدا نے ختم کرتا ہے سخن ذوق و عیاں طس طرح نوشہ مجرور برائے شاہ سکندر فرہو عید ہر سال ہوا فرخ تجھے باعیش و نشاط</p>
--	--

قصیدہ نمبر

<p>تاب خسار فلق سرخی خسار شفق تھی وہ انگشت بنی جسے کیا ماہ کو شق باندھ کر کھینچ لے دل زلف مسلسل کی ہن چشم الملق تو نگہ کرک سوار الملق کہ نہ چھوڑیں تن حشاق میں جان ایک تن ہونٹ گلبرگ دہن غنچہ دہنی زنبق رات بان راستا یہ کل طویل احمق سبب فردوس زرخندان سبب خدا نشتی</p>	<p>ایک خورشید لقا طرہ جوان ارشق وہ جبین ماہ سبین اُسے خط جبین کرے دو ٹکڑے جگر کھینچ کے ابر و تلوار تیرا انداز جو ترکان تو ادا دشتہ گزار غمسنہ و ناز کرشمہ دبلا فارت گر سر و قامت سخن اندام گلستان خسار سر و قامت سے اگر اس کے ہو طو بے سرکش شکر آئینہ با دام نقشہ دندان</p>
---	--

<p>توبہ کر توبہ نہ کر اتنی زیادہ بکواس حامی شمع ہے وہ بادشہ پاں نفاس خانہ توبہ و تقویٰ کو کیا محکم اساس کرے ہر قطرہ کلجے میں خراش الماس جسکے پینے سے ہو جیسے ہی سے بخوار کو پاں تو رہے حشر تلک سوزش دور و آماں کہ یہ روغن ہے سرش شتر خناس توڑنا سنگ نکستے ہے وہ شیشہ کا کلاس تو صدا ہو نہ بلند اس سے بجز حمد و پاس کہ سخن فہم و مخفوق کا ہے وہ قدر شناس</p>	<p>میں یہ کہتا ہی تھا جو دل نے مرے مجھے کہا ایسے مردار بد افعال کا تو نام نہ لے شاہ و پندار بادشہ غازی جس نے دور میں اسکے ہو کر مرکب مرے کوئی مرے اگر آبِ بقا بھی ہو تو ہودہ زہر آب و حودے اس عہد میں گرز خم کو سچے خراج کتنے اس آبِ شتر انگیز کو ہیں آج بشر تانا نہ باقی رہے مرے اور نہ مرے میں سستی اصحاب کا جو دے سنگ شیشہ کو ٹپک مدح حاضرین پڑھوں اسکے کوئی مطلع میں</p>
---	--

الطریق شیرین دہ ترا شہد کہ ہر در و کور اس
شان میں جس کی شہادت فیہ شفاء للناس

<p>عہد میں جبرے ہے کافر کو بھی سلام کا پاس سخت گیری سے فلک توڑے کسی کی گلاں بل بے بہت ترے نزدیک پہنچے وہ گلاس رکھتی ایک کاسے زرین ہے اور اک سٹیل بید مجنون میں ہو پیدا شریب و گلاس مغزنی تیغ مرہ نو کی شہار تبتہ و اس احق الناس اے جانے بلکہ انسان تر بیت سے تری اُمی بھی ہو یہ حرفِ سناس اس بد خال کوئی جیسے سب ان نخاس</p>	<p>ہندو زلف کے ہے پاس سرِ صفتِ رخ موسیقی ہو عایتِ ترے حق میں اس کے بوئی اکبر کی اور پارس اگر ماندا آئے چمن دہر میں زکس بھی ترخی بخشش سے کیا عجب فیض سے گر ابر کرم کے ترے تیری شمشیر کے آگے نہیں رکھتی ہر گز فیضِ تعلیم سے ترے ہو چونکر انسان لوحِ تقدیر کے لکھ پڑے حرفِ بحرف ہوں ترا حامد پر عیب ہے عام میں حقیر</p>
--	--

ابر رحمت کا ہے سایہ نرا اے سایہ حق
 کس کا مقدور کہ سرناب ترے حکم سے ہو
 ذکر حق سے کوئی خالی نہیں تیرا ہے وہ دو
 گر کرے نشو و نما مسمیٰ فیض نرا
 حرف ہیبت کا تری کوئی زبان پر آیا
 لفظِ شیرین سے ترے ہووے حلاوتِ گرام
 ناجواہرِ ان کو جو دے زورِ حمایتِ تیری
 کہتے ہیں برقِ جہان جسکو وہ اک دے
 کو تہی چسپ کرے کا بکشان کی بھی کس نہ
 فطرہ افشان ہو اگر تیرا صاحبِ ہمت
 کرنا اے کو جو اے نرا منصوبہ
 کرتا اک جست میں ہے ہامی گرد و خاکِ کار
 اے شہِ دادِ گرا خسر و انصافِ پرست
 اتنا عالم میں حدِ خون سے ہے خو خوار و نکو
 پر تو افکن ہوا اگر روشنی طبعِ تری
 مشتری بھی ترے شطرنج کا اک مہرہ ہے
 ابر ہے گرجِ مثالِ بندِ بندیدہ
 توشتا بے بھی جلِ ٹھے زیادہ وشتا
 تیرے توں میں وہ جلدی کہ اگر چھڑے تو
 شمس کو پہنچے تری آسے یوں شرقِ بینِ ہند
 جھڑجھڑی قلب سے اہلِ اشراف

کیونکہ سا پہ میں ترے ہو نہ جہان کو بد حق
 جو ترا امر ہے سخت جو کے توصدق
 کرتا سینا نہ میں ہے شبثے بھی حق حق
 گل جو ہوشیخ سے پیدا تو مگلابِ درِ بنق
 ہو گئی وقت کتابتِ بوزبانِ خاصہ کی شق
 کام میں خلق کے بورا ہو بجائے بورق
 ملے لات اٹکے سر پہلِ دمانِ بچنے حق
 تو پچانہ میں تری تو پہ پہ زرتینِ سیرق
 وہ تری ہمتِ عالی کا ہے عالی جو سق
 بوئی اکسیر کی پیدا ہو بجائے سبرق
 باتا شطرنج میں فرزین کا نہ رتبہ سیدق
 طاہر تیر ہوا لی ترا مثلِ لعلق
 القہر اندر سے عدالت کا تری نظم و نسق
 خونِ فاسد کو بھی ہرگز نہ کرے نوشِ اعلق
 ابرقِ آئینہ ہوا اگر سنگِ سیہ ہوا برق
 آفتاب ایک ترے گنجد کا گرہ ہے درق
 گر تری برقِ غضب جھاڑ دے اہرِ حرق
 آگ لگ جائے یں دیر کے نہوے سلطان
 یوں وہ اڑ جائے کہ جیسے سرکشِ زنج
 تو جو عجب میں گرانے پر تو نورِ مطلق
 عرصہ دور سے شاگد کو دیتے ہیں سبق

گھٹنا کے دہن تنگ کا ابا شکل
مصحفِ رودے کتابی کو جو دیکھو اُس کے
لوحِ رنگین سے نہ زبا ہو بیاہنِ گردن
دست و بازو برو دوشِ عجب صبح بہار
سینہ تا ناف صفا اب گہر کا دریا
نازک ایسی کمر اُسکی کہ سمجھنا شکل
ہے گرانِ اسپہنزا کس نہ باز سے ہرگز
اُسکا زانوہ مصفا کہ اگر دیکھے اُسے
کیا کہوں ساق بلورین کی صفائی اُسکی
قد جو گلبن تو وہ پانوں کے خنائی ناخن
آکے بالین پر وہ ملتاز سر بلا انداز
مزدہ عید سے ہے گلشنِ عالم میں بہار
دوش پر سرو لب جو کی ہے اک سبز قبا
جوشِ سبز سے ہے وہ فرشِ سرحدِ چین
بارغِ عالم میں ہے یہ جوشِ بہارِ عشرت
تو بھی کرتی نہایت عید کا اُسکے سامان
وہ بہا در شہِ غازی کہ دمِ معرکہ ہوں
مرح اُسکی ہے مناسب تجھے بلکہ انب
سن کے یہ بن لے کہا مرح میں اُسکے مطلع

جیسے دشوار ہو مفہومِ کلامِ مغلق
تو کہیں صورتِ اخلاص نہ پاؤ مطلع
نا کہ ہو سحرِ حنی شجرف نہ خونِ ناحق
پنچہ و پنچہ خورشید و حنا رنگِ شفق
ناف ایک عکسِ نقنِ اسین بجائے زورِ نق
جس طرح شعر خیالی میں ہوں معنی ادق
گر ہونا نظر دیدہ عنقا منطوق
آئینہ آبِ خجالت میں رہے مستغرق
شیعہ گرد دیکھے اُسے شرم سے آجائے عرق
نیچے گلبن کے پڑے بکھرے جو گل کے ورق
مجھ سے کہتے لگا کیوں ہے تو گلبنِ ناحق
نغمہ عیش سے ہے بزمِ جان میں رونق
برین لالہ کے جی گلشنِ بین گلگونِ ملق
کوئی تحمل اُسے کہتا ہے کوئی استعرق
ٹپکے ہے نخل سے سستی میں ہمیشہ رُواق
کہ ہے وہ خسرو دین حامی دینِ برحق
اُسکے تیر دنگے ہدف اُسکے حسودِ فکی حرق
یعنے توصیف کے لائق ہے وہ بلکہ ایق
جسہِ احسن کہیں مجھ کو لسید و عمق

تو ہے وہ نائبِ ختمِ رسل سے سایہ حق
کہ ترے سایہ میں ہے گلشنِ دین کو رونق

شرمندہ ہونا ہے سدا نورِ سحر رنگِ شفق
 لینِ دام ایس جس سے صفا نورِ سحر رنگِ شفق
 گویا کہ شیشہ سے بھرا نورِ سحر رنگِ شفق
 یوں جمع جیسے ایک جا نورِ سحر رنگِ شفق
 ناخیزیل آبِ بقا نورِ سحر رنگِ شفق
 جز در لعلِ بے بہا نورِ سحر رنگِ شفق
 سیلِ فنا بر لبِ بلا نورِ سحر رنگِ شفق
 دکھلائے ہے روزِ دعا نورِ سحر رنگِ شفق
 گویا لگا کر پراؤ نورِ سحر رنگِ شفق
 ہے جسکو عالمِ جانا نورِ سحر رنگِ شفق
 غیرٹ سے جسکے آؤ گیا نورِ سحر رنگِ شفق
 خورشید و مہِ ارض و سما نورِ سحر رنگِ شفق
 زینتِ دو صبح و سوا نورِ سحر رنگِ شفق
 ہوں تیرے محتاجِ ضیا نورِ سحر رنگِ شفق
 ہو جلوہ گر مشرق سے تا نورِ سحر رنگِ شفق
 دیکھے نہ وہ اسکے سوا نورِ سحر رنگِ شفق

روشنِ بیانی سے تری رنگینِ کلامی سے تری
 وہ سبکوں ایمان ترا وہ سائبانِ رنگینِ کھنچا
 فانوسِ شیشہ لعلِ گونِ روشنِ تری نخلِ میں بُن
 انصاف نے تیرے شہا سیاہِ آتش کو کیا
 تیری مانِ وضاحت سے ہو جائے حق میں سمجھ کے
 خورشیدِ تجھ سے فیض کو پہنچے تو مشرقِ میں ہو
 جس پر کہ تو ہو دے غضبِ اُس کے حق میں کب تک
 شمشیر کی تیری چمک خونِ بدو تک سبک
 پیکانِ ترا الماس گونِ نھنہ سوارِ دیون
 جلوہ ہے تیری ہر کا شعلہ ہے تیرے قہر کا
 اسبِ خالت ترا وہ لفتہِ خنک بادِ پا
 اب ذوق کی ہے یہ دعا جب رہے نہ شہشا
 جب تک لباسِ ہر کو صابون اور بخیر ہو
 ہر حشرِ فتح ہو تجھے اس طرح آبِ و تاب ہے
 شامِ ازناہ میں ہوتا با آبرو اور سنجہ رہ
 دشمن کا تیرے سہ ہون اور خونِ دل کشتی

قصیدہ منبر

دیکھ کر جاگے جسے رنجِ ہزار دنِ فرنگ
 قطرہِ شبنم کا ہے مینے شرابِ گلِ رنگ
 چمچے کرنے انکی طبلِ تصویرِ فرنگ

طربِ آقا ہے وہ روزِ کارِ نارجی رنگ
 بل بے بالیدگی عیشِ کہ برگِ گل پر
 راہ کیا گلشنِ آفاق میں ہے جوشِ ہلد

دوق کرلبے ثنا ختم دعا براس طوح	ناکہ ہوں ارض و سما و علقن طبق ز طبق
ہو دے ہر سال مبارک تجھے عیدِ مضان	اور دشمن کو رہے تیرے سدا پنج و قلق

قصیدہ نمبر ۹

<p>ہے آج جو یوں خوشنا نوز سحر رنگِ شفق یہ جوشِ لہریں و سن یہ لالہ و گل کا چمن ہر سر و قد غنچہ و بہن زب چمن شانِ چمن افشانِ چین پر سر سہر مناب و انجم جلوہ کر لب پر بستم ہے کہ ہے جوشِ بہار و موجِ گل ہر مجمع پر دو جان ایک طرف مشرق ہے کہ دان جامِ لبورین چمن یوں عکسِ شرابِ لہگون حسنِ گل مناب نے جوشِ گل سیراب نے دیکھے چمن میں برگِ گل آلودہ شبنم جو گل سے شوق کو بالیدگی ہے ربط کو چسبیدگی ساتی نے عشرت سے بھرنا کہ ہے رنگِ پیہ جشنِ بہادر شاہ ہے روزِ عکسِ لوجاہ ہے وہ حسر و روشن گہر جب کو خجل ہوں دیکھ کر اک صاف مطلع میں لکھوں وہ نہ تارِ بزمِ دن</p>	<p>پر تو ہے کس خورشید کا نوز سحر رنگِ شفق کاشن میں گویا بجا گیا نوز سحر رنگِ شفق ہر سیمہ گلگون قبا نوز سحر رنگِ شفق اور گورے ہاتھوں میں خانا نوز سحر رنگِ شفق دندانِ بان خورہ میں با نوز سحر رنگِ شفق روشن دل و رنگین ادا نوز سحر رنگِ شفق ہو جیسے کیفیتِ فزا نوز سحر رنگِ شفق کیا باغ میں چمکا دیا نوز سحر رنگِ شفق خجلت سے پانی ہو گیا نوز سحر رنگِ شفق کس رنگ ہوں ملکر جدا نوز سحر رنگِ شفق آب و ہوا جاے فزا نوز سحر رنگِ شفق ہے اس لئے بہجتِ فزا نوز سحر رنگِ شفق ماہ و نثار و سہا نوز سحر رنگِ شفق ہوں دیکھ کر غرقِ حیا نوز سحر رنگِ شفق</p>
--	--

اے آفتابِ عز و شان تیری جبین ہے عیان	نورِ یقین رنگِ جانا نوز سحر رنگِ شفق
	روکش ہو تیرے رخ سے کیا نوز سحر رنگِ شفق
	وزہ ہے حیرے فیض کا نوز سحر رنگِ شفق

بارک اللہ کہ در نشان ہے تو اے ابر بار
 اللہ احمد لبالب ہے سے عیش سے جام
 جوش روئیدگی سبزہ سے ہو جائیگا سبز
 اللہ اللہ ری سرسبزی گلزارِ جہان
 شرزمیشہ فر باد سے پیدا ہوے گل
 جوشِ قنارہ ہے وہاں کثرتِ تارِ بارش
 کیا عجب رحمتِ باری سے کہ وقتِ باران
 معجز باد سے مانند عصاے موسیٰ
 ذوقِ مستی سے ہے طاووسِ چینِ قنار
 شورِ طبل بھی یہ رکھتا ہے ناکِ گل
 دیتی ہے طاقتِ برداز یہ کیفیت سے
 ہے یہ وہ درد کہ ہر صوفی صافیِ مشرب
 بیدمون کو چوئے چارہ گرِ عیسے دم
 چلیاں ناجی ہیں چشم کے گھر میں بساز
 ہوں قلمِ ماتہ اگر کوئی لکھے خطِ غبار
 روزِ جشنِ آج ہے اسکا کہ جسے کہتی ہے خلق
 وہ بہادرشہ غازی کہ اگر تیغ اُس کی
 وہ لکھوئے گھوڑے و خجستہ منظر
 وہ سیاح و دیب و رنخ و داؤد الحان
 چمنِ خلق و نسیمِ کرم و ابرِ سخا
 آسمانِ جاہ و عطار و قلم و مہرِ علم

خیر مقدم کہ زمان ہے تو اے بادِ شمال
 شکر اللہ زرِ گل سے ہے چینِ مالِ سال
 محلِ زمینِ چینِ حسنِ مینِ نادانہ حال
 کیا عجب ہو روشِ خضر اگر رنگِ بال
 بل بے جوشِ گلِ خود و سردامانِ خیال
 سرِ مجنون کے تھے آلودہ جہانِ گردے بال
 ابرِ مردہ سے بھی ہو قطرہ نشانِ آبِ زلال
 شجرِ خشک بھی ہو باغِ تر و نازہ نہال
 شونِ آہنگ سے ہے سرو پہ قمری قوآل
 بن گیا کثرتِ شبنم سے نمدان کی مثال
 اس ہوا میں بیٹھے کہ اڑوں بے پروا بال
 رقصِ مستانِ مین ہے دھندلکانِ شامل
 شمعِ مردہ کی رگِ ناز سے کھولیں قیغال
 جنبشِ دستِ مزہ دے اس اندازِ تال
 صفحہِ دہر پہ کیا دخل جو ہو گردِ ملال
 ناسبِ خیمِ رسلِ نسلِ خدا سے متعال
 اپنی دکھلائے چمکِ چرخ پہ کٹ جاے ہلال
 وہ بلند اختر و سرخ و روشِ دُرخِ خال
 وہ سلیمان و دوش و سوسنی کف و صالحِ اعمال
 چشمہِ فضل و نہرِ کالی عطا بھرِ نوال
 مشتری دانش و سنش و مزجِ حبلِ لال

کھنکھاتی قدرت سے گلستان میں ہے آج
خسرو آج کیا تو نے وہ جشنِ نوروز
سے تری بزمِ طرب میں ہے رسمِ نوروز
مشکل نشان ہو جہان میں جو تری گمشدہ ظن
بلکہ ہو جوشِ ہزاران کرم سے تیرے
تیرے اوصاف سے ہے بزمِ بہان میں ما
ہو اگر شعلہ نشان تیری ذرا آتشِ قہر
زیرِ ران تیرے ہے وہ توں چالاک گزرتا
یون کرے جست کہ جیسے سر میدانِ بزد
رکھتی سرعت ہے تپِ لرزہ ہیبت سے تیرے
نزع دل کو تیرے دشمن کے فتن سے سینہ
ہو دے حاسد کو نہ آزارِ سد سے صحت
مفسد و حاسد و غماز و عسد دے سرکش
آئینہ سکتے بیان میں تیرے اوصاف تمام
اگر تا اس رنگ سے ختم سخن دیکھے دعا
گمشدہ ہر مہرِ سالِ مبارک بچھ کو

تختِ لالہ و گل صفوِ نقشِ ابرو رنگ
دیکھ کر جسکے چہل کو چہشید بھی رنگ
صورتِ بضیہ زکین فلکِ مینارِ رنگ
ہاں آئے ہوئے فتن سے نہ ہو کم داغِ پلنگ
کیا عجب شلخ میں آہو کے گل رنگارنگ
شمعِ گلگیر سے اور شمع سے محفوظ پلنگ
تو سمندر رہے پانی میں بجائے خرچنگ
چھپر دے ایک ذرا اسکو جو ذوقِ صفت
سندھ سے اڑ جائے حریرِ فون کے ترے خوفِ رنگ
بخن محوم کی مانند جبل میں رگِ سنگ
اور جگہ چوبِ فتن کے ہے تیرا تیرہ رنگ
تا کہ دار و نہ پیا لہ میں بھرے تیری آفتنگ
زیرِ شمشیرِ غضب تیرے ہوں چاروں پرنگ
ہو تہے قافیہ سخن کا بیان کافیہ رنگ
ذوق جو ہے ترا مذاحِ محبت بیکر رنگ
جشنِ نوروز بہر رنگِ بناج و اورنگ

	اور ترے حاسد بد میں کو دکھائیں لاکھوں خسرو اور دزنے رنگِ فلک کے بزرنگ	
	قصیدہ منبر	
مرحبا مطربِ بار و شرفِ و نہرِ خصال		عبد اسافی فرخ زنگ و خوشیہ مال

آئے اعدا پر قیامت سرسیدان قتال
ہے جن اعدا کو سروج شیاہین کی مثال
کیا ناماں ہے کہ ہے آب سے آتش سیال
یہ غلط تفسیر ہے دن ہوتا ہے مرد و حلال
سبزہ تنخ من جو ہرے لگا رکھتا ہے حال
دیکھ کر تیرا نسی شہ فحشہ خصال
لب پہ آجائے ہے سینہ سے بے استقبال
خیر سے بچہ کرے بچہ مرخان عزال
شعلہ شمع کو صرصر سے نہ ہو اضمحلال
فیلسوفی ہے حکیموں کی خلا کست احوال
دلوے ہیزم کو جلا کر کوئی پانی میں جو ڈال
لے نہ آب سے شائد پر ہاسی کا نکال
مبتدا جسکا شہا غترہ ماہ شوال
روش غنچہ تصویر زبان سخن لال
یہ جو ہے ذوق شاخوان ترا و مدح محال
رہے جب تک کہ زمانہ میں حساب نہ سوا

خسرو جم شہم دودا دیر کسریٰ انصاف ملح حاضرین پر خون اُسکے وہ مطلع حبس سے	شاہ دارا اول و سلطان سکندر اقبال ہمسری کی نزکے مطلع خورشید بجاں
	ہوتری یک نظر فیض سے ناقص کو کمال مہر سے گرمہ کامل ہو دہشت مین ہلال
نیر جاہ ترا وہ جسے تادور فلک آگے بخشش کے ترے خرمن در کیدانہ ہو دے جون چادر منساب گلیم شب تار جام سے قطرہ جو ٹپکا تو معلق ہی رہا گر ترے نہر کی گرمی تب محرق بن بجائے قوت ماسکہ مسک کے قوی سے گم ہو حکمت آموز ترا علم جہان ہو نو دہان ہوتری عقل سے عاجز دم بحث معقول دم ہے کیا باد صبا میں کہ دم سیر جہان یونہی دو چار قدم خاک اڑا کر رہ جائے ہے وہ ہیکل میں اگر دیو تو صورت میں پی جلد اتنا کہ جہان عرصہ جولان اُس کا زیب تن اُسکے جو ہندی کا ہو ہر گل تصویر اُس فلک سیر کو جولان جو کوسے تو توبہ ڈر تیرے ہاتھی کی بلندی کی طرف کی چونکا لکشان کو وہ فلک پر سے زمین پر پھینکے جیسے ماتھے پہ بزرگوں کے ہو عجب کائنات	نہ کسوف و نہ غروب و نہ ہیو و نہ وہاں آگے بہت کے ترے کوہ طلا یک شغال رخ پر نور جو تو پونچھ کے جھاڑے رواں دستگیری نے لیا تیری جو گرتوں کو سنبھال سب دریا پہ جہا بون کی جگہ ہوں تجاں فیض جاری سے ترے بجل کو باتک نزل نہ اسطو کو ہوطاقت نہ فلاطون کو مجال اک مقولہ میں فقط فعل کے عقل فعال تیرے گلگون سبک سیر کے جاوے و نہاں اور پہنچ جائے کہیں سے وہ کہیں مثل خیال ہے اڑوان اُسمین ملک کی تو بیشک سے خیال عہد مستقبل و ماضی کا وہاں ہے یک حال پھر تا کا دے جین، وہ صورت فانوس خیال مزرعہ سبیر فلک ہو نہ مسبا داپا مال سر بہ اندیشہ نے لی ہاتھ سے دستار سنبھال نیشکر راہ میں مانگین اگر اُس سے اطفال اُسکی سنک پہ شہا جلوہ مایوں ہے ڈھال

<p>کچھ اگر وقت معین کی طرف سے ہو جو میل کہ پئے راہِ فنا کوئی نہ فرسخ ہے نہ میل تیرے سہتہ بینِ ہنین کوئی بھی روزِ تعطیل فکرِ روزی ہے تو ہے رزق کا رزاقِ کفیل چھوڑ جائے کو تو کافی ہے فقط ذکرِ حبیل سیر کر سیر کہ ہے فرصتِ گلشتِ قلیل گل کی رنگین ہے قباغچہ کی رنگینِ مندیل فضل سے باغِ ملک باغ سے لے ناخیل ٹپکا پڑتا ہے لبِ بستِ شوقِ تقیل روح کرتی ہے کسی ست کی قابِ تبدیل جسکے نزدیک ہے اک قطرہ سے کم ظنمِ ویل خسہ و چرخِ سر برودشہ خورشیدِ اکیل نظر مہرین ہے اُسکے وہ نورِ تکمیل اللہ اللہ سے زبے شکلِ شہنشاہِ تکمیل مطلعِ شمس کو بھی جسکے ہو واجبِ تقیل</p>	<p>عرصہ عمر ہے وہ تار کھینچا اور نو ما وہی منزل ہے جہانِ ٹھہرے حیاتِ گداز مشقِ اندوہ سے اک روزِ ہنین تو بیکار نغمِ عصیان ہے تو ہے رحمتِ غفار و سیح ہے تمنائے زرو مال تو سب جا بگا چھوڑ پھر بارِ چمنِ عمر میں دلگس ہے کیوں مژدہ عید سے ہے دیکھ تو کیا رنگِ چمن ہوے آراستہ ہیں آج بدل کر پوشاک نظر آتا ہے برنگِ لبِ ساغر جو ہلال ماہِ خمین ہے جگہ شیشہ میں کیا کیا ہے سیر تہنیتِ خوان ہو تو آج اُس شہِ دریا دلا وہ بتا درشہ والا لب و پاکِ گسر ماہِ نو چشمِ زدن میں نہ کامل ہو جائے نورِ معنی ہے تہر کل نتیجہ اُس کا مدحِ حاضرین پڑھوں مطلعِ روشنِ ایلا</p>
--	---

بادشاہانِ سلف سے مجھے یوں ہے تعظیم
جیسے قرآنِ پسِ نوریت و زبور و انجیل

<p>جیسے موسیٰ شرفِ افزا ہے بنی اسرائیل آئینِ آنکھوں سے نظر معنی اللہ جمیل کہوں کیونکر نہ کہ الحسن علیہ السلام برجِ خاکی میں ہے خورشیدِ فلک کی تحویل</p>	<p>تو ہے اس طرحِ عزتِ وہ اولادِ نمر نورِ افزا ہے بصارت ہو اگر تیرا جمال روئے نیکو ہے مائل ترے خوئے نیکو ہے جو انسان کے قالب میں ترا نورِ ظہور</p>
---	---

<p>زنگ دیتا ہے چھپا جو شمشیر اصیل بلکہ ہے آتش بزدل گستاخ خلیل ورنہ صورت میں تو کچھ کم نہیں شہباز سے پیل رسم تحریر میں بھی جھوٹے نہ زنجیر سے نیل نہیں تاقوت ثریٰ منزل آرام خلیل بعد ہے کثرت تکلیف کے پان عیش قلیل خوشہ فیض سے بے بہرہ ہے یہ زرع غیل بنگیا پیش نبی صورتِ وحیہ جبریل ہوے کیونکر پیش عشق نہ رحمت کی لیل بارِ صد کوہ الم بے عمل حیرت نفیل دم میں اجزاءِ دھاتی کی طرح ہونِ خلیل سوزشِ عشق سے زندہ ہوں مجھ کے قاتل نالہ ہے دلکی زبانِ دل ہے موقوف وکیل جسکا اجمالِ قضا اور قدر ہے تفصیل کو ہر مخزنِ معنی سے جو بس کو تاویل</p>	<p>گم ہوں ظاہر کی خرابی سے صفاتِ اصلی پیشِ دشمن نہ گذر حق سے نہیں سلج کو آنج ہوتے سیرت سے ہن مردانِ دلاور ممتاز نہیں بے قیدِ علائق کسی عالم بن بزرگ ہے نہ خاک بھی قارون کو سفرِ حشرِ ملک عیدِ بکیر و زجا میں رمضان ہے یک ماہ کشتِ بزمِ فلکِ دون سے نہ کھجتمِ شر قابلِ انسان کی صحبت کے ہے انسانِ ملک جتنا خورشید ہے اتنی ہی بارش ہو سوا عشق کھنچو اٹے ہے اکذا جفاکش سے بڑو لگے نہ چرخ کو گر نالہ عیاشی کی ہوا شمعِ کشتہ کے لئے ہے دمِ عیسے آتش مستبر ہے جو کوئے نالہ دل دردِ اظہار دل کے ہے ایک ورق میں وہ حقیقت ساری جی میں ہے اور پڑھوں میں کوئی مطلع ایسا</p>
<p>کچھ حیرت میں کروں علمِ خموشیِ تحویل یہ عجب مر ہے حسین کہ ہے قاتلِ قیل</p>	
<p>بحث میں علتِ معلول کے عجب عقلِ علیل شمعِ فانوسِ سمجہ خواہ پیراغِ قندیل کچھ نکال اپنے لئے ذوقِ غلے کی سبیل نہیں مناسب ہے روشنیِ صبحِ حریل</p>	<p>درسِ توحید سے لون ایک شفا کا نسخہ جلوہِ افروزی یک بدرِ دجے ہے اُسکو فکرِ بودہ میں کس واسطے ہے تو پابند خوابِ غفلت سے ہو بیدار کہ آئی پیری</p>

<p>کم نہ فوارہ سے ہو تیر دن کی اُسکی قندیل اُسکی پشتِ پدری سے نہ کبھی تا حسیل وے اگر بھول کے بھی کوئی سحر حرف کو جھیل ہو گرانِ خاطر نازکِ پاسبانِ اقطیل ہوں قوی پایہ ترے دوست بصدِ قدر طویل ذاتی اقدام سے ہوں خاکِ مذلت پہ دلیل</p>	<p>نیر بر سائے عدو پر جو کما نذرِ قضا رہزنِ نطفہ بدخواہ ہوا دل سے قضا محکمہ میں ترے انصاف کے ہوں با قلم ذوقِ کرنے سخن تیری دعا پر کوتاہ عید ہر سال ہو فرخِ سخنے با جاہ و جلال جو فضیلت سے ہوں گمراہ وہ اے ظلِ خدا</p>
---	---

قصیدہ نمبر ۱۳

<p>کھائے اگر ہزار برس چکر آسمان ایک عمر سے پڑا تھا سنی سا غرِ آسمان گر ہونا مچشمِ نا شاگرِ آسمان سچ ہے زمین پر پاؤں رکھے کیونکر آسمان مثلِ حجابِ جاس سے ہوا ہر آسمان تا بج زمانہ جسکا ہے فرمانِ بر آسمان تسلیم کو ہے جسکی جھکا تا سرِ آسمان حاضرِ عصا کے کا ہنشان لیکر آسمان ہے پیر پر جو انون سے ہے بہتر آسمان مقدور کیا کہ ٹھٹھکے دم بھر آسمان گو لاکھ جمع و خرچ کا ہو دفترِ آسمان ہے جسکا ایک تودہ خاکِ تر آسمان تا زان ہے آفتاب کے پنجہ پر آسمان</p>	<p>پائے نہ ایسا ایک بھی دن خوشتر آسمان ہے بادۂ نشاطِ طرب سے لبالب آج دیکھے نہ اس طرح کا تماشا جہان میں اترار ہا ہے عطر سے عیش و نشاط کے افراطِ انبساط سے کیا ہے عجب اگر شادی کی اُسکی موسم ہے آج آسمانِ تلک نہ زند شاہ لینے جو ان بختِ ذیِ وفاد ہے اُسکی بارگاہِ مین مانتِ چو مدار اس بیاہ کی نوبت سے ہے اس قدر برو پھر تا ہے اہتمام میں شادی کے رات دن فرد حسابِ صرف سے اس بیاہ کے ہو کم تو رہن کی بختِ مطیعِ عالی میں اس قدر اُس رٹوئی کی چند دکھا دیجیے خجیان</p>
--	--

دانش آموز ہو کر تربیت عام تری
جو ہر تیغ اجل ایک ترے حکم کی نقل
عہد میں ترے جو سوراہے تعدی سدو
تشنہ دوق حلاوت ہوں نہ کیونکر لرب
نکتہ چینیوں کے لئے نکتہ برجستہ سزا
جب ہوں مرغان ہوا ترے نشان بڈق
مہرہ پشتِ عدو میں ترا تیر صدف دوز
طاہر روحِ عدو کے لئے بہر پرواز
وہ قیامت ہے تری فوج کہ شورِ محشر
نالہ بوک کی ہیبت سے رکھے چھونک کے پاؤں
دون ترے گھوڑے کو کیونکر میں پر کی نسبت
گرم جولانہ کمان ہو کہ رکھے دوست
عرصہ معرکہ میں آرتھے اے شاہ سوار
جلے یوں جیسے ہوا سم بھی نہ پانی ہو تر
گوہ البرز کو سائے میں دبائے اپنے
حملہ آور ہو وہ جسم نو پے جانِ عدو
تو جو محرابِ عماری میں ہو آج سلوہ نما
خاندانِ قوس میں خورشیدِ جانا تاب آیا
نہیں یہ جوشِ گلِ دلاہ نخل آیا ہے
عدل نے تیرے کیا دے زمین کو گلزار
واسطے دیدہ بدین کے ہے یہ عین صلاح

بید مجنون کو بنا دے ابھی انسانِ عقل
تیر حکمی قضا حکم کی ترے تفصیل
کھلے فعلِ متعدی سے نہ بابِ تفصیل
تیری شیریں سخن ہے انہیں غربت کی سبیل
قابض طبعِ روان ہے روشِ دانہ سبیل
سر طائر کو بھی تو سمجھے ایک اُرتی ہوئی چل
رشتہ مرہ تبسج کے مانند دخیل
تیر کی ترے صدا جیسے کبوتر کو زفیل
دم نہ مارے کبھی میں پائے جو گھوڑ کی تمیل
کوچہِ صورت سے گزرے جو دم اسرافیل
نہ یہ صورت نہ یہ رفتار نہ یہ ڈول ڈیل
نہ تو میدانِ تصور نہ فضا ہے غمخیزیل
اس سبکسیرے منظور ہو کارِ تمخیزیل
نہ ہو پروا اُسے ہے راہ میں تالاب کہ جھیل
ہے وہ اے شاہِ فلک تیر تری نعمتِ نیل
اُسکی خرطوم ہو دستِ کششِ عزرائیل
اُسکے دانوں پہ یہ خرطوم سے سوچی تمخیزیل
دن ہیں کوتاہ ہوا اور ہوئی رات طویل
داغِ خواہی کے لئے خاک سے خونِ بایں
آج تک عدل میں کوئی نہ رہا تیر عدیل
ہو تری نوکِ سنان سر نہ کوری کی جو سبیل

<p>دولہا کے معبود رخ روشن پر آسمان لایا ہوا آج جس میں نہ برگ و بر آسمان درپردہ مثل پردہ بازی گرا آسمان کرتا ہے جسکار و ز طواف در آسمان ہو حکم سے نہ اُس کے کبھی با بر آسمان وہ چیز اسکا جس سے نہ ہو ہمیر آسمان مطلع سے آفتاب کے بھی برتر آسمان</p>	<p>کرتا تھا آن نگاہ کو دم پڑھ کے دبدم ایسا نہیں جہان میں کوئی نخل آئندہ کرتا ہے شلخ خشک تمنا کو نخل سبز شادی کا اُس کے نور بھر کے ہے اہتمام وہ شاہ نامور کہ بہادرشہ اُسکا نام وہ آفتابی اُسکی نخل جس سے آفتاب مطلع پڑھوں حضور میں وہ میں جسے کہے</p>
--	--

مجھ سازمین پہ دیکھے جو سترخ فر آسمان
قربان نہ کیوں زمین کے ہو پھر پھر کر آسمان

<p>کو کب ہمیشہ یار تر یا و نہ آسمان جس طرح کو مبار سے بالاتر آسمان گر شتری خلیب ہو تو سبز آسمان ہے بلبل سا ایک کنارے پر آسمان بہ جائے مثل شستی بے لنگر آسمان زمیندہ جسکے واسطے بالا پر آسمان گو یا کہ ایک دامن پر گوہر آسمان ہو مصقلہ بلال تو صیقل گر آسمان آجائے جیسے آئینہ کے اندر آسمان رفت میں بھی ہے بیل جیل پیکر آسمان بنوے ماہ نوے رکاب زرا آسمان کھانا راز زمین پر سد اچکر آسمان</p>	<p>طالع سد اساعد و عالم سد اسطیع نہ آسمان سے رتبہ ترا یوں بلند تر خطبہ کے واسطے ترے نام بلند کے وہ بحر بیکران ہے تری ہمت وسیع دریائے قمر تیرا جو طوفان بہا کرے قد پر ترے وہ راست قباے علو و جاہ تیری گہر فثانی دست کرم سے ہے چمکائے تیغ تیز کو اقبال گر ترا یوں دلین تیرے جلوہ ذات محیط حق سرعت میں تیرا رخ فلک سیر کیا شتاب شاہا جب نہیں ترے شہدیز کے لیے پہنچانہ اُسکے کاوے کے انداز کو کبھی</p>
--	--

اہر بار دو چہرا غان سے توبہ تو
چشمِ قمرین اور بھی ہو روشنی دچند
گر ڈالے پارہ پارہ نستیلون کے دسٹے
یہ کہنہ سیاہ وہ خوش رنگ و دوبہ نو
مٹھلیوں میں ہیں وہ نقلِ پے انکا عکس اگر
آرامش ایسی اور وہ گلہائے رنگ رنگ
بنوائے اُسین بھول طلائی نقسری
نقاہتِ خانہ کی ہے چہرا غان سے وہ شکوہ
کرتا ہے رقصِ تخت پہ نقاہتِ خانہ کی
آواز دہ دامنہ نوبت سے گونج اٹھا
دولہا دھن کی ہے یہ علامتِ سہاگ کی
جائے عجب نہیں ہے کہ عطرِ سہاگ کے
یار ہمیشہ دولہا دھن میں ہے سہاگ
سمجھدی کے وصف لکھنے کے قابل نہیں ہے
جو برج اڑے ہے اڑکے یہ ہوتا ہے وہ بلند
کرتار ہا برات کی شبِ شام سے نشا ر
پہنچے براتیوں کے نہ ہرگز عجبِ م کو
عیشِ دہرب کو مزہ کہ کرتا جہان میں ہے
سہگامِ نرم عقدِ ستاروں کے واسطے
بدین کے ہے نظر کے جلانے کے واسطے
جسوتِ سہرا بازہ کے دولہا ہوا

ق

ہوں سات آسمان کی جگہ ستر آسمان
کا جل لگائے اُسکے دھوئیں سے گر آسمان
مہتاب کو سمجھ کے کُن چادر آسمان
فائق ہو کیا سبوحہ سا جن پر آسمان
لے لکشتان کی مانگ میں موتی بھر آسمان
اونے سا جنین غنچہ نیلو فر آسمان
لے لیکے ماہ و مہر سے سیم دزر آسمان
گویا ہے ایک زمین پہ برازِ اختر آسمان
شہنائی کی صدا کو خوش شکر آسمان
وہ جو سب آسمانوں کے ہے اور آسمان
آیا ہے ایک سہاگ پڑا بس کر آسمان
نشیش کے نشیش بھر کے لڑھا کر آسمان
جب تک کہ ہو دے نیچے زمین اور آسمان
سیلا سا ایک کاغذ بے سطر آسمان
رکھ لے ہے سر پہ مثلِ گلِ احمر آسمان
شبنم کی جائے صبحِ تلک گو سر آسمان
انجم سے لاکھ جمع کرے لشکر آسمان
زہرہ سے اب تہران بہ اوز آسمان
کیا کیا سچے ہے اوجِ اختر کے گھر آسمان
انجم سپند آگِ شفقِ مجسم آسمان
کیا کیا بلائیں لیتا تھا جھک جھک آسمان

	<p>باد باخسابہ رنگین نبوت طرفہ تسبیح ز سدا آور د</p>	
<p>قطعہ تاسیخ تعمیر چاہ معمرہ محمد شاہ سہارنپوری</p>		
<p>کر تعمیر طرفہ مسجد دچاہ ز قدم ساخت کعبہ دعرزم</p>	<p>سید باصفا محمد شاہ ذوق تاریخ سال ہر دوہم</p>	
<p>اشعار قصیدہ ناتمام</p>		
<p>کھائے ہے وقت شرف غرور کی گونہ منزل اوج پہلے مہ تابان ہر چند چار چند آب کا ہوتیہ بلکہ صد چند بشر زنجبہ آہو کو بجائے فرزند بام حشمت پرزے کا ہکشان نصف گند</p>	<p>خسرو انیر اقبال کی ترے خورشید تاب کیا نجم سادات سے ترے ہو ہمسر دیم تحویل یہ کہتے ہیں عناصر چارون پر درش امن کے سایہ میں کیا کرتا ہے فرد دلت سے ترے مرغ نظر بختہ پر</p>	
<p>قصیدہ مستدس دعائیہ</p>		
<p>قمر دستور اعظم صدر اعظم سعد اکبر ہو زحل بر عمارت ترک کردون پریشکرو</p>	<p>سر بر آراے گردون جب ملک سلطان دیو عطار و میرنشی زمرہ ناظر آسمان پر ہو</p>	
<p>سر ہفت آسمان جینک کہ دو ہفت اختر ہو انہی یہ بسا در شاہ شاہ ہفت کشور ہو</p>		
<p>رہے نام فریدون تا درفش کاو بافی سے سکندر تا ہونامی سکندر کشورستانی سے</p>	<p>رہے نام سلیمان تا لکین جگرانی سے رہے داریا کو تا نام آوری تاج کیانی سے</p>	
<p>سر بر سلطنت پر تو ہدیشہ داد گستر ہو</p>	<p>اترا سے خسرو و افلاک شمس عالم مسخر ہو</p>	

انجمن کیا شررتے نعل سمند کے ماتا اگر لبندی شان و شکوہ مین برائے نقش پاکے مقابل بنا سکے یہ ذوق کی دعا ہے کہ جب تک زمانہ مین بزم نشاط و عیش رہے تیرے گھر مین دوز	ن ہے بلکہ برا کر درویش کر آسمان ماضی سے تیرے ہو بھی گیا ہمسر آسمان چار آفتاب ایک جگہ کیونکر آسمان منسوب ہر ستارے سے ہووے ہر آسمان لائے ہمیشہ تیری مراد مین بر آسمان
مارے جگر مین حاسد بد خواہ کے ترے تارِ خطوطِ مہر سے سونشتر آسمان	

اشعار در تالیخ دیوان نواب الہی بخش خان معروف

سبز رنگان کہ بباغ حسن اند از کز نادہن نشان سو ہوم چشم دارند بہ قتل عشاق بجمال رخ آنہا معروف رفت صیت سخنش از دہلی دامد لان حال سخنا سیکفت صد و یک مطلع رنگین آخر شد چو نسیم ز مر و ناشش مرد ویر زہ خون شد دل لعل پیش آن گنج گہر نیت چو خاک ذوق چون خواست دوتا بخش را اول از دوائے خوش رنگ سمار	تازہ چون شاخ گل دلالہ و دوز چون خط جوہری و جوہر نرسد چون حریفی کہ کند قصد بے مٹے شد کہ دش خوش میکرہ تا صفا مان و عسراق دما درو ہمہ چون نالہ موزدن پر درو گفت بانالہ گرم و دم سرد رونق و آب گہر رفت بگرد کہر با چون بر قانی شدہ زند گنج خسرو کہ بود باد آورد اندرین دستہ معنی بدو فرد کرد و آن عقدہ مطلب واکرود
--	---

رہے تا عابدن کو شوق محراب عبادت سے
ناز اہل سنت تا ہوسجدہ میں جماعت سے

تر خطبہ میں ہونا م اور خطبہ زیب ممبر ہو
ترا حامی ابو بکر و عمر عثمان و حیدر ہو

قلم مار سنی پیشہ ہو اور کاغذ صفا آئین
قلمزن تا ہوشکافشان کاغذ خط شک آئین
زبان پر تاسخی ہو اور سخن میں حسنی رنگین
سخن ناداد چاہے اور تا اہل سخن تحسین

ترا مذاح دائم حسرت و ذوق سخنور ہو
ہمیشہ تنہیت حوزان ہو دعا گو ہوتا گر ہو

اشعار متفرقات قصائد و قطعات و محمات وغیرہ

قطعہ در مدح میرزا شاہ رخ بہادر

میرزا شاہ رخ بہادر ت	فصد صید افگنی کیا جدم
خون نچہ سے ہوا سا	دامن دشت لالہ زار ارم
نہ بجا اُس شکار افگن سے	صید کوئی سوائے صید جرم
مرغ دیر غ اور غزال دہلنگ	ہوئے سکن پذیر دشت عدم
ہے جگر گوشہ بہادر شاہ	ہو بہادر نہ کیون وہ نیک شہم
سمجھے شیر آپ کو نہ از غنیم	اُسکے پرسانے ہے شل غنیم
شیر گردن بھی اُسکے لشکرین	پاے ہرگز نہ قدر شیر علم
رہے مانند شیر قالمین کے	اوج ہمت ہے اُسکے زیر قدم
ہاتھ میں جب تفنگ لی اُس نے	ہمسرا زد ہائے التمش دم
کے شیر زبان شکار کئی	اُس غضنفر شکار نے پیہم
ہے بجا گرد و لا دران جہان	کھائیں اُسکی دلاوری کی قسم

بخارا رخص سے تابر ہو اور ابوین بانی	روان بانی سے نادریا ہو اور دریا کو طغیانی
زمین میں تابوگان اور کان میں ہو جو ہر کانی	پئے جو ہر سو قیمت اور قیمت کو فراوانی
تری شمشیر جو ہر دار میں نصرت کا جو ہر ہو	ترے قبضہ میں جس پر گھر ہو کان پر زرو
رکھیں تاعود کو آتش پہ اور آتش کو مجھ میں	کل تر تا ہو گلدان میں تری ہو ناگل ترین
رہے نافذ میں مشک از فراور بو مشک از فرین	صدف میں تا ہو گوہر اور تو آگے گرین
ترے ابر کرم سے بانع عالم تازہ و تر ہو	شمس خلق سے ترے جہان کی سر حطر ہو
طریق رہبری میں خضر ہو جب تک ہدایت فن	سہارا ہو دے تا بحر غریق الیاس کا دین
رہے اوریں تا قطع تعلق سے جان بکن	سیجا کا ہو بالا خانہ تا خورشید سے روشن
چراغ عمر سے تیری جہان سارا مست ہو	فسر و غ اسلام کو ہو رونق دین ہمیر ہو
اشق تکلونہ ہو جب تک سحر کے روئے نیکو کو	کرے آراستہ تا شام اپنے سوئے گیسو کو
شرایہ نورتن تاکہ کشتان کے ہو دے بازو کو	کرے دسمہ سے تا قوس فرخ بزاہے ابرو کو
لب پاخور زہ دشمن کے لہو سے تیرا خنجر ہو	سیر بہ خواہ فسدن تیری انگشت نہان پیر ہو
گلستان میں ہو ناگل اور گل سے شلخ ہو زیبا	نیستان میں تانے اور نے سے نغمہ ہو پیدا
نہال تاک میں انگور ہو انگور میں صبا	نشہ صہبا میں ہو اور ہونشہ جنگ طاغرا
شراب عیش سے خالی کبھی تیرا نہ ساغر ہو	ہمیشہ جشن جمشیدی سے تیرا جشن بہتر ہو
رہے ناکام دینداروں کو احکام شریعت سے	خوشی تاجا جیون کو ہو کعبہ کی زیارت سے

آتا ہے صاف چوب کی صورت نظر ہلال	دیتا ہے جری فوج میں نقارہ جب فلک
منظر تجھ کو جب کہ شکار پرند ہو	تا نسر طائر ایک پرندہ نہ بچ کے
قصیدہ ناتمام	
<p>ہر ورق کاغذ کا رشک گلشن کشمیر ہے ہاتھ کیوں ہندی سے رنگتا برگ بیدار ہے منظر مشرق میں بیٹھا مہر پر تنویر ہے ہر اذان میں شامل اور داخل ہر تکبیر ہے</p>	<p>آج کچھ ایسی ہو اب عیش کی تاثیر ہے گر نہال دشت کو شوقِ خابندی نہیں مرح حاضرینِ سادے مطلعِ روشنِ ذوق نام کو اللہ اگر کیا ترے تاثیر ہے</p>
<p>تو ہو دے خار سے پیدا صد ابرو جنگ کرے ہے شیر کی چربی سے ماشل ہو جنگ کہ مہر و مہ کو گھن لازم آئینہ کو رنگ اڑا ہی جاتا ہے وہ تو برنگ طائر رنگ کہ ہو دے عصہ نہ چرخ جنگی ایک شنگ کہ جیسے مست سے ناز کوئی دابر شنگ اُچکنے میں ہے وہ آہو لپکے ہیں ہلنگ نہیں وہ آدمی لیکن سب آدمی کے دھنگ تو سمجھی تر نہ ہوا سا چہ جائے زاور رنگ بزیرِ نعلِ سُم اگر شد نشان ہو سنگ دبٹ کے اور وہ پھرائے سیکرِ نرنگ</p>	<p>کردن رقم اگر تنیت کا میں آہنگ بے تیرا زور حمایت کہ پافون کو اپنے شہا ترے رخِ روش کو کس سے درنِ شبیر کرد نہیں کیا ترے گلگون کا وصف چالاک نہ پہنچے گرد کو اُسکے وہ پیکِ فکرا چلے ہے یون کج و داکج اوداؤں کے ساتھ وہ چلنے میں ہے تدر و اڑنے میں شاہین تہیں پری وہ پری سے بھی ہے سوا پران روان ہو گرد وہ بکیر آبِ دریا پر جو چھوٹے اُسکو تو سید امین ادا کھینکے شرابِ سنگِ نظر سے نہان نہ ہونے پائے</p>

جہاں اس طرح دل نے کیجے رقم وصفِ عالی صاحبِ عالم	جبکہ اس حبات و شجاعت کو تار ہے یادگارِ عالم میں
<p>الکھی اے ذوق میں نے یہ توصیف سج نارنج ثانی ^{۱۱۱۱۱۱} ستم</p>	
آراستہ ہوا جو فلکِ ان آسمان	کھتے ہیں کس کی تہنیتِ عیدِ میحِ خوان
کلام لے زبور کا خار سے دستِ عدت آفتابی سے جو تو کھدے کہ اسکو روکت	عہد میں تیرے نکالے دانتِ گرینِ ستم گر پڑے پانوں پہ تیرے مہر اگر سب دہا
کہ ملا باغ میں بلبل کو ہزار سی منصب	فضل گل آج ہے وہ سلطنتِ آرا طب
خط تراشیرین ہے شاہِ اور قلمِ شاخِ نبات دی جو تو نے دولتِ انوارِ دانش کی نکات بشر گردن کو پھول ہاتھ سے تیرے نجات	ہے اگر لیلی سیاہی تو درقِ عذرِ اغذار ہو گیا خورشیدِ مالا مالِ دوہینِ لوز سے باعد میں بسندِ وق لے جسوقت تو بہرِ شکا
بیر کہ جسکی ہے اکثاف سے لیکر تاقان کھینچے شمشیرِ سر کفر پہ پھر مرکزِ کاف تیری بخشش سے جو دریا کا معینِ کفان	پر نہیں ہر ترا تو سن وہ پری سانِ ہزان ہو قوی دستِ ترے زور سے اسلام اگر پانا گرداب سے ہے گردِ نمانِ آبی
چنگِ بنین میں اڑاتے اُسے کیا کیا صراف	دستِ بہمت لے ترے کھوئی روپے کی قدر

<p>یہ حال ہے مرا نصف دماغ سے کہ مجھے زمانہ عہدہ پر دوازہ بخت بد ناساز</p>	<p>صدا ہے صورت قیامت ہے ہر کس دُشمن ستارہ بر سر پر کاش و چرخ بر سر زمین</p>
<p>عجب نہیں ہے کہ اسب خط چلیپا سے بنادے تیرے طویلہ کے واسطے حزن زمین</p>	
<p>رباعیات مدح</p>	
<p>قرخ ہو سد جہان میں جشنِ خوروز بر سالِ حل میں مہر عالمِ افروز</p>	<p>شاہا تجھے بادولت و بختِ فیروز ہو دے شرف اندوز ترے طالع سے</p>
<p>اور تجھ سے جہانِ روزِ مسرت اندوز اور ہے مہرِ جہانِ تاب کو کیا دیکر روز</p>	<p>خورشید سے گیر و ز جہان میں نور روز ہے تجکو زمانہ میں شرفِ دوازہ ماہ</p>
<p>تو ہو مصفِ اعدا پر مقررِ فیروز اسے شاہِ عدو کش ترا تیرِ دل دوز</p>	<p>کتاب ہے یہ فیروزِ رنگِ نور روز ہو دشمنِ سرکش کے لئے سہمِ الموت</p>
<p>مبارک آپ کو با آفتابی و کرسی بہنِ سورہ و انیس و آیتہ الکرسی</p>	<p>دعا ہے ذوق کی ہو خلعت و لیحدی یہ آفتابی و کرسی خدا کرے فرخ</p>
<p>اشعار قصیدہ</p>	
<p>یہ جو کرتے ہیں عروضی فاعلاتن فاعلات ذات ہے تیری ثنا حشرِ پندِ آبجیات</p>	<p>آگے تیری طبعِ موزون کے ہے اکلِ فعلِ مہبت فیض سے تیرے نہ کیونکر اک جہانِ ہر سبز ہو</p>

اگر ہو تجکو شہساز کے خلائق زین میں تو اس ارادہ کے آنے میں دل ملک ہو دیر	تمام عرصہ گیتی کی سیر کا آہنگ اور اسکے جاکے پھرنے میں کچھ نہ ہو کہ درنگ
میں وہ نسلیں جنہو اتے سر اور نگ گل ہیں وہ نسلیں جنہو اتے سر اور نگ گل	جن پہ کھاتا ہے چمن میں تختہ اوزنگ گل
کرب ہے مہر علی دل کو صاف پر انوار نہلے کیونکہ ہنوز بر سر کرب و غار	طلوع شمس پہ سو قوف ہے وجود نہار علی ہے شکل علی اور علی ہے حرف جابر
مختص در ملح	
خسروا چڑھ کے گرسبید دوار ہلال حاضر خدمت عالی ہے بہر کار ہلال	خود لب عجز سے کرتا ہے یہ اقرار ہلال گر زبرد دار ہے خورشید کماندار ہلال
آسمان لیکے سیر جتا ہے تلوار ہلال	
دست بہت ترا خورشید سے ہے بالاتر آئین تیرے در دولت پہ گدایانہ اگر	تری بخشش سے ہے نیاں عیش و تمیز اپنے کاسہ میں بھرے جرنج میں لعل و کمر
اور کشتی میں بھرے درہم دینار ہلال	
ذوق کرتا ہے سخن تیری دعا پر کوتاہ تیری دولت سے ہوں خورسند ترے دلخواہ	عید ہر سال ہو فرخ تجھے باجست جا اور جو حاسد میں ترے واسطے اُنکے ہر ماہ
پہنچ پرتیز کرے خبر خوشخوار ہلال	
قصیدہ ناتمام در منقبت	
لکھوں جو میں کوئی مضمون ظلم جرح برین	تو کر بلا کی زمین ہو مری غزل کی زمین

اشعار قصیدہ ہفتہ زبان

آب و الحار ہوئے تنو و نائے گلشن آیت انبیتہ اللہ نبیاً تا حسنک خلاف سے یوں ترے ارزاں عذیر کفن	خبر سے طمان واسدہ کا فہم اسکن ہوش دیکھ گئی سب جہ پر یارانی سپہ اس طرح شعلہ کا عالم ہو بخاندن خیال
خس یہ تجھ سے کوساں کریم ہزار سال ہوں تو میں بے شمار گروہ ہزار سال	سنا اس غرور و دولت زبان حشر و ہار بلوچند اگر سے ترن تو میں فہم و ہار
میں نے شائیں کے لیے پیش رک دیا کریم پھو دین شرک پوچھا آتش دے پہ ماں زاد	کوہ اور آنہ می بین چو کر آتش اس جانان اگر یہ گریہ دھند خان پرستہ دان و دان



